

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تو ہی مجھے مل جائے

حصہ دوم

مرتب

الفقیر الی اللہ تعالیٰ

بلقیس اظہر

جماعت عائشہؓ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

توہی مجھے مل جائے

حصہ دوم

مرتب:

الفقیر الی اللہ تعالیٰ

بلقیس اظہر

جماعت عائشہؓ

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
1	سورہ فاتحہ کی اہمیت و فضیلت	4
2	درواد براہمی کی اہمیت و فضیلت	4
3	توشہ آخرت کے لئے قرآن پاک کی ترغیب	5
4	چار قسم کے لوگ	6
5	حدیث اور اس کی اقسام	7
6	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کا اثر کیسے ہوتا ہے؟	9
7	کلمہ طیبہ کی اہمیت و فضیلت	10
8	نماز کی اہمیت و فضیلت	13
9	روزہ کی اہمیت و فضیلت	16
10	زکوٰۃ کی اہمیت و فضیلت	18
11	صدقات کی اہمیت و فضیلت	23
12	حج کی اہمیت و فضیلت	26
13	عشرہ ذالحج کی اہمیت و فضیلت	29
	☆ یوم عرفہ کی اہمیت و فضیلت	31
14	ذکر کی اہمیت و فضیلت	32
15	جمعہ کی اہمیت و فضیلت	34
16	قرآن پاک کی روشنی میں قوموں کے زوال کے اسباب	37
17	رحمت کے فرشتے	41
18	حقوق اللہ اور حقوق العباد	43
19	پڑوسیوں کے حقوق	45
20	حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی	47
21	اصل زندگی (یاد حق)	50
23	گناہوں سے بچنے کا طریقہ	54

24	برکت کسے کہتے ہیں اور کیسے حاصل ہوتی ہے؟	58
25	مرتبہ شہادت	62
26	حجر اسود	64
27	چاہ زم زم	65
28	"حُسن ظن" (اچھا گمان)	68
29	قانونِ فطرت	71
30	جھوٹ کی حرمت	73
31	غصہ، کینہ و بغض	74
32	حسد	76
33	جنت البقیع میں آسودہ خاک ہستیاں	78
34	عراق میں آسودہ خاک ہستیاں	79
35	حروف مقطعات	80
☆	حروف مقطعات سے علاج	82
36	اقوال زریں	83

سورہ فاتحہ کی اہمیت و فضیلت

سورہ فاتحہ حاصل قرآن ہے۔ اس کا ورد کرنے والا دنیا اور آخرت میں کامیاب رہنے والا ہوتا ہے۔

سورہ فاتحہ میں سات آیات ہیں۔ اور یہ ساتوں آیات ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ: "راہ حق کے سات دروازے ہیں اور یہ ساتوں آیات ان دروازوں کو کھولنے کی کنجیاں ہیں۔ جب ایک بندہ ان کی تلاوت کرتا ہے تو ہر راستہ خود بخود کھلتا چلا جاتا ہے اور بندہ سات راستوں سے گزر کر سات دروازوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے محل میں داخل ہو جاتا ہے۔"

وہ سات دروازے یہ ہیں۔ (i) باب ذکر (ii) باب شکر (iii) باب امید (iv) باب خوف

(v) باب اخلاص (vi) باب دعا (vii) باب انسیت انبیاء کرام علیہ السلام

(i) اب پہلے دروازے باب ذکر کی کنجی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہے۔ (ii) دوسرا دروازہ باب شکر کی کنجی الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ہے۔

(iii) تیسرا دروازہ باب امید کی کنجی الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہے۔ (iv) چوتھا دروازہ باب خوف کی کنجی فَلِیْکَ یَوْمَ الدِّیْنِ ہے۔

(v) پانچواں دروازہ باب اخلاص کی کنجی اِنَّا کَ نَعْبُدُکَ وَ اِنَّا کَ نَسْتَعِیْنُکَ ہے۔ (vi) چھٹا دروازہ باب دعا کی کنجی اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ہے۔

(vii) ساتواں دروازہ باب انسیت انبیاء کرام علیہ السلام کی کنجی صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَ لَا الضَّالِّیْنَ ہے۔

اس لیے بار بار سورہ فاتحہ کو پڑھنا چاہیے تاکہ تمام دروازوں کی کنجیاں بندے کے ہاتھ میں رہیں۔

درودِ ابراہیمی کی اہمیت و فضیلت

کیا ہم نے کبھی سوچا کہ درودِ ابراہیمی کے آخر میں ہمیشہ دو الفاظ آتے ہیں۔ "حمید" اور "مجید"۔۔۔۔۔ یہ دونوں صفات آخر ہر بار کیوں دہرائی جاتی ہیں؟ ان میں ایسا کیا راز ہے کہ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے خود یہی الفاظ سکھائے؟ آج ہم اس روحانی راز کو کھولیں گے۔ جو شاید ہم نے پہلے کبھی نہ سنا ہو۔

درودِ ابراہیمی کے آخر میں جب ہم کہتے ہیں "اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ" تو بظاہر یہ صرف دو الفاظ لگتے ہیں لیکن حقیقت میں یہ درود کی روح اور قبولیت کی ضمانت ہیں۔

1۔ اللہ کی صفت "حمید"۔۔۔۔۔ شکر اور تعریف کا مرکز۔

"حمید" کا مطلب ہے وہ ذات جو اپنی تعریف آپ ہے۔ جس کی ہر نعمت کا شکر ممکن ہی نہیں۔ جو ہر حال میں تعریف کے لائق ہے۔ درود پڑھتے ہوئے جب ہم حمید کہتے ہیں تو ہم اعلان کرتے ہیں کہ یا اللہ ہم جس رسول پر درود بھیج رہے ہیں اس کا مقام بھی تیری ہی عطا کردہ عزت ہے۔ یعنی درود میں تعریف خدا اچھی ہوئی ہے۔

2۔ اللہ کی صفت "مجید" عظمت اور شان کی بلندی۔ "مجید" کا مطلب ہے وہ جو بڑائی والا ہے۔۔۔۔۔ جس کی شان بے حد ہے۔ جو عزت بھی دے اور اسے بلند بھی کر دے۔ درود کے اس حصے میں ہم اللہ کی عظمت کا اعتراف کرتے ہیں کہ یارب ہم جس نبی پر رحمت مانگ رہے ہیں ان کی عزت بھی تیری شان کے مطابق ہی ہو۔ یعنی یہ صفت نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کی عظمت کی بلندی کی دعا ہے۔

3۔ یہی دو صفات کیوں؟ درودِ ابراہیمی میں نہ رحیم آیا، نہ کریم۔۔۔ نہ کوئی اور صفت۔ صرف یہ دو "حمید" اور "مجید" کیوں؟ کیونکہ "حمید" تعریف کو سمیٹ لیتا ہے اور "مجید" عظمت کو سمیٹ لیتا ہے۔ تعریف اور عظمت درود کی مکمل روح۔۔۔۔۔ یعنی اے اللہ ہم تیرے محبوب (خاتم النبیین ﷺ) کے لیے ایسی رحمت اور ایسی برکت مانگتے ہیں جو تیری تعریف اور تیری شان کے لائق ہوں۔

4۔ درودِ ابراہیمی کی قبولیت کا راز۔۔۔۔۔ جب ہم اللہ کی صفات کا ذکر کرتے ہیں اللہ دعا واپس نہیں کرتا اس لیے درود کے آخر میں ان دونوں صفات کو رکھا گیا ہے تاکہ درود بے حد قبول ہو جائے۔

5۔ اللہ کی حمد، حضرت محمد (خاتم النبیین ﷺ) کی عزت۔۔۔۔۔ یہ دو صفات دراصل ہمیں یہ سبق دیتی ہیں کہ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کی شان بلند کرنا۔۔۔ اللہ کی تعریف بیان کرنا۔۔۔ دونوں ایک ہی درود میں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔

توشہ آخرت کے لئے قرآن پاک کی ترغیب

قرآن پاک 23 سال کے عرصے میں نازل ہوا اس لئے اس کے پڑھنے میں بے صبری کا اظہار غیر مناسب ہے، دراصل قرآن پاک کو مکمل کرنا مقصود نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ اس کو سمجھنا مقصود ہونا چاہئے۔ اس لئے ایک ایک آیت کو اچھی طرح سمجھ کر پڑھا جائے تاکہ اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ رب العالمین ہم سے کیا چاہتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنی حالت کا بھی موازنہ کرتے رہنا چاہئے کہ ہماری زندگی کہاں تک دستور قرآن پاک کے مطابق ہے؟ اور کہاں کہاں اصلاح طلب ہے؟ پھر جہاں کمی نظر آئے اسے دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ کلام اللہ کی اس طرح تلاوت کرنے والا کسی حد تک کلام اللہ کا حق ادا کرتا ہے اس کے بعد پھر دنیا میں اطمینان کی زندگی اور آخرت میں کامیابی کا ضامن خود قرآن پاک ہے۔ قرآن پاک کے ایسے ہی شیدائیوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے خوف اور غم سے آزادی کا وعدہ فرمایا ہے۔ (سورۃ البقرہ، آیت نمبر 62) وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۶۲﴾ ”اور نہ ان کو کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے“۔

حدیث پاک:- حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے بہت سی قوموں کو عزت و سر بلندی عطا فرماتا ہے، اور بہت سے لوگوں کو (جو اس پر عمل نہیں کرتے) ذلیل و خوار کرتا ہے“۔ (مسند احمد، جلد 8، حدیث نمبر 8326)

قرآن پاک کی ترغیب:

- 1- جیسے جیسے ہماری عمر گزرتی ہے، ہمارے ہاتھ کمزور ہوتے ہیں۔ کیونکہ اللہ ہمیں سکھا رہا ہے کہ دنیا کی محبت کو چھوڑ دینا چاہئے۔ سورہ ہود، آیت نمبر 15 ترجمہ: ”جو لوگ (فقط) دنیوی زندگی اور اس کی زینت (و آرائش) کے طالب ہیں ہم ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ اسی دنیا میں دے دیتے ہیں اور انہیں اس (دنیا کے صلہ) میں کوئی کمی نہیں دی جائیگی وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں کچھ (حصہ) نہیں سوائے آتش (دوزخ) کے، اور وہ سب (اعمال اپنے آخری اجر کے حساب سے) اکارت ہو گئے جو انہوں نے دنیا میں انجام دیئے تھے اور وہ (سب کچھ) باطل و بے کار ہو گیا جو وہ کرتے رہے تھے“ کیونکہ ان کا حساب پورے اجر کے ساتھ دنیا میں ہی چکا دیا گیا ہے اور آخرت کے لئے کچھ نہیں بچا۔“
- 2- جیسے جیسے ہماری عمر گزرتی ہے، ہمیں دھندلا نظر آنے لگتا ہے۔ کیونکہ اللہ ہمارے دل کی آنکھ کی نظر کو تیز کر رہا ہوتا ہے تاکہ ہم آگے دیکھ سکیں۔ سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 72 ترجمہ: ”اور جو شخص اس (دنیا) میں (حق سے) اندھا رہا سو وہ آخرت میں بھی اندھا اور راہ (نجات) سے بھٹکا رہے گا۔“
- 3- جیسے جیسے ہماری عمر گزرتی ہے، ہم زیادہ حساس ہوتے جاتے ہیں۔ کیونکہ اللہ ہمیں سکھا رہا ہے کہ ہمارے دل اور باقی مخلوقات کے درمیان تعلق عارضی ہے جو کہ کوئی معنی نہیں رکھتا، اصل دل وہ ہے جو اللہ کی ذات سے وابستہ ہو جائے۔ سورہ لقمان، آیت نمبر 22 ترجمہ: ”جو شخص اپنا رخ اطاعت اللہ کی طرف جھکا دے اور وہ (اپنے عمل اور حال میں) صاحب احسان بھی ہو تو اس نے مضبوط حلقہ کو پختگی سے تھام لیا، اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کی طرف ہے۔“
- 4- جیسے جیسے ہماری عمر گزرتی ہے، ہمارے دانت گرتے رہتے ہیں۔ کیونکہ اللہ ہمیں یاد کروا رہا ہے کہ ایک دن ہم ہمیشہ کے لئے اس زمین میں گر جائیں گے۔ سورہ آل عمران، آیت نمبر 145 ترجمہ: ”اور کوئی شخص اللہ کے حکم کے بغیر نہیں مر سکتا (اس کا) وقت لکھا ہوا ہے، اور جو شخص دنیا کا انعام چاہتا ہے ہم اسے اس میں سے دے دیتے ہیں، اور جو آخرت کا انعام چاہتا ہے ہم اسے اس میں سے دے دیتے ہیں، اور ہم غنقریب شکر گزاروں کو (خوب) صلہ دیں گے۔“
- 5- جیسے جیسے ہماری عمر گزرتی ہے، ہماری ہڈیوں اور جوڑوں کی طاقت ختم ہوتی جاتی ہے۔ کیونکہ اللہ ہمیں یاد کروا رہا ہے کہ بہت جلد ہماری زندگی لے لی جائے گی۔ سورہ النساء، آیت نمبر 78 ترجمہ: ”(اے موت کے ڈر سے جہاد سے گریز کرنے والو!) تم جہاں کہیں (بھی) ہو گے موت تمہیں (وہیں) آ پکڑے گی خواہ تم مضبوط قلعوں میں (ہو) ہو، اور (ان کی ذہنیت یہ ہے کہ) اگر انہیں کوئی بھلائی (فائدہ) پہنچے تو کہتے ہیں کہ یہ (تو) اللہ کی طرف سے ہے (اس میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت اور واسطے کا کوئی دخل نہیں)، اور اگر انہیں کوئی برائی (نقصان) پہنچے تو کہتے ہیں: (اے رسول!) یہ آپ کی طرف سے (یعنی آپ کی وجہ سے) ہے۔ آپ فرما دیں: (حقیقت) سب کچھ اللہ کی طرف سے (ہوتا) ہے۔ پس اس قوم کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ کوئی بات سمجھنے کے قریب ہی نہیں آتے۔“

- 6- جیسے جیسے ہماری عمر گزرتی ہے، ہمارے بال سفید ہوتے جاتے ہیں۔ کیونکہ اللہ ہمیں سفید کفن کی یاد دہانی کروا رہا ہوتا ہے۔
- سورہ آل عمران، آیت نمبر 185 ترجمہ: "ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے، اور تمہارے اجر پورے کے پورے تو قیامت کے دن ہی دیئے جائیں گے، پس جو کوئی دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا وہ واقعہ کامیاب ہو گیا، اور دنیا کی زندگی دھوکے کے مال کے سوا کچھ بھی نہیں۔"
- 7- جیسے جیسے ہماری عمر گزرتی ہے، ہمارے دلوں کی طرح ہم بھی تنہا ہو جاتے ہیں اور تنہا رہنا پسند کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ کی ذات ہمیں باور کراتی ہے کہ انسان اور دنیا کی محبت کو چھوڑ دینا چاہئے۔
- سورہ الانعام، آیت نمبر 32 ترجمہ: "اور دنیوی زندگی (کی عیش و عشرت) کھیل اور تماشے کے سوا کچھ نہیں، اور یقیناً آخرت کا گھر ہی ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں، کیا تم (یہ حقیقت) نہیں سمجھتے۔"
- قرآن پاک علم کا خزانہ ہے اس سے کتنے ہی کلام ابھرے، علم تفسیر، علم قراءت، علم حدیث، علم اصول حدیث، علم اسماء الرجال، علم فقہ، علم تصوف وغیرہ۔ اور بہت سے کلام کے لئے تمہید کا کام دیا مثلاً فلسفہ، سائنس وغیرہ۔۔۔ قرآن پاک مشاہدہ فطرت قدرت پر ابھارتا ہے۔

چار قسم کے لوگ

حضرت محبوب سبحانی غوث پاکؒ نے فرمایا ”دنیا میں چار قسم کے آدمی ہوتے ہیں:

- 1- ایک وہ جو نہ دل رکھتے ہیں نہ زبان: نا تجربہ کار اور حقیرانہ کی مثال بھوسے کی سی ہے ایسے لوگ بے قیمت اور بے کار ہوتے ہیں۔ تو ایسے لوگوں میں شامل نہ ہو بلکہ ان لوگوں میں نیکی پھیلا اور انہیں دین کی طرف بلانے کا فرض ادا کر۔ حضور پاک ﷺ خاتم النبیین نے حضرت علیؓ سے دوسرے لوگوں کی ہدایت کے ضمن میں فرمایا تھا ”اگر تمہاری تعلیم سے ایک شخص بھی ہدایت حاصل کرے تو یہ تمہارے لیے پورے سورج کی آب و تاب سے بہتر ہے۔“
- 2- دوسرا وہ شخص ہے جو نصیحت اور حکمت کی باتوں کا تذکرہ کرتا ہے لیکن خود ان پر عمل نہیں کرتا وہ دوسروں کے عیب گناتا ہے لیکن خود ان عیوب سے پرہیز نہیں کرتا۔ اس شخص کی مثال انسانوں کے روپ میں بھیڑیے کی سی ہے، ممکن ہے اس شخص کی شیریں زبانی تمہیں متاثر کرے اور تمہیں شرکی طرف متوجہ کر دے۔ ایسے لوگوں سے اللہ کی پناہ مانگو۔
- 3- تیسرا شخص مومن ہے اللہ نے اس پر پردہ ڈالا ہوا ہے۔ وہ اپنے نفس کے عیوب پر نظر رکھتا ہے۔ اس کا دل منور ہوتا ہے وہ خاموشی اور گوشہ نشینی پسند کرتا ہے۔ حضور پاک ﷺ خاتم النبیین نے فرمایا ”گوشہ نشینی عافیت ہے اور خاموشی عبادت کا ایک حصہ ہے۔“ ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ اپنے محبوبین اور نیک بندوں میں شامل کر لیتا ہے۔
- 4- چوتھا وہ آدمی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے عالم ملکوت میں بزرگی بخشی، ایسے لوگ اللہ کے علم کو جانتے اور اس پر عمل کرتے ہیں، علم دوسروں کو بھی سکھاتے ہیں، یہ اللہ کی آیات سے واقف ہوتے ہیں، اللہ انہیں اپنے بھیدوں سے آگاہی بخشتا ہے۔ اللہ ان سے دوسروں کو بھی ہدایت بخشتا ہے، ان کے پاس سلامتی ہوتی ہے۔ تو ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کر۔

حدیث اور اس کی اقسام

حدیث کیا ہے؟:- حدیث سے مراد وہ اقوال، اعمال اور تقریر یعنی تصویب (درست قرار دینا، تصدیق، درستی، اصلاح) ہیں جو رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی جانب منسوب ہوں۔

حدیث کی اقسام:-

حدیث کی چھ اقسام ہیں۔

1- متواتر حدیث 2- مشہور حدیث 3- غریب حدیث 4- مرفوع حدیث 5- ضعیف حدیث 6- موضوع حدیث

1- متواتر حدیث:- اگر حدیث کے ہر لیول پر بہت سے راوی موجود ہوں۔ یعنی حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہما نے سنا ہو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہما سے کئی تابعین نے سنا۔۔۔ پھر ہر تابعین سے کئی تبع تابعین نے سنا ہو۔ اور ہر درجے پر کئی راوی موجود ہوں تو ایسی حدیث کو متواتر حدیث کہتے ہیں۔ یہ حدیث کا بہت اونچا درجہ ہے۔

2- مشہور حدیث:- اگر حدیث میں راویوں کی تعداد ہر سطح پر کم از کم تین ہو۔ (تین سے زیادہ ہیں تو تب وہ متواتر حدیث ہوگی) تو وہ مشہور حدیث ہوگی۔

3- غریب حدیث:- اگر حدیث میں کوئی ایک راوی ہے تو اس کو غریب حدیث کہیں گے یا خبر واحد کہیں گے۔

4- مرفوع حدیث:- لغوی اعتبار سے مرفوع رفع کا اسم مفعول ہے جس کے معنی ہیں بلند ہونا۔ حدیث کو یہ نام دینے کی وجہ یہ ہے کہ اس حدیث کی نسبت اس ہستی کی طرف ہے جن کا درجہ بہت بلند ہے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ سے۔

اصطلاحی مفہوم میں ایسی حدیث کو مرفوع کہا جاتا ہے جس کی نسبت رسول پاک خاتم النبیین ﷺ سے کی گئی ہو۔ اس حدیث میں آپ خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد، عمل، کوئی صفت، تقریر یا خاموشی کے ذریعے کسی کام کی اجازت دی گئی ہو۔ یہ حقیقت کسی صحابی نے بیان کی ہو یا کسی اور نے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

حدیث کی سند خواہ مرسل، منقطع، متصل یا موصول ہو، وہ مرفوع ہی کہلائے گی۔ اس تعریف کے اعتبار سے مرفوع میں مرسل، متصل یا موصول، منقطع ہر قسم کی روایات شامل ہو جاتیں ہیں۔ الخضر وہ حدیث جس کی سند نبی کریم خاتم النبیین ﷺ تک پہنچی ہوئی ہو مرفوع حدیث کہلاتی ہے۔

☆ **مرسل حدیث:-** علم حدیث میں مرسل سے مراد وہ حدیث ہے جس میں سلسلہ سند کسی صحابی پر ٹوٹتا ہو یعنی تابعی براہ راست آنحضرت سے روایت کرے۔

☆ **متصل یا موصول حدیث:-** علم حدیث میں اس سے مراد وہ حدیث ہے جس کے تمام راوی ایک دوسرے سے متصل یا ملے ہوئے ہوں۔ حدیث کی اس قسم کو موصول کا نام بھی دیا جاتا ہے۔

☆ **منقطع حدیث:-** علم حدیث میں منقطع سے مراد وہ حدیث ہے جس میں سلسلہ سند کسی صحابی پر نہیں بلکہ کسی اور درجہ میں تابعی یا تبع تابعی پر ٹوٹتا ہو۔

5- ضعیف حدیث:- اس کے بعد آتی ہے ضعیف حدیث (کمزور حدیث)۔۔۔ ضعیف حدیث اسے کہتے ہیں جس میں کسی ایک راوی کے بارے میں شک ہو گیا کہ یا تو اس کا کردار معیاری نہیں تھا یا اس کی سیرت اس کے معاملات درست نہیں تھے۔ اس روایت کے اندر گو یا ایک کڑی کمزور ہے یا یہ کہ کسی ایک راوی کے بارے میں معلوم ہو کہ اس کا حافظہ کمزور ہے تو اس میں بھی شک پڑ جائے گا۔ اگر ان دو میں سے کوئی ایک نقص پایا جائے تو وہ حدیث ضعیف حدیث کہلاتی ہے۔

اگر کسی حدیث کے ساتھ لکھ دیا جائے ضعیف حدیث۔ تو کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اس کو چھوڑ دو۔۔۔ یہ حدیث نہیں ہے۔ جبکہ ضعیف حدیث کے اندر بہت سی اعلیٰ احادیث موجود ہوتی ہیں۔ جس میں علم اور حکمت کے موتی موجود ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ:

ایک ہے سچ کا سچ ہونا۔ ایک ہے سچ کا سچ ثابت ہو جانا۔۔۔ کتنے سچ ہوتے ہیں جو اپنی جگہ سچ ہیں لیکن ہم ثابت نہیں کر سکتے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ جو سچ ثابت نہ ہو سکے وہ جھوٹ ہے۔۔۔ سچ ثابت نہیں ہو سکا یہ اپنی جگہ بات ہوئی۔۔۔ لیکن پھر کیا ہم اس کو کہیں گے کہ وہ جھوٹ ہے؟ یہ نہیں مانا جاتا۔۔۔ تو حدیث ضعیف جو ہے وہ کمزور تو ہے لیکن حدیث موضوع نہیں ہے۔۔۔ وہ مکروہ نہیں ہے۔۔۔ وہ چھوڑی نہیں جائے گی۔۔۔ ہاں! اس میں سے کوئی حکم شریعت نہیں نکلے گا۔ ضعیف حدیث سے شریعت کا

کوئی حکم نافذ نہیں ہوگا۔

امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ ضعیف احادیث فضائل کے ضمن میں قابل قبول ہیں جس میں کسی عمل کی فضیلت بیان کی گئی ہو ان کو اختیار کیا جاسکتا ہے۔

6- موضوع حدیث: - سب سے نیچے جو درجہ آتا ہے وہ ہے موضوع حدیث۔ جس کے بارے میں محدثین نے تحقیق کر کے چھان بین کر کے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ یہ گھڑی ہوئی حدیث ہے یا جھوٹی حدیث ہے۔ اس کی حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی طرف نسبت صحیح نہیں ہے۔ محدثین نے ان موضوع احادیث کو جمع کر کے ایک کتاب کی شکل دے دی ہے۔ جس کا نام ہے "کتاب الموضوعات"۔

صحیح احادیث صرف بخاری اور مسلم میں ہی نہیں ہیں۔ اس لئے کہ احادیث کی صحت کا دار و مدار اس بات پر ہوتا ہے کہ اس کی اسناد و اصول احادیث کی شرائط پر پوری اترتی ہیں یا نہیں؟

چنانچہ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کے علاوہ سینکڑوں آئمہ احادیث نے احادیث کے مجموعے مرتب فرمائے ہیں، ان میں جو احادیث بھی مذکورہ شرائط پر پوری اترتی ہیں وہ درست ہوتی ہیں۔ بلکہ یہ عین ممکن ہے کہ ان کتابوں کی کوئی احادیث سنداً صحیحین سے بھی اعلیٰ اور معیاری ہوں۔

مثلاً ابن ماجہ صحاح ستہ میں چھٹے نمبر پر ہے۔ (صحاح ستہ سے مراد حدیث پاک کی چھ مشہور و معروف کتابیں ہیں:

(۱) صحیح بخاری (۲) صحیح مسلم (۳) سنن نسائی (۴) سنن ابی داؤد (۵) جامع ترمذی (۶) سنن ابن ماجہ۔

ان چھ کتابوں کو "اصول ستہ، صحاح ستہ، کتب ستہ اور امہات ستہ" بھی کہتے ہیں۔

ابن ماجہ میں بعض احادیث اتنی اعلیٰ سند کے ساتھ ہیں کہ صحیحین میں اتنی اعلیٰ سند کے ساتھ نہیں ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کا اثر کیسے ہوتا ہے؟

3- انسان

2- جنات

1- فرشتے

اس کائنات میں تین طرح کی مخلوقات ہیں:- 1- فرشتے 2- جنات 3- انسان
ان میں سے دکھ انسان نے اٹھانے ہیں۔۔۔ شیطان سے انسان نے لڑنا ہے۔۔۔ بیمار یوں کا مقابلہ انسان نے کرنا ہے۔۔۔ حادثات پر صبر انسان نے کرنا ہے۔۔۔ مصیبتوں کو انسان نے برداشت کرنا ہے۔۔۔ اپنی خواہشات سے کس نے جنگ کرنی ہے؟؟؟ اپنے نفس کو کس نے شکست دینی ہے؟؟؟
رزق کی تلاش انسان نے کرنی ہے۔۔۔ اپنی اولاد کو پالنا ہے۔۔۔ آزمائش کس کی ہے؟ انسان کی۔۔۔

ہر پل انسان دکھوں، تکلیفوں اور پریشانیوں سے گزارا جائے گا۔ اب جس ذات نے ہمیں اتنی آزمائشوں سے گزارنا ہے اس نے ہی ہمیں بہت محبت سے تخلیق کیا ہے اور اس نے ہمیں ایک پل کے لیے بھی تنہا نہیں چھوڑا ہے۔ جیسے ہی انسان کو زمین پر اتارا گیا اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کو، اپنے رحم کو، اپنی شفقت کو حروف کی شکل میں۔۔۔ اپنے اسماء کی شکل میں۔۔۔ آیات کی شکل میں اور کلمے کی شکل میں اتارا۔ اور پھر انسان کو حکم دیا کہ ان کلمات کو اپنے اندر زندہ کرو اور اپنی مشکل کشائی کرو۔ ان کلمات میں وہ طاقت موجود ہے جو ہماری ہر قسم کی مشکل میں مددگار ہو سکتی ہے۔

یہاں ایک بات یاد رکھنے کی ہے کہ کوئی بھی وظیفہ ہو۔۔۔ کوئی بھی ورد ہو۔۔۔ وہ جب تک اپنا اثر نہیں دکھاتا تب تک وہ ہماری ذات کے اندر زندہ نہیں ہوتا۔ جب تک ہمارا لاشعور اور شعور اسے تسلیم نہیں کرتا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ صرف زبانی ورد کرنے یا زبانی دانے پر دانہ گرانے سے بات نہیں بنتی۔ جب تک اس کلمے یا وظیفے کی تاثیر کو ہم محسوس نہیں کریں گے تب تک ہم اپنی ذات پر اس کو apply نہیں کریں گے۔ دعا قبول نہیں ہوگی۔
قرآن پاک میں ایک آیت ایسی ہے جس میں مشکل کشائی کی طاقت رکھی گئی ہے۔ اس دنیا کے اندر ہمیں کوئی بھی مسئلہ ہے۔۔۔ کوئی بھی پریشانی ہے۔۔۔ کوئی اولاد کا مسئلہ، کوئی رزق کا مسئلہ، کوئی دکھ، دشمنی کا مسئلہ ہے دنیا کی کوئی بھی پریشانی ہے۔ یہ آیت تقدیر کو سنوار سکتی ہے۔ یہ ایک چھوٹی سی آیت ہے۔ قرآن پاک ایک علم ہے۔ یہ ایک وسیع اور عریض کائنات کی طرح ہے۔ اس کا نچوڑ سورہ فاتحہ کے اندر ہے۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "تمام پچھلی کتابوں یعنی تورات، زبور، انجیل جس میں جو کچھ تھا وہ تمام کا تمام علم قرآن پاک میں موجود ہے۔"

قرآن پاک میں جو کچھ ہے اس کا نچوڑ سورہ فاتحہ کے اندر ہے اور سورہ فاتحہ کے اندر جو کچھ موجود ہے اس کا نچوڑ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" میں موجود ہے۔

اب "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کو حاجت طلب کے لیے کس طرح پڑھنا ہے یعنی اس کو ہم نے اپنی ذات پر کس طرح apply کرنا ہے؟

اگر ہم کسی کام کو کرنا چاہتے ہیں تو عام طور پر کہا گیا ہے کہ ہر کام کے شروع کرنے سے پہلے "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" پڑھنے سے کام میں آسانی ہوتی ہے اور برکت آ جاتی ہے۔ کام ہو جاتا ہے لیکن یہ بس ہم نے اپنی عادت بنالی ہے۔ دل سے اپنی ذات پر بسم اللہ کو apply کرنا اور طرح سے ہوتا ہے۔ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" میں ایک خاص طاقت ہے۔ اس کی طاقت کو ہم نے کیسے استعمال کرنا ہے۔ اگر ہم اس کے چار حروف پر غور کریں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس کا آخری حرف ہے "الرحیم" یعنی تم پر رحم کیا جائے گا۔ اس کا پہلا حرف ہے "الرحمن" رزق دینے والی ذات۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی صفات ہیں کہ وہ رحم کرے گا اور رزق دے گا۔ وہ رزق کے خزانے کھول دے گا۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہمیں چاہیے کہ الگ تھلک ہو کر تصور کرنا ہے "اسم اللہ کا"۔۔۔ "الرحمن" اور "الرحیم" تو وہ ہے۔ وہ ہی رحم کرے گا اور وہی رزق بھی دے گا۔ لیکن ہم نے شروع "اسم اللہ" سے کرنا ہے۔ زبانی "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کو نہیں پڑھنا بلکہ ایک جگہ پر بیٹھ کر اللہ کا تصور کرنا ہے۔ اللہ کے تصور میں جانا ہے۔ اللہ سے ہم نے مدد مانگنی ہے اور دعا کرنی ہے کہ "اے اللہ! میں یہ کام شروع کرنے لگا ہوں مجھے ہدایت کا راستہ دے۔ مجھے سیدھا راستہ دکھا دے۔" جب اس کیفیت میں جا کر اللہ سے مدد مانگی جائے گی تو اللہ کے فضل و کرم سے اسی وقت ہماری رہنمائی کر دی جائے گی۔ یاروک دیا جائے گا یا راستہ دے دیا جائے گا۔

جب تک ہم یہ "اسم اللہ" اپنی ذات پر apply نہیں کریں گے بات نہیں بنے گی۔ اس لیے اکثر وظائف کے لیے کہا جاتا ہے کہ 40 دن یا 21 دن تک یہ وظیفہ کریں۔ اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ اتنے دنوں تک انسان کو یہ فکر رہتی ہے کہ یہ وظیفہ میں نے کرنا ہے۔ یعنی وہ "اسم ذات" کی یاد کی فکر پالے ہوئے ہے۔

اللہ کے تصور میں اس کی ذات کو لاتے ہی راستہ بھی مل جاتا ہے۔ مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے۔ پھر وہ "الرحمن" ہے۔۔۔ وہ رزق بھی عطا کرتا ہے اور رزق کا مطلب صرف روٹی ہی نہیں ہوتا بلکہ اس کے اندر ہر قسم کی خیر شامل ہوتی ہے۔

کلمہ طیبہ کی اہمیت و فضیلت

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مسلمان کا مطلب کیا؟

فرمانبردار۔ کس کا فرمانبردار؟

اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کا فرمانبردار؟۔

لیکن ہم یہ بات بہت افسوس کے ساتھ کہتے ہیں کہ ہم میں سے 99 فی صد لوگ By Chance مسلمان ہیں ہم لوگوں نے یہ جاننے کی بھی کوشش نہیں کی کہ بچپن میں ہمیں کلمہ کس نے پڑھایا ماں باپ میں سے کسی نے۔ دادا دادی میں سے کسی نے نانا نانی میں سے یا کسی اور نے۔

تجربہ کی بات ہے کہ ہم اپنے مسلمان ہونے پر فخر کرتے ہیں جبکہ اپنے مسلمان ہونے میں ہمارا کوئی حصہ نہیں یہ تو اللہ کا کرم ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان

پیدا فرمایا:

کلمہ کے دو حصے ہیں:

نہیں کوئی معبود مگر اللہ

1۔ لا الہ الا اللہ

محمد (خاتم النبیین ﷺ) اللہ کے رسول ہیں

2۔ محمد رسول اللہ

اسی طرح کلمے کے دو حقوق ہیں:

2۔ تصدیق بالقلب

1۔ اقرار باللسان

اقرار باللسان تو By Chance ہو گیا لیکن تصدیق بالقلب اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس لا الہ الا اللہ کے لیے ہم پورے قرآن پاک کو ایک مرتبہ ترجمے کے ساتھ نہ پڑھ لیں اور محمد رسول اللہ کے لیے سیرت النبی خاتم النبیین ﷺ کا کم از کم ایک دفعہ مطالعہ نہ کر لیں۔ ہم یہ تو نہیں کہتے کہ قرآن وحدیث میں ماسٹر ہو جائیں ماسٹر یا عالم بن جانا فرض کفایہ ہے۔

فرض کفایہ اور فرض عین میں فرق ہے وہ یہ کہ فرض عین جو سب پر فرض ہو جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ

اور فرض کفایہ وہ فرض ہے جو امت میں سے کچھ لوگ بھی ادا کریں تو باقی سب کے سر سے اتر جاتا ہے۔ مثلاً نماز جنازہ، عالم بننا، اعتکاف وغیرہ

ہم جب کلمہ پڑھ کر یہ اقرار کرتے ہیں (لا الہ الا اللہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ) تو اس اقرار کے بعد ہم پر لازم ہو جاتا ہے کہ اللہ ہم سے کیا چاہتا ہے وہ کس کام کے کرنے کا حکم دیتا ہے اور کس کام کے کرنے سے منع کرتا ہے؟

تو یہ تمام باتیں ہمیں معبود کی کتاب ہی بتاتی ہے کہ رب ہم سے کیا چاہتا ہے؟ اس میں کیا احکامات ہیں؟

قرآن پاک ہی میں اللہ تعالیٰ نے وضع طور پر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تفصیل بتادی ہے جس کا جاننا ہم پر اس لیے ضروری ہے کہ ہم نے اپنے معبود کی ہر بات کا خیال رکھنا ہے اور جب کہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے بارے میں جاننا اور ہر بات کی تفصیل کو سمجھنا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے کونسا کام کس انداز میں کیا؟ دیکھنا ضروری ہو گیا۔

کیونکہ قرآن پاک ہمارے پاس علمی صورت میں آیا اور آپ خاتم النبیین ﷺ علمی صورت میں آپ خاتم النبیین ﷺ قرآن کی عملی تفسیر بن کر آئے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے کتاب اللہ کے عین مطابق زندگی بسر کر کے ہم نے کیسے زندگی بسر کرنی ہے؟

ہم یہ کہتے ہیں کہ فرض عبادت فرض ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ فرض قرض ہے۔ عبادت تو صرف نفلی عبادت ہوتی ہیں۔ جو صرف اور صرف خلوت میں کی جاتی ہیں۔ جلو توں میں تو بجز فرض کی ادائیگی کہ جن کا ادا کرنا ضروری ہوتا ہے اور کچھ نہیں کیا جاتا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ فرض قرض کیسے ہے؟

اس کی وضاحت اس طرح کی جاتی ہے کہ ایک مرتبہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا "میری والدہ نے حج کی منت مانی تھی لیکن وہ حج نہ کر سکیں اور ان کا انتقال ہو گیا تو کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟" نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "ہاں ان کی طرف سے توجہ کر۔ کیا

تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو تم اسے ادا نہ کرتیں؟ اللہ تعالیٰ کا قرضہ تو اس کا سب سے زیادہ مستحق ہے کہ اسے پورا کیا جائے۔" (صحیح بخاری، حدیث نمبر 1852)

اسی طرح ایک مرتبہ ایک آدمی نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے پوچھا کہ "یا رسول خاتم النبیین ﷺ میرے باپ نے حج نہیں کیا۔ کیا میں ان کی جانب سے حج ادا کر سکتا ہوں؟" آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "اگر تمہارے باپ پر قرض ہوتا تو کیا تم ادا کرتے؟" اس نے کہا "جی ہاں ضرور ادا کرتا" تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "پھر اللہ کا قرض تو زیادہ تقاضا کرتا ہے اس بات کا کہ اس کو ادا کیا جائے۔" (مسند احمد، حدیث نمبر 4076) پس اللہ تعالیٰ کا قرض ادا کرنا بہت ضروری ہے۔ اب ہم غور کرتے ہیں کہ ہم کتنے مقروض ہیں؟

1- حج :-

حج ساری عمر میں صرف ایک بار ہر صاحب استطاعت پر فرض ہے عمر گزر جاتی ہے اور بیشمار صاحب استطاعت بغیر حج کے دنیا سے چلے جاتے ہیں۔ یاد رکھیے۔ اگر کوئی صاحب استطاعت اپنی وسعت کے باوجود حج نہیں کرتا تو ہر سال گناہ گار لکھا جاتا ہے اور حج کا قرضہ سر پر رہتا ہے۔

2- روزہ :-

روزے سال بھر میں صرف ایک ماہ کے فرض کیے گئے ہیں اور اس کے لیے بھی کہا گیا ہے کہ اگر کسی شخص نے جانتے بوجھتے روزہ توڑ دیا (بلا عذر شرعی) تو وہ اس گناہ کا کفارہ ادا کرے گا۔ ایک روزے کا کفارہ درج ذیل تین صورتوں میں سے کسی ایک سے ادا ہو جائیگا: ایک غلام کو آزاد کیا جائے یا مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے جائیں یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے۔ اگر کوئی شخص بڑھاپے یا کسی ایسے مرض میں مبتلا ہونے کی وجہ سے روزہ رکھنے سے معذور ہو جس سے صحیحیابی کی کوئی امید نہ ہو تو وہ فدیہ ادا کریگا۔ ایک روزے کا فدیہ ایک مسکین کو دو وقت کا کھانا کھلانا ہے۔ یہ کھانا وہ اپنی مالی حیثیت اور استطاعت کے مطابق کھلائے گا۔ اگر بیمار ہوں تو قضا کر لیں اور اگر کسی عورت کے ایام حیض کی وجہ سے روزے رہ جائیں 7 یا 5 یا 3 تو وہ تمام سال میں ادا کیے جاسکتے ہیں اگر وہ قضا روزے کسی عورت نے ادا نہ کیے ہوں تو سال بھر اس پر قرض لگتا رہتا ہے۔ ہماری غفلت کی انتہا ہے ان کی قضا کے لیے اللہ تعالیٰ نے اگلا پورا ایک سال دیا اور پھر بھی ادا نیگی نہ ہو سکی۔ اور قرض سر پر رہ گیا۔

3- نماز :-

نماز کے بارے میں ہمیں کہا گیا ہے جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو نماز سکھائی جائے۔ جب دس سال کا ہو جائے تو اپنے ساتھ کھڑا کیا جائے اور جب بارہ سال کا ہو جائے تو پھر سختی دکھاؤ۔ اب دیکھتے ہیں کتنے لوگ وقت پر نماز پڑھتے ہیں اور اپنے بچوں کو نماز پڑھاتے ہیں۔ نماز کا کفارہ یا فدیہ زندگی میں نہیں۔ مرنے کے بعد ورثا چاہیں تو ایک وقت کی نماز کے لیے پونے دو کلو آٹا خیرات کریں تو ایک وقت کی نماز کا فدیہ ادا ہو جاتا ہے۔ ایک وقت کی نماز کا پونے دو کلو آٹا۔ تو پانچ وقت کا تقریباً 9 کلو تو ایک ماہ کی قضا کا کتنا ہوا؟ لیکن یاد رکھیں مرتے ہی مال وارثوں کا ہو جاتا ہے اس لیے کسی وارث کو فکر نہیں ہوتی کہ والدین کی نمازوں کے کفارے کے لیے کچھ کریں۔ وہاں تو صرف مال سمیٹنے کی فکر ہوتی ہے تو نمازوں کا قرض سر پر رہ جاتا ہے۔

4- سجدہ تلاوت قرآن :-

اسی طرح ایک قرضہ سجدہ تلاوت قرآن پاک کا ہے یہ بات لوگوں نے پیہ نہیں کہاں سے سیکھی ہے کہ جب قرآن پاک ختم کر لیں گے تو 14 سجدے اکٹھے کر لیں گے۔ یاد رکھیے ہر سجدے کی آیت کا خاص مطلب ہے جہاں پر آیت ختم ہوتی ہے وہاں پر بات ختم ہوتی ہے۔ اور وہاں پر ہی سجدہ کرنا فرض ہوتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے اختتام پر چودہ سجدے کرنے کا حکم دیتا۔ اب دیکھئے یہ ہماری جرأت کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر سجدے کی آیت پر جھکنے کا حکم دیتا ہے تو ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ جب قرآن پاک ختم کر لیں گے تو جھکیں گے یہ انتہائی جرأت اور گناہ ہے۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: "اگر جانوروں کو موت کا اتنا علم ہوتا جتنا تمہیں ہے تو کبھی کوئی موٹا جانور تمہیں کھانے کو نہ ملتا۔ اور فرمایا اگر موت کا اتنا علم جتنا مجھے ہے تمہیں ہوتا تو کبھی رغبت سے کھانا نہ کھاتے کبھی لذت سے پانی نہ پیتے۔ میٹھی نیند تمہیں آہی نہیں سکتی تھی۔" (کنز العمال)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ:

ترجمہ: ”اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ تم مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ تمہیں دکھا دے کہ مرنے کے بعد تمہارے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔“ (صحیح مسلم، حدیث نمبر 7214)

آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ”قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔“ (جامع ترمذی، حدیث نمبر 2460-مشکوٰۃ المصابیح، حدیث نمبر 5352)

آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ”روزانہ ہر شخص کی قبر انسان کو پکارتی ہے اور کہتی ہے ”اے انسان میں وحشت کا گھر ہوں۔ میں تنہائی کا گھر ہوں۔ میں کیڑوں کا گھر ہوں۔ جب تو میرے پاس آئے گا تو میرا عمل بھی دیکھ لے گا۔ پھر جب کوئی نیک شخص قبر میں جاتا ہے تو قبر پھیل جاتی ہے اور اس کی نیکیوں کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ ہوتا ہے اور قبر جنت کا باغ بن جاتی ہے۔ اور جب کوئی برا آدمی جاتا ہے تو قبر اس کو بھیج لیتی ہے اور اس کے اعمال کے مطابق اس کی قبر اس کے لیے جہنم کا گڑھا بن جاتی ہے۔“ (جامع ترمذی، حدیث نمبر 2460)

تو ہم ایسے مسلمان ہیں کہ کلمہ صرف زبان کی حد تک پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد حج کا قرضہ، روزوں کا قرضہ، نماز کا قرضہ اور ہم ہیں کہ آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ لذت سے کھاتے ہیں چین سے سوتے ہیں اس قرضے کو اتارنے کی فکر ہی نہیں۔ جبکہ دنیا کا قرض اگر 200 روپے کا بھی ہو تو ہمیں اس کے اتارنے کی اتنی فکر ہوتی ہے کہ چین ہی نہیں آتا۔ اور جلد از جلد اتار کر ہی چھوڑتے ہیں۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے ابتدا ہی سے دین کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔

حد تو یہ ہے کہ کلمہ تک دل کی گہرائیوں سے نہیں پڑھا۔ صرف زبان سے پڑھا ہے۔ حالانکہ جیسے ہی ہم نے کہا۔

لا الہ الا اللہ " کوئی معبود نہیں میرا اللہ کے سوا" --- اس کے ساتھ ہی ہم پروا جب ہو گیا کہ ہمیں پتا ہونا چاہیے کہ جس کو ہم نے اپنا معبود بنایا ہے وہ ہم سے چاہتا کیا ہے؟؟؟ وہ ہماری کن چیزوں کو پسند فرماتا ہے؟ کن چیزوں کو ناپسند فرماتا ہے؟ اس نے کون سی چیزیں ہمارے لئے جائز رکھی ہیں اور کون سی چیزیں ناجائز رکھی ہیں؟؟ اور ہمارا مقصد زندگی کیا ہے؟؟ اور یہ سب کچھ ہمیں کیسے پتہ چلے گا؟؟ جب تک ہم قرآن پاک کو ایک مرتبہ ترجمے سے پڑھ لیں گے۔۔۔ تو جب تک ہم قرآن پاک کو ایک مرتبہ ترجمے سے نہیں پڑھ لیتے ہم "لا الہ الا اللہ" کا تصدیق بالقلب کر ہی نہیں سکتے۔ صرف "لا الہ الا اللہ" کو زبان سے کہنا اقرار بالسان ہے جو ہم پیدا ہوتے ہی کر لیتے ہیں۔۔۔ تصدیق بالقلب کے لیے ضروری ہے کہ ہم قرآن پاک کو ایک مرتبہ ترجمہ کے ساتھ پڑھیں۔ کیونکہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ نے ہمارے پاس علمی صورت میں بھیجا ہے اس میں رہتی دنیا تک علم کو محفوظ کر دیا گیا ہے۔

اب کلمے کا دوسرا حصہ آیا "محمد الرسول اللہ" --- "محمد الرسول اللہ" زبان سے پڑھتے ہیں ہم نے تصدیق بالسان تو کر لیا لیکن تصدیق بالقلب اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک ہم نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی عملی زندگی کا ایک مرتبہ مطالعہ نہ کر لیں۔ اگر ہم آپ خاتم النبیین ﷺ کی عملی زندگی کا مطالعہ کریں گے تو اس وقت ہم اتباع سنت کے قابل ہوں گے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہم نے نبی پاک خاتم النبیین ﷺ کی پیروی کرنی ہے کیونکہ قرآن پاک ہمارے پاس علمی شکل میں آیا ہے اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ ہمارے پاس عملی شکل میں آئے ہیں۔ تو جب تک ہم نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے قول، فعل اور عمل کو نہیں دیکھیں گے ہم ان کا اتباع نہیں کر سکتے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ "لا الہ الا اللہ" کا تصدیق بالقلب کرنے کے لئے پورے قرآن پاک کو ایک مرتبہ ترجمہ سے پڑھنا ضروری ہے اور "محمد الرسول اللہ" کا تصدیق بالقلب کرنے کے لئے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی سیرت مبارکہ کو ایک مرتبہ پڑھنا یا جاننا ضروری ہے۔

نماز کی اہمیت و فضیلت

آیات قرآنیہ:

- 1- ترجمہ: "اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعہ مدد چاہو، بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔" (سورۃ البقرہ، آیت نمبر 153)
- 2- ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز قائم رکھو گے اور زکوٰۃ دیتے رہو گے۔" (سورۃ المائدہ، آیت نمبر 12)
- 3- ترجمہ: "اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ (نماز کے لئے) جھکوتو نہیں جھکتے (یعنی نماز نہیں پڑھتے) اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے۔" (سورۃ المرسلات، آیت 48 اور 49)
- 4- ترجمہ: "پھر اگر یہ لوگ (شرک و کفر اور عہد شکنی سے) توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو یہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔" (سورۃ التوبہ، آیت نمبر 11)

احادیث مبارکہ:-

- 1- حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرؓ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ "اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر ہے۔ سب سے اول لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دینا، اس کے بعد نماز کا قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا، رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)
- 2- حدیث: حضرت ابوذرؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ خاتم النبیین ﷺ سردی کے موسم میں باہر تشریف لائے اور پتے درخت پر سے گر رہے تھے آپ خاتم النبیین ﷺ نے ایک درخت کی ٹہنی ہاتھ میں لی تو اس کے پتے اور بھی تیزی سے گرنے لگے آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "اے ابوذرؓ مسلمان بندہ جب اخلاص سے اللہ کے لیے نماز پڑھتا ہے تو اس سے اس کے گناہ ایسے ہی گرتے ہیں جیسے یہ پتے درخت سے گر رہے ہیں۔" (مسند احمد)
- 3- حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا "بتاؤ اگر کسی شخص کے دروازے پر ایک نہر جاری ہو جس میں وہ پانچ مرتبہ روزانہ غسل کرے تو کیا اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہے گا؟" صحابہؓ نے عرض کیا کہ "کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔" آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ "یہی حال پانچوں نمازوں کا ہے اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے تمام گناہوں کو ذائل کر دیتے ہیں۔" (بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب 356 حدیث نمبر 500)
- 4- حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ "ایک قبیلہ کے دو صحابیؓ ایک ساتھ مسلمان ہوئے ان میں سے ایک صاحب جہاد میں شہید ہو گئے اور دوسرے صحابیؓ کا ایک سال کے بعد انتقال ہوا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ صاحب جن کا انتقال ایک سال کے بعد ہوا تھا وہ ان شہید ساتھی سے پہلے جنت میں داخل ہوئے ہیں۔ میں نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے دریافت کیا تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا "جن صاحب کا بعد میں انتقال ہوا ان کی نیکیاں نہیں دیکھتے کتنی زیادہ ہو گئیں۔ چھ ہزار اور اتنی اتنی رعتیں نمازوں کی بڑھ گئیں ایک سال کے پورے روزے زیادہ ہوئے۔" (مسند احمد، ابن حبان)
- 5- حدیث: حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ "حق تعالیٰ شانہ نے یہ فرمایا ہے کہ میں نے تمہاری امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور اس کا میں نے اپنے لیے عہد کر لیا ہے کہ جو شخص ان پانچوں نمازوں کو ان کے وقت پر ادا کرنے کا اہتمام کرے گا، میں اس کو اپنی ذمہ داری پر جنت میں داخل کروں گا اور جو ان نمازوں کا اہتمام نہ کرے تو مجھ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔" (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 1403)
- 6- حدیث: حضرت معاذؓ نے فرمایا کہ "مجھے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے دس باتوں کی وصیت کی تھی:
 - (i) کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا گو کہ قتل کر دیا جائے یا جلادیا جائے۔
 - (ii) والدین کی نافرمانی نہ کرنا گو وہ تجھے اس کا حکم کریں کہ بیوی کو چھوڑ دے یا سارا مال خرچ کر دے۔
 - (iii) فرض نماز جان بوجھ کر نہ چھوڑنا۔ جو شخص فرض نماز جان بوجھ کر چھوڑ دیتا ہے اللہ کے ذمہ سے بری ہو جاتا ہے۔
 - (iv) شراب نہ پینا کہ یہ ہر برائی اور خباثت کی جڑ ہے۔
 - (v) اللہ کی نافرمانی نہ کرنا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کا غضب اور قہر نازل ہوتا ہے۔ (احکامات الہی کی پیروی کرنا)

(vi) - لڑائی سے نہ بھاگ، گو کہ تمام ساتھی مر جائیں۔

(vii) - اگر کسی جگہ وبا پھیل جائے تو موت کے خوف سے وہاں سے نہ بھاگنا۔

(viii) - اپنے گھر والوں پر خرچ کرنا۔

(ix) - تنبیہ کے واسطے ان پر سے لکڑی نہ اٹھانا۔

(x) - اللہ تعالیٰ سے ان کو ڈراتے رہنا۔ (گھر والوں کو) (مسند احمد، حدیث نمبر 22075)

7- حدیث: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”جس شخص کی ایک نماز بھی فوت ہوگئی وہ ایسا ہے کہ گویا اس کے گھر کے تمام لوگ اور مال و دولت سب چھین لیا گیا۔“ (شعب الایمان، حدیث نمبر 2584، 2586)

8- حدیث: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”دو نمازوں کو بلا کسی عذر کے ایک وقت میں پڑھنے والا گناہ کبیرہ کے دروازوں میں سے ایک پر پہنچ گیا۔“ (مسند رک حاکم، حدیث نمبر 1020)

9- حدیث: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”آدمی نماز سے فارغ ہوتا ہے اور اس کے لیے نماز کے ثواب کا دسواں حصہ لکھا جاتا ہے۔ اس طرح بعض کے لیے نواں حصہ بعض کے لیے آٹھواں، ساتواں، چھٹا، پانچواں، چوتھا، تہائی، آدھا حصہ لکھا جاتا ہے۔“ (ابوداؤد، نسائی، صحیح ابن حبان) یعنی جس درجہ کا خشوع اور اخلاص نماز میں ہوتا ہے اس درجے کا ثواب لکھا لیا جاتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ فرض نماز کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک خاص وزن ہے۔ جتنی اس میں کمی رہ جائے گی اس کا حساب ہوگا۔ احادیث میں آیا ہے لوگوں میں سے سب سے پہلے نماز کا خشوع اٹھایا جائے گا۔ تو دیکھو کہ گاہ پوری جماعت میں ایک شخص بھی خشوع سے نماز پڑھنے والا نہیں ہوگا۔

10- حدیث: اسحاق بن سعید بن عمرو بن سعید بن عاص نے اپنے والد (سعید بن عمرو) سے اور انہوں نے اپنے والد (عمرو بن سعید) سے روایت کی، انہوں نے کہا: میں عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، انہوں نے وضو کا پانی منگا یا اور کہا: میں نے رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”کوئی مسلمان نہیں جس کی فرض نماز کا وقت ہو جائے، پھر وہ اس کے لیے اچھی طرح وضو کرے، اچھی طرح خشوع سے اسے ادا کرے اور احسن انداز سے رکوع کرے، وہ نماز اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہوگی جب تک وہ کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہیں کرتا اور یہ بات ہمیشہ کے لیے کی۔“ (صحیح مسلم، حدیث نمبر 543)

11- حدیث: ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”منافقین پر سب سے گراں نماز نماز عشاء اور نماز فجر ہے اور اگر انہیں ان کے (اجر و ثواب کا) علم ہو جائے تو وہ اپنے سرین کے بل گھسٹتے ہوئے (ان نمازوں کے لئے) حاضر ہوں۔“ (مسند احمد)

12- حدیث: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”قیامت میں آدمی کے اعمال میں سے سب سے پہلے فرض نماز کا حساب کیا جائے گا۔ اگر نماز اچھی نکلی تو وہ شخص کامیاب ہو جائے گا اور بامراد ہوگا اور اگر نماز بے کار ثابت ہوئی تو وہ شخص نامراد اور خسارے میں ہوگا اور اگر کچھ نماز میں کمی پائی گئی تو ارشاد خداوندی ہوگا کہ دیکھو اس بندے کے پاس کچھ نوافل بھی ہیں جن سے فرضوں کو پورا کر دیا جائے؟ اگر نکل آئیں تو ان سے فرضوں کی تکمیل کر دی جائے گی۔ اس کے بعد پھر اس طرح باقی اعمال روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ کا حساب ہوگا۔“ (ابن ابی شیبہ: 3042)

13- حدیث: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے ”قیامت میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا وہ اچھی نکل آئی تو باقی اعمال بھی پورے اتر جائیں گے۔“ (طبرانی)

حضرت عمرؓ نے ایک اعلان اپنی خلافت کے زمانے میں تمام حکام کو بھیجا تھا (عمال کو) کہ ”سب سے زیادہ مہتمم بالشان چیز میرے نزدیک نماز ہے۔ جو شخص اس کی حفاظت اور اس کا اہتمام کرے گا۔ وہ دین کے اور اجزا کا بھی اہتمام کر سکتا ہے جو اس کو ضائع کر دے گا، وہ دین کے اور اجزا کو زیادہ برباد کر دے گا۔“ (موطا امام مالک)

14- حدیث: سیدنا عوف بن مالک اشجیؓ کہتے ہیں ”ہم لوگ ایک دن رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ خاتم النبیین ﷺ نے آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا ”اس وقت علم دنیا سے اٹھ جانے کا وقت مکشف ہوا ہے۔“ زیاد بن لبیدؓ نے کہا ”یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ! کیا علم اٹھا لیا جائے گا، جبکہ ہمارے اندر اللہ تعالیٰ کی کتاب موجود ہے اور ہم اپنے بچوں اور عورتوں کو اس کی تعلیم دے رہے ہیں“ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”میں تو تجھے اہل مدینہ میں سب

سے زیادہ سمجھدار لوگوں میں سے سمجھتا تھا۔ پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے دو کتابوں والوں یعنی یہودیوں اور عیسائیوں کی گمراہی اور ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی کتاب کی جو صورتحال ہے، اس کا ذکر کیا۔ جب جبیر بن نفیرؓ کی سیدنا شداد بن اوسؓ سے عید گاہ کے مقام پر ملاقات ہوئی تو انھوں نے ان کو سیدنا عوفؓ کی حدیث بیان کی، انھوں نے کہا ”جی عوفؓ نے سچ کہا ہے“، پھر انھوں نے کہا ”اور کیا تم جانتے ہو کہ علم کا اٹھ جانا کیا ہے؟“ میں نے کہا ”جی نہیں“، انھوں نے کہا ”اس سے مراد علم کے برتنوں کا اٹھ جانا ہے، اور کیا تو جانتا ہے کہ سب سے پہلے کون سا علم اٹھایا جائے گا؟“ میں نے کہا ”جی نہیں“، انھوں نے کہا ”نماز میں خشوع (اور اس چیز کا اتنا فقدان ہو جائے گا کہ) ممکن ہوگا کہ تو خشوع کرنے والا کوئی شخص نہ دیکھے“۔ (مسند احمد، حدیث نمبر 320)

15- حدیث: رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”جب نماز پڑھتے وقت تم میں سے کسی کو اونگھ آجائے، تو چاہیے کہ وہ سو رہے یہاں تک کہ نیند (کا اثر) اس سے ختم ہو جائے۔ اس لیے کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھنے لگے اور وہ اونگھ رہا ہو تو وہ کچھ نہیں جانے گا کہ وہ (اللہ تعالیٰ سے) مغفرت طلب کر رہا ہے یا اپنے نفس کو بدو عادی رہا ہے“۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر 212)

صوفیاء نے لکھا ہے کہ ”نماز درحقیقت اللہ جل شانہ کے ساتھ مناجات کرنا اور ہمکلام ہونا ہے۔ جو غفلت کے ساتھ ہو ہی نہیں سکتا“۔ نماز کے علاوہ اور عبادات غفلت سے بھی ہو سکتی ہیں۔ مثلاً زکوٰۃ روزہ وغیرہ اس لیے کہ یہ چیزیں نفس کو مغلوب کرنے والی ہیں۔ غفلت سے بھی ہوں تو نفس کی شدت اور تیزی پر اثر پڑے گا۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں لینا چاہیے کہ اگر نماز میں خشوع نہیں آتا تو نماز پڑھی ہی نہ جائے۔ وقت پر حاضری ضروری ہے۔ حضوری کے لیے دعا کرتے رہیں کہ باری تعالیٰ ہماری نمازوں میں حضوری پیدا کر دے۔ (آمین)

روزہ کی اہمیت و فضیلت

روزہ افضل ترین عبادت ہے۔ روزہ فضل خداوندی کا آئینہ ہے۔ روزہ روح کی ایک خاص غذا ہے، اللہ اور بندے کے درمیان جو حجاب ہے روزہ اسے بے نقاب کرنے کا چارہ ساز ہے۔ گویا روزہ، اللہ اور بندے کی ملاقات کا دروازہ ہے۔ جو مسلمان اپنے بدن کو اس دروازے سے گزارتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔ جن بندوں کے روزوں سے اللہ تعالیٰ خوش ہوا انہیں ولی، ابدال، اختیار، غوث و قطب کر دیا، روزہ عشق مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کا زینہ ہے۔ اس روزے ہی کی بدولت کئی اولیاء کو ولایت ملی۔ اس لیے حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا کہ ”روزہ آدمی طریقت ہے“۔ چنانچہ ساکنان حق و صداقت روزے ہی کے ذریعے اپنے مالک اور خالق کو خوش کرتے ہیں اور رضائے الہی حاصل کرتے ہیں۔ روزے کے پس پردہ بے شمار دینی و دنیاوی حکمتیں ہیں۔

روزہ ہدایت کی دلیل ہے۔ روزہ حصول روحانیت کا ذریعہ ہے، روزہ اہل تقویٰ کی علامت ہے۔ روزہ خیر و برکت کا ذریعہ ہے۔ روزہ نیکیوں کی بہار ہے۔ روزہ مردہ دل کی زندگی ہے۔ روزہ روح کی شگفتگی ہے۔ روزہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین اعمال میں سے ہے۔ روزہ جسمانی بیماریوں کا مجرب علاج ہے۔ روزہ محبوب خدا کی شفاعت کا وسیلہ ہے۔ روزہ انعامات خداوندی اور رحمت الہی کا ذریعہ ہے۔ روزہ بخشش و مغفرت کی سند ہے۔ روزہ جنت کا ایک دروازہ ہے۔ روزہ معرفت حق کا ایک خزانہ ہے۔ روزہ آخرت میں کامیابی کی شفاعت ہے۔

روزہ عشق مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کا وہ جام ہے جسے پینے سے مجلس محمدی خاتم النبیین ﷺ میں حضوری کا مقام مل جاتا ہے اور روزہ ہی مقام حضوری سے عرش معلیٰ کی جلوہ گاہ تک پہنچاتا ہے۔ جہاں سے ولی کو فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے مراتب ملتے ہیں۔ حتیٰ کہ روزہ بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک ایسا راز ہے، جس کی قدر اللہ ہی جانتا ہے۔

1- حدیث: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ”اگر اللہ کے بندے رمضان کی فضیلت جان لیں تو میری امت تمام سال روزے سے رہنے کی خواہش مند ہو جائے“۔ (بیہقی، ترغیب)

2- حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”کہ بنی آدم کا ہر نیک کام نیک عمل اس کے لیے بڑھا دیا جاتا ہے اس لیے ایک نیکی کے بدلے میں دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے“۔ جو سات سو نیکیوں تک بڑھا دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا“۔ کیونکہ روزہ دار اپنی خواہش نفس اور اپنے کھانے پینے کو میرے لیے چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کے لیے دو فرحتیں ہیں ایک فرحت افطار کے وقت اور دوسری اپنے رب سے ملاقات کے وقت کہ روزہ دار کے منہ کی بوالہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے اور روزہ ڈھال ہے۔ پس تم میں سے جب کوئی روزے سے ہو تو کسی سے بدکلامی نہ کرے اور نہ دنگا فساد کرے۔ پس اگر کوئی برا کہے یا اس سے لڑنا چاہے تو اسے کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں“۔ (یعنی اس کے الجھنے پر بھی جھگڑا نہ کرے) (بخاری شریف)

3- حدیث: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے ”رمضان المبارک کی ہر شب دروز میں اللہ کے یہاں (جہنم کے) قیدی چھوڑے جاتے ہیں اور ہر مسلمان کے لیے ہر شب دروز میں ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے“۔ (براز)

4- حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی۔ ایک روزے دار کی افطار کے وقت، دوسرے عادل بادشاہ کی، تیسرے مظلوم کی جس کو اللہ تعالیٰ بادلوں سے اوپر اٹھا لیتا ہے اور آسمان کے دروازے اس کے لیے کھول دیئے جاتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ میں تیری مدد ضرور کروں گا گو (کسی مصلحت سے) کچھ دیر ہو جائے“۔ (ترمذی)

5- حدیث: سیدنا حضرت انسؓ بن مالکؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”تمہارے پاس رمضان کا مقدس مہینہ آگیا ہے۔ اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان زنجیروں سے جکڑ دیئے جاتے ہیں“۔ (نسائی شریف)

6- حدیث: حضرت سیدنا سہل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا ”روزے داروں کے لیے جنت میں ایک ایسا دروازہ ہے جسے ”باب ریان“ کہتے ہیں۔ اس سے روزے داروں کے علاوہ کوئی نہیں داخل ہوگا۔ جب اس میں آخری شخص اس کے اندر داخل ہو جائے گا تو وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ جو شخص وہاں بند ہو گیا وہ وہاں سے پانی پئے گا اور جو وہاں سے پانی لے لے گا یعنی جس نے ”ریان“ کا پانی پی لیا پھر وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا“۔ (نسائی شریف)

- 7- حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے“۔ (ابن ماجہ)
- اللہ والوں نے جسم کی زکوٰۃ کو پسند کرتے ہوئے نفلی روزوں کا معمول بنادیا کیونکہ اس بدنی زکوٰۃ سے انوارات الہی اور روحانی تجلیات کا حصول ہوتا ہے۔
- 8- حدیث: حضرت معاذؓ سے مروی ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”روزہ ڈھال ہے“۔ (نسائی)
- 9- حدیث: حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا ”روزہ آدمی کے لیے ڈھال ہے، جب تک یہ اس کو پھاڑ نہ ڈالے“۔ (نسائی شریف)
- 10- حدیث: مسند احمد میں ہے ”میت کو جب قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو نماز اس کے دائیں طرف آجاتی ہے۔ روزہ بائیں طرف، تلاوت قرآن سر کی طرف اور صدقہ پاؤں کی طرف آجاتے ہیں“۔
- یعنی روزے کی خصوصیت یہ ہے کہ جو عذاب میت کو بائیں طرف سے آتا تھا اسے روزے نے ڈھال کی مانند روک دیا ہوتا ہے۔ روزہ ڈھال ہے اگر روزہ دار اس کو پھاڑ نہ ڈالے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ روزہ رکھ کر بری بات مثلاً غیبت، چغلی، جھوٹ، بڑائی، منافقت وغیرہ سے بچتا رہے۔ اور روزہ چونکہ شہوات سے بچاتا ہے اس طرح روزہ، روزے دار کے لیے جہنم کی آگ سے ڈھال بن جاتا ہے۔
- 11- حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”جب رمضان آتا ہے تو جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں“۔ (صحیح بخاری)
- 12- حدیث: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ ان میں سے کوئی دروازہ رمضان میں نہیں کھولا جاتا اور ایک منادی پکارتا ہے۔ ”اے خیر کے طلب کرنے والے متوجہ ہو اور اے شر کے چاہنے والے باز آ جا“ پھر کچھ لوگ جہنم سے آزاد ہو جاتے ہیں اور ایسا ہر رات میں ہوتا ہے“۔ (ابن ماجہ)
- 13- حدیث: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”رمضان مبارک میں دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں“۔ (امام احمد نسائی)
- 14- حدیث: حضرت سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ستر سال تک کی مسافت تک دوزخ سے دور کر دیتا ہے“۔ (مسلم)
- 15- حدیث: حضرت ابو امامہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایسی خندق بنا دیتا ہے جس کا فاصلہ آسمان و زمین کے درمیان کے فاصلے کے برابر ہوتا ہے“۔ (ترمذی)
- 16- حدیث: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”سحری کھاؤ کیونکہ سحری میں برکت ہے“۔ (نسائی، ترمذی)
- 17- حدیث: حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”تین چیزوں میں برکت ہے جماعت کی نماز، شہید اور سحری“۔ (طبرانی)
- 18- حدیث: حضرت ابن خزیمہ عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں یہ فرق ہے کہ ہم سحری کھاتے ہیں اور وہ سحری نہیں کھاتے“۔ (ابوداؤد، ترمذی)
- 19- حدیث: ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”یہ دین اس وقت تک غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔ کیونکہ یہود و نصاریٰ روزہ افطار کرنے میں دیر کیا کرتے تھے“۔ (ابن ماجہ)
- سنت روزے: رمضان المبارک کے فرض روزوں کے علاوہ
- 1- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ ہر جمعرات اور پیر کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ (سنن ابی داؤد، جلد 2 حدیث نمبر 2436- سنن نسائی، جلد 2 حدیث نمبر 2363)
- 2- آپ خاتم النبیین ﷺ ایام بیض کے (یعنی ہر ماہ کی چاندنی 13، 14، 15) کے روزے رکھا کرتے تھے۔ (سنن ابی داؤد، جلد 2 حدیث نمبر 2450- سنن نسائی، جلد 2 حدیث نمبر 2347- سنن ابن ماجہ، جلد 2 حدیث نمبر 1707- مشکوٰۃ المصابیح، جلد 1 حدیث نمبر 2071)
- 3- شعبان میں بھی آپ خاتم النبیین ﷺ کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے۔ (السلسلۃ الصحیحۃ، حدیث نمبر 2231- مسند احمد جلد 4 حدیث نمبر 3942)
- اللہ تعالیٰ ہم سب کو سنت رسول (خاتم النبیین ﷺ) پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

زکوٰۃ کی اہمیت و فضیلت

زکوٰۃ کی تعریف: - لغوی اعتبار سے زکوٰۃ کے معنی پاکی اور بڑھوتری کے ہیں۔ شرعی اعتبار سے زکوٰۃ کے معنی مال مخصوص کا مخصوص شرائط کے ساتھ کسی مستحق کو اس کا مالک بنانا ہے۔

زکوٰۃ ایک اہم اسلامی عبادت ہے۔

اس میں ایک طرف زکوٰۃ دینے والا ثواب کا مستحق ہوتا ہے اور دوسری جانب غرباء اور مساکین کی حاجت پوری کی جاتی ہے۔ زکوٰۃ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے نماز کے ساتھ ملا دیا ہے۔ **وَاقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ** ترجمہ: ”اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو“۔ (سورہ البقرہ، آیت نمبر 110، 83، 43) ایک جانی عبادت اور دوسری مالی عبادت ہے۔ آخرت کے طلب گار پر اس کی زکوٰۃ میں چند ایک ذمہ داریاں ہیں۔

1- پہلی ذمہ داری :- یہ ہے زکوٰۃ کا مقصد کیا ہے؟ اور یہ تین چیزیں ہیں۔

(i) - اپنی محبوب چیز کے نکالنے سے اللہ کی محبت کا امتحان (ii) - بخل سے پاک ہونا (iii) - مال کی نعمت کا شکر

2- دوسری ذمہ داری :- یہ کہ زکوٰۃ پوشیدہ طور پر نکالی جائے، تاکہ اس میں دکھاوا شامل نہ ہو جائے۔

3- تیسری ذمہ داری :- یہ ہے کہ مال دے کر احسان جتلا کر یا تکلیف دے کر اس کو ضائع نہ کرے۔ اس لیے کہ زکوٰۃ ادا کرنا نعمت مال کا شکر ادا کرنا ہے تو پھر اس کے اور زکوٰۃ لینے والے کے درمیان کوئی تعلق ہی نہیں رہتا۔

4- چوتھی ذمہ داری :- کہ اپنے دینے کو حقیر خیال کرے اس لیے کہ حقیقی نیکی تین باتوں سے حاصل ہوتی ہے۔

(i) - نیکی کو ہلکا سمجھا جائے (ii) - نیکی جلدی کی جائے (iii) - نیکی پوشیدہ رکھی جائے

5- پانچویں ذمہ داری :- اپنے مال میں سے سب سے اچھے اور محبوب مال کا انتخاب کیا جائے کیونکہ جو کچھ وہ آج بھیجے گا کل قیامت کے دن وہی کچھ اس کو ملے گا۔

6- چھٹی ذمہ داری :- اپنی زکوٰۃ کے لیے مستحق آدمی کا انتخاب کرے۔ یہ کچھ خاص لوگ ہوتے ہیں ان کی کچھ صفات ہیں۔

پہلی صفت :- پہلی صفت تقویٰ ہے کہ اپنے مال کے لیے پرہیزگار لوگوں کا انتخاب کیا جائے۔ حضرت عامر بن عبد اللہ بن زبیر عبادت گزاروں کو مسجد کے کی حالت میں دینا پسند کرتے تھے۔ آپ دینار اور درہم کی تھیلی لے کر آتے اور چپکے سے ان کے پاؤں سے چھو کر رکھ دیتے۔ اس طرح کہ ان کو تھیلی کا تو پتہ چل جائے لیکن یہ پتہ نہ چلے کہ تھیلی کون رکھ کر گیا ہے۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ لوگوں کے گھروں میں کیوں نہیں بھیج دیتے تو جواب دیا کہ ”مجھے یہ پسند نہیں کہ جب وہ مجھے یا میرے ملازم کو دیکھیں تو شکر گزار یا ندامت کے آثار ان کے چہروں پر نمودار ہوں“۔

دوسری صفت :- دوسری صفت علم ہے کہ عالم کو دینے میں علم اور تبلیغ میں مدد کرنا ہے۔

تیسری صفت :- تیسری صفت یہ ہے کہ جن لوگوں کو دیا جائے تو وہ مدد صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھتے ہوں اور اسباب کی طرف صرف اتنا ہی متوجہ ہوں جتنا کہ شکر ادا کرنے کے لیے مستحب ہے۔

چوتھی صفت :- چوتھی صفت یہ ہے کہ وہ شخص اپنی حاجت کو چھپانے والا ہو (سورہ البقرہ، آیت نمبر 273) ”لوگ ان کو دولت مند سمجھتے ہیں اس لیے کہ وہ سوال نہیں کرتے“۔

پانچویں صفت :- پانچویں صفت یہ ہے کہ عیالدار ہو یا بیماری یا قرضے میں گرفتار ہو۔ مختصر (بند کئے گئے) لوگوں میں سے۔ ان پر صدقہ کرنا۔ ان کو قید سے چھڑانا۔

چھٹی صفت :- چھٹی صفت یہ ہے کہ وہ قرابت دار ہو۔ قرابت دار کو دینا صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔

مصارف زکوٰۃ :- اللہ تعالیٰ سورہ توبہ، آیت نمبر 60 میں فرماتا ہے:

ترجمہ: ”بلاشبہ مال زکوٰۃ و صدقہ، فقیروں اور مساکین کے لیے ہے اور ان کے لیے ہے جو زکوٰۃ وصول کرنے کے کام پر مقرر ہیں اور ان کے لیے جن کے دلوں کو اسلام کی طرف مائل کرنا مقصود ہو۔ اور گردن چھڑوانے کے لیے اور مقروض کے لیے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور مسافروں کے لیے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے اور اللہ علم اور حکمت والا ہے“۔۔۔۔۔۔ مندرجہ بالا آیت قرآنی میں مذکور زکوٰۃ خیرات کے حقداروں کی تفصیل یہ ہے۔

- 1- فقیر 2- مسکین 3- عامل (زکوٰۃ تقسیم کرنے والے) 4- مؤلفۃ القلوب (دین کی طرف مائل کرنے کے لیے)
- 5- رقاب مکاتب (وہ غلام جو معین مال ادا کرنے کی شرط پر آزاد کیا گیا ہو اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے) 6- غارم (یعنی قرضدار)
- 7- فی سبیل اللہ (جہاد اور اسلام کی اشاعت و تبلیغ کے لیے۔ یا اگر حاجی حضرات کو کسی وجہ سے ضرورت پڑے)۔
- 8- ابن السبیل یعنی مسافر: ابن السبیل سے مراد ایسا مسافر ہے جس کا زادراہ ختم ہو گیا ہو تو ایسے مسافر پر زکوٰۃ کی رقم خرچ کرنا درست ہے۔

فضائل زکوٰۃ :-

قرآن کے مطابق نماز کے بعد زکوٰۃ کا حکم ہے، زکوٰۃ کے گونا گوں فضائل درج ذیل ہیں۔

- 1- زکوٰۃ کی ادائیگی گناہوں کا کفارہ اور درجات کی بلندی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ (سورہ التوبہ، آیت نمبر 103)
- 2- زکوٰۃ ادا کرنے والے ہدایت پانے والے ہیں۔ (سورہ توبہ، آیت نمبر 18)
- 3- زکوٰۃ ادا کرنے والے فلاح پانے والے ہیں۔ (سورہ مومنون، آیت نمبر 1-4)
- 4- زکوٰۃ ادا کرنے والے رحمت خداوندی کے مستحق ہیں۔ (سورہ الاعراف، آیت نمبر 156)
- 5- زکوٰۃ ادا کرنے سے دنیا کے مال و دولت میں اضافہ ہوتا ہے۔ (سورہ بقرہ، آیت نمبر 276-- سورہ روم، آیت نمبر 39)
- 6- زکوٰۃ مال کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔ (سورہ فاطر، آیت نمبر 29-30)
- 7- زکوٰۃ کا ادا کرنا مومنین کی نشانی ہے۔ (سورہ توبہ، آیت نمبر 71)
- 8- زکوٰۃ ادا کرنے والے قیامت کے دن ہر قسم کے غم اور خوف سے محفوظ ہوں گے۔ (سورہ البقرہ، آیت نمبر 277)
- 9- زکوٰۃ دینے والا اجر عظیم کا مستحق ہوگا۔ (سورہ النساء، آیت نمبر 162)
- 10- زکوٰۃ دینے والوں کو نبی کریم (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کی دعا شامل حال ہوتی ہے۔ (سورہ توبہ، آیت نمبر 103)
- 11- زکوٰۃ دینے والا جنت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ (سورہ مومنون، آیت نمبر 4-10-11)
- 12- زکوٰۃ اللہ تعالیٰ سے دوستی کی علامت ہے۔ (سورہ مائدہ، آیت نمبر 55)
- 13- زکوٰۃ نصرت خداوندی کا ذریعہ ہے۔ (سورہ حج، آیت نمبر 40-41)
- 14- زکوٰۃ دینے والوں سے جنگ کی ممانعت ہے۔ (سورہ توبہ، آیت نمبر 5)

زکوٰۃ کا حکم: ہر مال دار مسلمان مرد ہو یا عورت پر زکوٰۃ واجب ہے۔ خواہ وہ بالغ ہو یا نابالغ، عاقل ہو یا غیر عاقل بشرط یہ کہ وہ صاحب نصاب ہو۔

مختلف رقوم پر زکوٰۃ :-

- 1 لاکھ (2500) --- 2 لاکھ (5000) --- 3 لاکھ (7500) --- 4 لاکھ (10000) --- 5 لاکھ (12500) --- 6 لاکھ (15000) --- 7 لاکھ (17500) ---
- 8 لاکھ (20000) --- 9 لاکھ (22500) --- 10 لاکھ (25000) --- 20 لاکھ (50000) --- 30 لاکھ (75000) --- 40 لاکھ (1 لاکھ) ---
- 50 لاکھ (125000) --- 1 کروڑ (250000) --- 2 کروڑ (5 لاکھ)

مندرجہ ذیل چیزوں پر زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے:- 1- سونا چاندی 2- زمین کی پیداوار 3- مال تجارت 4- جانور

5- پلاٹ 6- کرائے پر دیئے گئے مکان 7- گاڑیاں 8- دکان

1- سونے کی زکوٰۃ: 87 گرام یعنی ساڑھے سات تولے سونا پر زکوٰۃ واجب ہے (ابن ماجہ 1/1448)

نوٹ۔ سونا محفوظ جگہ ہو یا استعمال میں ہر ایک پر زکوٰۃ واجب ہے۔ (سنن ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ)

2- چاندی کی زکوٰۃ:- 612 گرام یعنی ساڑھے باون تولے چاندی پر زکوٰۃ واجب ہے اس سے کم وزن پر نہیں۔ (ابن ماجہ)

3- زمین کی پیداوار پر زکوٰۃ:- مصنوعی ذرائع سے سیراب ہونے والی زمین کی پیداوار اگر پانچ وسق سے زیادہ ہے یعنی (725 کلوگرام تقریباً 18 من) ہے تو زکوٰۃ

- یعنی عشر میسواں حصہ دینا ہوگا ورنہ نہیں۔ قدرتی ذرائع سے سیراب ہونے والی پیداوار پر شرح زکوٰۃ دسواں حصہ ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ)
- 4- اونٹوں کی زکوٰۃ:- پانچ اونٹوں کی زکوٰۃ ایک بکری اور دس اونٹوں کی زکوٰۃ دو بکریاں ہیں۔ پانچ سے کم اونٹوں پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ)
- 5- بھینسوں اور گایوں کی زکوٰۃ:- 30 گائیوں پر ایک بکری کی زکوٰۃ ہے۔ 40 گائیوں پر دو سال سے بڑا بچھڑا زکوٰۃ دیں۔ (ترمذی 1/509)
- 6- بھیڑ بکریوں کی زکوٰۃ:- 40 سے ایک سو بیس بھیڑ بکریوں پر ایک بکری کی زکوٰۃ ہے۔ 120 سے لے کر 200 تک دو بکریاں زکوٰۃ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ) چالیس بکریوں سے کم پر زکوٰۃ نہیں۔
- 7- کرایہ پر دیئے گئے مکان پر زکوٰۃ:- کرایہ پر دیئے گئے مکان پر زکوٰۃ نہیں لیکن اگر اس کا کرایہ سال بھر جمع ہوتا رہے جو نصاب تک پہنچ جائے اور اس پر سال بھی گزر جائے تو پھر اس کرایے پر زکوٰۃ واجب ہے۔ اگر کرایہ سال پورا ہونے سے پہلے خرچ ہو جائے تو پھر زکوٰۃ نہیں۔ شرح زکوٰۃ اڑھائی فیصد ہوگی۔
- 8- گاڑیوں پر زکوٰۃ:- کرایہ پر چلنے والی گاڑیوں پر زکوٰۃ نہیں بلکہ اسکے کرایہ پر ہے وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ کرایہ سال بھر جمع ہوتا رہے اور نصاب تک پہنچ جائے۔ نوٹ: گھریلو استعمال والی گاڑیوں، جانوروں، حفاظتی ہتھیار۔ مکان وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں (صحیح بخاری)
- 9- سامان تجارت پر زکوٰۃ:- دکان کسی بھی قسم کی ہوا سکے سامان تجارت پر زکوٰۃ دینا واجب ہے اس شرط کے ساتھ کہ وہ مال نصاب کو پہنچ جائے اور اس پر ایک سال گزر جائے۔ نوٹ: دکان کے تمام مال کا حساب کر کے اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ دیں یعنی۔ دکان کی اس آمدنی پر زکوٰۃ نہیں جو ساتھ ساتھ خرچ ہوتی رہے صرف اس آمدنی پر زکاہ دینا ہوگی جو بینک وغیرہ میں پورا سال پڑی رہے اور وہ پیسے اتنے ہو کہ ان سے ساڑھے باون تولے چاندی خریدی جاسکے۔
- 10- پلاٹ یا زمین پر زکوٰۃ:- جو پلاٹ منافع حاصل کرنے کے لیے خریدا ہو اس پر زکوٰۃ ہوگی ذاتی استعمال کے لیے خریدا گیا پلاٹ پر زکوٰۃ نہیں۔ (سنن ابی داؤد کتاب الزکوٰۃ حدیث نمبر 1562)

زکوٰۃ کے متعلق سوالات/جوابات:-

- سوال: کتنا روپیہ ہو تو زکوٰۃ فرض ہوتی ہے؟
جواب: اس کی مالیت ساڑھے باون تولے چاندی کے برابر ہو۔
- سوال: کتنا مال تجارت ہو تو زکوٰۃ فرض ہوتی ہے؟
جواب: اس کی مالیت ساڑھے باون تولے چاندی کے برابر ہو۔
- سوال: اگر کچھ سونا ہے، کچھ چاندی ہے، یا کچھ سونا ہے، کچھ نقد روپیہ ہے، یا کچھ چاندی ہے، کچھ مال تجارت ہے، ان کو ملا کر دیکھا جائے تو ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت بنتی ہے اس صورت میں زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟
جواب: فرض ہے۔
- سوال: چرنے والے لمبیشیوں پر بھی زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟
جواب: فرض ہے۔
- سوال: عشری زمین کی پیداوار پر بھی زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟
جواب: فرض ہے۔
- سوال: جو مکان کرایہ پر دیا ہے، اس کی زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟
جواب: اس کے کرایہ پر جبکہ نصاب کو پہنچے تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔
- سوال: حج کے لئے رکھی ہوئی رقم پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟
جواب: زکوٰۃ واجب ہے۔
- سوال: کسی کو ہم زکوٰۃ دیں اور اس کو بتائیں نہیں تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں؟
جواب: ادا ہو جائے گی۔
- سوال: ایک صاحب نصاب شخص کو درمیان سال میں 35 ہزار کی آمدنی ہوئی، تو یہ 35 ہزار بھی اموال زکوٰۃ میں شامل کریں گے یا نہیں؟
جواب: شامل ہوں گے۔
- سوال: صنعت کار کے پاس دو قسم کا مال ہوتا ہے، ایک خام مال، جو چیزوں کی تیاری میں کام آتا ہے، اور دوسرا تیار شدہ مال، ان دونوں قسم کے مالوں پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟
جواب: فرض ہے۔
- سوال: مشینری اور دیگر وہ چیزیں جن کے ذریعہ مال تیار کیا جاتا ہے، ان پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟
جواب: فرض نہیں ہے۔
- سوال: استعمال والے زیورات پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟
جواب: زکوٰۃ ہے۔
- سوال: زکوٰۃ انگریزی مہینوں کے حساب سے نکالی جائے گی یا ہجری (قمری) مہینوں کے حساب سے نکالی جائے گی؟
جواب: قمری مہینوں کے حساب سے۔

- سوال: پلاٹ اگر اس نیت سے لیا گیا تھا کہ اس کو فروخت کریں گے اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں؟ جواب: واجب ہوگی۔
- سوال: پلاٹ خریدتے وقت تو فروخت کرنے کی نیت نہیں تھی، لیکن بعد میں فروخت کرنے کا ارادہ ہو گیا تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟ جواب: جب فروخت کر دیا جائے اور رقم پر ایک سال گزر جائے تب زکوٰۃ فرض ہے۔ اگر پہلے سے صاحب نصاب ہے تو یہ رقم نصاب میں مل جائے گی۔
- سوال: جو پلاٹ رہائشی مکان کے لئے خریدا گیا ہو اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟ جواب: نہیں۔
- سوال: اگر پلاٹوں کی خرید و فروخت کا کاروبار کیا جائے اور فروخت کرنے کی نیت سے پلاٹ خریدا جائے تو زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے گی؟ جواب: ان کی کل مالیت پر زکوٰۃ ہر سال واجب ہوگی۔
- سوال: ملازم نے اضافی تنخواہ کا مطالبہ کیا تو مالک نے زکوٰۃ کی نیت سے اضافہ کر دیا کیا اس کی زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟ جواب: زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔
- سوال: اپنے ماں باپ، اور اپنی اولاد، اسی طرح شوہر بیوی ایک دوسرے کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟ جواب: نہیں۔
- سوال: اپنے بھائی، بہن، چچا، بھتیجے، ماموں، بھانجے کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: جائز ہے اگر مستحق ہیں۔
- سوال: نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کے خاندان یعنی: آل علی، آل عقیل، آل جعفر، آل عباس اور آل حارث بن عبدالمطلب، ان پانچ بزرگوں کی نسل سے ہوں تو اس کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ جواب: نہیں۔
- سوال: اگر سید غریب اور ضرورت مند ہو تو ان کی خدمت کیسے کرنی چاہئے؟ جواب: زکوٰۃ و صدقات کے علاوہ دوسرے فنڈ سے۔
- سوال: سادات کو زکوٰۃ کیوں نہیں دی جاتی؟ جواب: زکوٰۃ، لوگوں کے مال کا میل ہے۔
- سوال: سید کی غیر سید بیوی جو زکوٰۃ کی مستحق ہو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ جواب: اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔
- سوال: مال دار بیوی کا غریب شوہر بیوی کے علاوہ دوسروں سے زکوٰۃ لے سکتا ہے یا نہیں؟ جواب: لے سکتا ہے۔
- سوال: غیر مسلم کو نفلی صدقہ دے سکتے ہیں، کیا وہ زکوٰۃ اور صدقہ فطر کے بھی مستحق ہیں؟ جواب: نہیں۔
- سوال: مدارس عربیہ میں زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: بہتر ہے بوجدین کی اشاعت کے
- سوال: صاحب نصاب لوگ بھی خود کو مسکین ظاہر کر کے زکوٰۃ حاصل کر لیتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟ جواب: ان کو زکوٰۃ لینا حرام ہے۔
- سوال: زکوٰۃ کی ادائیگی کب واجب ہوگی؟ جواب: نصاب پر قمری سال کا گذرنا شرط ہے۔
- سوال: ایک شخص شروع سال میں مالک نصاب ہو گیا، درمیان سال میں اس مال میں اور اضافہ ہو گیا، اضافہ تجارت سے ہوا ہو یا کسی نے تحفہ یا ہدیہ دیا ہو یا میراث کا مال ملا ہو، بہر حال مال میں اضافہ ہو گیا، اب پورے مال پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا شروع سال کے مال پر واجب ہوگی؟ جواب: پورے مال پر واجب ہوگی۔
- سوال: سونا چاندی کی زکوٰۃ میں سونا اور چاندی کا ٹکڑا وزن سے نکالے یا قیمت ادا کرے؟ جواب: اختیار ہے۔
- سوال: مسافر پر زکوٰۃ کی کتنی رقم خرچ کرنا درست ہے؟ جواب: اتنی مقدار صرف کی جائے گی کہ وہ اپنے وطن پہنچ سکے۔
- سوال: زکوٰۃ کی تمام قسموں پر زکوٰۃ صرف کرنا جائز ہے یا کسی ایک قسم پر صرف کرنا جائز ہے؟ جواب: دونوں جائز ہے۔
- سوال: کافر کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: جائز نہیں۔
- سوال: مالدار کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: جائز نہیں۔
- سوال: مالدار بچے پر زکوٰۃ صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: جائز نہیں۔
- سوال: بنی ہاشم اور ان کے غلاموں پر زکوٰۃ صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: جائز نہیں۔
- سوال: مالک نصاب کا زکوٰۃ کو اپنے اصول پر جیسے باپ، دادا، اوپر تک صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: جائز نہیں۔
- سوال: مالک نصاب کا اپنے فروع پر جیسے، بیٹا، پوتا، نیچے تک زکوٰۃ کو صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: جائز نہیں۔
- سوال: مالک نصاب بیوی شوہر پر اور مالک نصاب شوہر اپنی بیوی پر زکوٰۃ صرف کر سکتا ہے یا نہیں؟ جواب: نہیں۔

- سوال: مسجد یا مدرسہ کی تعمیر یا راستہ یا پل کے درست کرنے میں زکوٰۃ صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: جائز نہیں
- سوال: میت کو کفنہ یا میت کے قرض کو پورا کرنے میں زکوٰۃ صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: جائز نہیں۔
- سوال: زکوٰۃ کی ادائیگی بغیر تملیک (مالک بنانا) کے صحیح ہوتی ہے یا نہیں؟ جواب: نہیں۔
- سوال: زکوٰۃ رشتہ داروں پر اور پھر پڑوسیوں پر صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: بہتر ہے۔
- سوال: مکمل نصاب کے بقدر زکوٰۃ ایک شخص کو دینا درست ہے یا نہیں؟ جواب: مکروہ تخریبی ہے۔
- سوال: اپنے رشتہ داروں کیلئے زکوٰۃ کا منتقل کرنا کیسا ہے؟ جواب: مکروہ نہیں ہے۔
- سوال: مسجد یا مدرسہ کی تعمیر یا راستہ یا پل کے درست کرنے میں زکوٰۃ صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: جائز نہیں۔
- سوال: اگر زکوٰۃ کسی غریب غیر مسلم کو دیدی جائے تو ادا ہو جائے گی یا نہیں؟ جواب: زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔
- سوال: کیا اپنے مستحق زکوٰۃ بھائی کو زکوٰۃ کی رقم دی جاسکتی ہے؟ جواب: دی جاسکتی ہے۔
- سوال: کیا مستحق زکوٰۃ چچیرے، مہیرے، خلیرے بھائی کو یا اپنے بھتیجے کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟ جواب: دے سکتے ہیں
- سوال: کیا مدرسہ کے مہتمم یا ناظم کو جو طلبہ کی وکیل ہوتے ہیں زکوٰۃ دی جاسکتی ہے؟ جواب: دی جاسکتی ہے۔ بلکہ افضل ہے۔
- سوال: زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے سونے کی قیمت فروخت کا اعتبار ہوگا یا قیمت خرید کا؟ جواب: قیمت فروخت
- سوال: سونے پر زکوٰۃ موجودہ قیمت کے حساب سے ہوگی یا خریدنے کے وقت کی قیمت کے حساب سے ہوگی؟ جواب: موجودہ قیمت کا اعتبار ہوگا۔
- سوال: کیا زکوٰۃ مستحق زکوٰۃ اپنے بھانجے کی تعلیم پر خرچ کر سکتے ہیں؟ جواب: ہاں۔ مگر اس کو دے دی جائے تاکہ وہ مالک بن جائے۔
- سوال: کیا نابالغ بیٹا یا بیٹی کے مال پر بھی زکوٰۃ دینا فرض ہے؟ جواب: نہیں۔
- سوال: مسجد کے امام یا مؤذن کی ماہانہ تنخواہ کو زکوٰۃ میں شامل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ جواب: نہیں۔
- سوال: کیا لڑکی زکوٰۃ کی رقم اپنے والدین کو دے سکتی ہے۔ جواب: نہیں۔
- منکرین زکوٰۃ کا عذاب:-** راہ حق میں دولت کو لٹانا مردان حق ہی کا خاصا ہے کیونکہ اپنی محبت سے کمائی ہوئی دولت کو دوسروں پر خرچ کرنا بڑے ہی دل گردے کا کام ہے۔ بخیل مال خرچ نہیں کر سکتا، یعنی بخل انسان کو مال خرچ کرنے سے روکتا ہے۔ جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتا اسکی نماز، روزہ، حج سب بیکار اور جث ہیں۔ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "دوزخ میں سب سے پہلے تین شخص جائیں گے۔ ان میں سے ایک وہ مال دار ہوگا جو اپنے مال میں سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کیا کرتا تھا، یعنی زکوٰۃ نہیں دیتا تھا۔" (طبرانی)
- 1- زکوٰۃ کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ (سورہ حم السجدہ، آیت نمبر 6-7)
 - 2- زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کو قیامت کے دن عذاب الیم (در دناک عذاب) دیا جائے گا۔ (سورہ التوبہ، آیت نمبر 34-35)
 - 3- زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کو قیامت کے دن عذاب مہین (رسوا کرنے والا عذاب) دیا جائے گا۔ (سورہ النساء، آیت نمبر 37)
 - 4- زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کو قیامت کے دن آگ کا عذاب دیا جائے گا۔ (سورہ الہمزہ، آیت 1 تا 9)
 - 5- زکوٰۃ ادا نہ کرنے والی قوم قحط سالی کا شکار ہو جاتی ہے۔ (طبرانی)
 - 6- منکرین زکوٰۃ کو جہنم کا عذاب دیا جائے گا۔ (صحیح بخاری شریف)
- نوٹ:-** اگر کسی صاحب نصاب نے کئی سالوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو اکھٹی ادا کی جاسکتی ہے۔ آئندہ آنے والوں سالوں کی زکوٰۃ بھی موجودہ طور پر دے سکتے ہیں۔ سود، رشوت، چوری، ڈکیتی، اور دیگر حرام ذرائع سے کمایا ہوا مال ان سے زکوٰۃ دینے کا بالکل فائدہ نہیں ہوگا۔

صدقات کی اہمیت و فضیلت

صدقات کی فضیلت سے پہلے ایک واقعہ پیش خدمت ہے۔

1970 اور 1980 میں اس کی شہرت اور دولت کا اتنا چرچا تھا کہ شہزادیاں اور شہزادے ان کے ساتھ ایک کپ کافی پینا اپنے لئے اعزاز سمجھتے تھے۔ وہ کینیڈا میں موجود اپنے وسیع و عریض فارم ہاؤس میں چھٹیاں گزار رہے تھے ان کی کم سن بیٹی نے آئیسکریم اور چاکلیٹ کی خواہش کی انہوں نے اپنا ایک جہاز 747 بمعہ عملہ پیرس بھیجا جہاں سے آئیسکریم خریدنے کے بعد جنیوا سے چاکلیٹ لیکر اسی دن جہاز واپس کینیڈا پہنچا۔

اس کے ایک دن کا خرچہ 1 ملین ڈالر تھا۔ لندن، پیرس، نیویارک، سڈنی سمیت دنیا کے 12 مہنگے ترین شہروں میں اس کے لگژری محلات تھے۔ انہیں عربی نسل گھوڑوں کا شوق تھا دنیا کے کئی ممالک میں ان کے خاص اصطبل تھے۔ اس کی دی ہوئی طلاق آج تک دنیا کی مہنگی ترین طلاق سمجھی جاتی ہے جب اس نے 875 ملین ڈالر اپنی امریکی بیوی کے منہ پر مارے اور اسے طلاق دی۔ اس کی ملکیت میں جو یاٹ تھی وہ اپنے دور کی سب سے بڑی یاٹ تھی، جو اس وقت بادشاہوں کو بھی نصیب نہ تھی۔

اس یاٹ (پر تعیش بحری جہاز) میں 4 بلی کا پٹر ہر وقت تیار رہتے جب کہ 610 افراد پر مشتمل خدام اور عملہ تھا، وہ یاٹ بعد میں ان سے برونائی کے سلطان نے خریدی ان سے ہوتے ہوئے ڈونلڈ ٹرامپ تک پہنچی، ٹرامپ نے 29 ملین ڈالر میں خریدی۔ ان کی اس یاٹ پر جمز بانڈ سیریز کی فلموں سمیت کئی مشہور ہالی ووڈ فلمیں شوٹ کی گئیں۔ اپنی پچاسویں سالگرہ پر اس نے سپین کے ساحل پر دنیا کی مہنگی ترین پارٹی دی جس میں دنیا کی 400 معروف شخصیات نے 5 دن تک خوب مستی کی۔

امریکی صدر چر ڈنکن کی بیٹی کی ایک مسکراہٹ پر 60 ہزار پاؤنڈ مالیت کا طلائی ہارن کر دیا۔ یہ شخص اسلحے کا بہت بڑا سوداگر تھا۔ یہ 25 جولائی 1935 میں سعودی عرب میں پیدا ہوا۔ مختلف ملکوں کے درمیان وہ اسلحے کی ڈیل اور معاہدے کراتا تھا، سعودی عرب اور برطانیہ کے درمیان انہوں نے 20 ارب ڈالر کے معاہدے کرائے۔ شراب اور شباب ان کی کمزوری تھی 4 جہاز اور 8 ناجاز بیگمات ان کے عقد میں تھیں۔

یتیموں پر دست شفقت رکھنا، بیواؤں کا خیال، مسکینوں کی مدد، سیلاب اور زلزلوں میں انسانی ہمدردی کے تحت فلاحی کام ان سب سے اسے سخت الرجی تھی ان کا یہ جملہ مشہور تھا کہ "آدم علیہ السلام نے اپنی اولاد کی کفالت کی ذمہ داری مجھے نہیں سونپ دی ہے"۔

1980 میں وہ 40 ارب ڈالر کے اثاثوں کا مالک تھا۔

پھر آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ نے اس کی رسی کھینچی، اب تنزل و انحطاط کی طرف اس کا سفر شروع ہوا، اربوں ڈالر کی مالیت کے بہرے سمندر میں ڈوب گئے، کاروبار میں خسارے پہ خسارہ شروع ہوا، قرضے پہ قرضہ چڑھا سب اثاثے فروخت کر ڈالے، ان کے دوست احباب اور چاہنے والوں نے ان سے نظریں پھیر لی، پھر ایک لمبی مدت گمنامی کے پاتال میں چلا گیا، کسی کو خبر نہ تھی کہ کہاں ہے؟

پھر ایک دن یہ لندن میں کسی سعودی تاجر کو ملا، ان کی حالت غیر ہو چکی تھی، اس تاجر سے کہا "وطن واپس جانا چاہتا ہوں لیکن کرایہ نہیں"، اس سعودی تاجر نے اکانومی کلاس کا ٹکٹ خرید کر اسے دیا اور یہ جملہ کہا "اے عدنان! اللہ تعالیٰ نے آدم کی اولاد کو فقیروں اور غریبوں پر مال خرچ کرنے اور صدقہ کا حکم دیا ہے"۔ پھر غور سے اس کی طرف دیکھا اور کہا "یہ ٹکٹ بھی صدقہ ہے"۔

اپنے دور کا یہ کھرب پتی شخص صدقے کی ٹکٹ پر عام مسافروں کے ساتھ جہاز میں بیٹھ کر جدہ پہنچ گیا۔

اس عرب پتی تاجر کا نام عدنان خاشقی تھا، اس کی پیدائش مکہ مکرمہ میں ہوئی تھی ان کا والد شاہی طبیب تھا، یہ شخص ترکی میں قتل ہونے والے صحافی جمال خاشقی کا چچا تھا۔ یہ 2017 میں فوت ہو گیا۔

قرآن پاک، سورہ البروج، آیت نمبر 12 میں فرمان الہی ہے: اِنَّ نَبْطَشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ کی پکڑ بڑی سخت ہے"۔

سورہ فجر، آیت نمبر 14 میں فرمان الہی ہے: اِنَّ رَبَّكَ لَبَلِ الْمُرْصَادِ ترجمہ: "بیشک آپ کا رب (سرکشوں اور نافرمانوں کی) خوب تاک میں ہے"۔

یاد رہے کہ کچھ جرموں کی ایف آئی آر (FIR) آسمانوں پر لکھی جاتی ہے۔ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا (سورہ مریم، آیت نمبر 64)

ترجمہ: "اور تیرا رب نہیں بھولتا"۔

صدقات کی فضیلت:

قرآنی آیات:

- 1- سورہ البقرہ، آیت نمبر 262 ترجمہ: "جو اپنے مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر دیئے پیچھے احسان نہ رکھیں نہ تکلیف دیں ان کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہوگا اور نہ کچھ غم۔"
- 2- سورہ الاحزاب، آیت نمبر 35 ترجمہ: "صدقہ و خیرات کرنے والے مرد اور صدقہ و خیرات کرنے والی عورتیں، روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والی عورتیں، اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والی عورتیں ان کے لئے اللہ نے بخشش اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔"
- 3- سورہ بقرہ، آیت نمبر 261 ترجمہ: "(ان کی کہادت) جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح جس نے اگائیں سات بالیں اور ہر بال میں سودا نے (یعنی 7 کے بدلے 700 ہوئے) اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جسکے لئے چاہے اور اللہ وسعت والا اور علم والا ہے۔"

احادیث:

- 1- ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "پوشیدہ صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے، صلہ رحمی عمر میں اضافہ کرتی ہے، نیک عمل آدمی کو برائی کے گڑھے میں گرنے سے بچاتا ہے۔" (رواہ بیہقی)
- 2- مرشد بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کے بعض صحابہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے "قیامت کے روز صدقہ ایماندار کے لئے سایہ ہوگا۔" (رواہ احمد)
- 3- عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا "جہنم کی آگ سے بچو خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے کر بچو۔" (بخاری)
- 4- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "صدقہ گناہ کو بجھا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔" (ترمذی)
- 5- سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا "اے اللہ کے رسول (خاتم النبیین ﷺ)! سعد کی ماں فوت ہو گئی پس کون سا صدقہ افضل ہے؟" آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "پانی پلانا" انہوں نے ایک کنواں کھودا اور کہا کہ "یہ سعد کی ماں کے (ثواب کے) لئے ہے۔" (رواہ ابو داؤد)
- 6- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا، معاف کرنے سے اللہ عزت بڑھاتا ہے، اور عاجزی اختیار کرنے پر اللہ مرتبہ عطا فرماتا ہے۔" (رواہ مسلم)
- 7- حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تمہارے نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ہے "ہر نیکی کا کام صدقہ ہے۔" (رواہ مسلم)
- 8- انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "کوئی مسلمان جو درخت لگائے یا کھیتی سیٹھے، پھر اس سے انسان یا پرندے یا چار پائے کھائیں مگر وہ اس کے لئے صدقہ ہے۔" (رواہ بخاری و مسلم)
- 9- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا "اے اللہ کے رسول (خاتم النبیین ﷺ)! کون سا صدقہ اجر میں افضل ہے؟" آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "وہ صدقہ جو تو تندرستی کی حالت میں کرے، تجھے غربت کا خوف بھی ہو اور دولت کی خواہش بھی اور (یاد رکھو) صدقہ کرنے میں دیر نہ کرنا کہیں جان حلق میں آجائے اور پھر تو کہے کہ فلاں کے لئے اتنا صدقہ اور فلاں کے لئے اتنا صدقہ حالانکہ اس وقت تو تیرا مال غیروں کا ہو ہی چکا۔" (بخاری)
- 10- عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ "میں نے ایک گھوڑا سواری کے لئے اللہ کی راہ میں دیا۔ جس کو دیا تھا اس نے اسے ضائع کر دیا (پوری خدمت نہ کی) تو میں نے اس کو خریدنا چاہا اور خیال کیا کہ وہ سستا بیچ دے گا۔ میں نے رسول اکرم خاتم النبیین ﷺ سے پوچھا آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "اسے مت خریدو اور اپنے صدقہ کو واپس نہ لو، خواہ وہ تم کو ایک درہم میں دے، کیوں کہ صدقہ دے کر واپس لینے والا ایسا ہے، جیسا قے کر کے چاٹنے والا۔" (رواہ بخاری)

11 - عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا "اے اللہ کے رسول (خاتم النبیین ﷺ)! میری والدہ فوت ہو گئی ہے اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اسے فائدہ ہوگا؟" آپ نے فرمایا "ہاں" اس نے کہا "میرا ایک باغ ہے میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس کی طرف سے صدقہ کر دیا"۔ (ترمذی)

12 - ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے نہ کلام کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا:

{1} دے کر احسان جانے والا {2} تہہ بند لٹکانے والا {3} اور جھوٹی قسم سے اپنا سودا بیچنے والا"۔ (رواہ نسائی)

13 - ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا "جو اپنے اہل و عیال پر ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو وہ اس کی طرف سے صدقہ ہوگا"۔ (رواہ مسلم)

14 - ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "ہر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے انسان کے ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہے لوگوں کے درمیان انصاف کرے یہ بھی صدقہ ہے"۔ (رواہ بخاری)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ "جب تمہیں اپنے مال میں کمی محسوس ہو تو اللہ تعالیٰ سے تجارت کر لیا کرو۔ جس دن تم اپنے دن کا آغاز صدقے سے کرتے ہو، اس دن تمہاری کوئی دُعا رُخس کی جاتی اور اچھی بات بتانا بھی صدقہ ہے"۔

صدقہ یہ بھی ہوتا ہے علم سیکھنا، مشورہ دینا، وقت دینا، تربیت کرنا، دعا دینا، مدد کرنا، مشکل وقت میں حوصلہ دینا، نیکی کا حکم دینا برائی سے منع کرنا، کسی کو عزت دینا، کسی کی خوشیوں میں شامل ہونا، کسی کے غم میں شریک ہونا، راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا، بھٹکے ہوئے کو راستہ بتا دینا۔

ہم انسان واقعی بہت خسارے میں ہیں کہ جس مال کو اتنی مشقت کے بعد حاصل کرتے ہیں۔ اُس میں سے تقدیر بھی اپنا حصہ وصول کر لیتی ہے۔ مرنے کے بعد وارثین بھی حصے بخرے (الگ) کر لیتے ہیں۔ لیکن جس نے اتنی مشقتوں سے یہ مال حاصل کیا تھا۔ وہ بخل کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور اپنا حصہ جو وہ صدقے کی صورت میں آگے بھیج سکتا تھا۔ اکثر نہیں بھیج پاتا۔ اور جب تک اُسے اس حصے کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ عمل کا سلسلہ موقوف ہو چکا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اور اپنے محبوب اعظم حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کے صدقے ہمیں نیک اعمال کی توفیق دے۔ (آمین)

حج کی اہمیت و فضیلت

قرآن پاک سورہ البقرہ، آیت نمبر 197 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: "حج کا زمانہ چند مہینے ہیں جو معلوم ہیں (یعنی یکم شوال سے 10 ذی الحج تک) پس "جو شخص ان ایام میں اپنے اوپر حج مقرر کر لے (کہ حج کا احرام باندھ لے) تو پھر نہ کوئی فحش بات جائز ہے اور نہ حکم عدولی درست ہے اور نہ کسی قسم کا جھگڑا یا بے (بلکہ اس کو چاہیے کہ ہر وقت نیک کام میں لگا رہے) اور جو نیک کام کرو گے تو حق تعالیٰ شانہ اس کو جانے ہیں۔"

سورہ آل عمران، آیت نمبر 97 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ: "اور اللہ جل شانہ کے (خوش کرنے کے) واسطے لوگوں کے ذمہ اس مکان (یعنی بیت اللہ) کا حج فرض ہے اُس شخص کے ذمہ ہے جو وہاں جانے کی سبیل رکھتا ہو اور جو منکر ہو تو (اللہ جل شانہ کا کیا نقصان ہے) اللہ تعالیٰ تمام جہان سے غنی ہے" (یعنی اسکو پرواہ نہیں)

1- حدیث: حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے "جو شخص اللہ کے لیے حج کرے اس طرح کہ اس حج میں نہ رفٹ ہو (یعنی فحش بات) اور نہ فسق ہو (یعنی حکم عدولی) وہ حج سے ایسا واپس ہوتا ہے جیسا اُس دن تھا جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔" (متفق علیہ، مشکوٰۃ)

2- حدیث: ایک حدیث میں آیا ہے "قیامت کے قریب میری امت کے امیر لوگ حج محض سیر و تفریح کے ارادے سے کریں گے (گویا لندن اور پیرس کی تفریح نہ کی حجاز کی تفریح کر لی) اور میری امت کا متوسط طبقہ تجارت کی غرض سے حج کرے گا کہ تجارتی مال کچھ ادھر سے لے گئے کچھ وہاں سے لے آئے اور رعایا، ریا اور شہرت کی وجہ سے حج کریں گے (کہ فلاں مولانا نے پانچ حج کر رکھے ہیں اور فلاں نے دس) اور غرباء بھیک مانگنے کی غرض سے جائیں گی۔" (کنز العمال)

3- حدیث: حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے "نیکی والے حج کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔" (متفق علیہ، مشکوٰۃ)

4- حدیث: حدیث میں ہے "حج کی نیکی کھانا کھلانے اور لوگوں کو کثرت سے سلام کرنے میں ہے۔" (ترغیب)

5- حدیث: ایک حدیث میں ہے "جب عرفہ کا دن ہوتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ سب سے نیچے کے آسمان پر اتر کر فرشتوں سے فخر کے طور پر فرماتے ہیں "میرے بندوں کو دیکھو میرے پاس ایسی حالت میں آتے ہیں کہ سر کے بال بکھرے ہوئے ہیں۔ بدن اور کپڑوں پر غبار پڑا ہوا ہے لبیک اللہم لبیک کا شور ہے دور دور سے چل کر آئے ہیں۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کے گناہ معاف کر دیئے۔" (مشکوٰۃ)

6- حدیث: ایک حدیث میں آیا ہے "حضور اقدس خاتم النبیین ﷺ نے عرفہ کی شام کو عرفات کے میدان میں اُمت کی مغفرت کی دعا مانگی اور بہت آہ و زاری سے دیر تک دعا مانگتے رہے، رحمت الہی جوش میں آئی اور اللہ جل شانہ کا ارشاد ہوا "میں نے تمہاری دعا قبول کر لی اور جو گناہ بندوں نے کئے ہیں وہ معاف کر دیئے البتہ جو دوسروں پر ظلم کئے ہیں ان کا بدلہ لیا جائے گا۔" حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے پھر درخواست کی اور بار بار یہ درخواست کرتے رہے کہ "یا اللہ تو اس پر بھی قادر ہے کہ مظلوم کے ظلم کا بدلہ تو اپنے پاس سے عطا کر دے اور ظالم کے قصور کو معاف کر دے" مزدلفہ کی صبح کو اللہ تعالیٰ نے یہ دعا بھی قبول فرمائی۔ اس وقت حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے تبسم فرمایا۔ صحابہؓ نے عرض کیا "آپ خاتم النبیین ﷺ نے ایسی حالت میں تبسم فرمایا (یعنی آہ زاری کے بعد) ایسے وقت تبسم کی عادت شریفہ نہیں ہے۔" حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ "جب اللہ جل شانہ نے میری یہ دعا قبول فرمائی اور شیطان کو اس کا پتہ چلا تو وہ آہ وادیا سے چلانے لگا اور مٹی اپنے سر پر ڈالنے لگا۔" (ترغیب)

7- حدیث: ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں "میں حضور اقدس خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں منیٰ کی مسجد میں حاضر تھا کہ دو اشخاص ایک انصاری اور ایک ثقفی حاضر خدمت ہوئے اور سلام کے بعد عرض کیا "حضور خاتم النبیین ﷺ ہم آپ سے کچھ دریافت کرنے آئے ہیں۔" حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ "اگر تمہارا دل چاہے تو تم دریافت کر لو اور اگر تم چاہو تو میں بتاؤں کہ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو؟" انہوں نے عرض کیا کہ "آپ خاتم النبیین ﷺ ہی ارشاد فرمادیں۔" حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "تم حج کے متعلق معلوم کرنے آئے ہو کہ:

i- حج کے ارادے سے گھر سے نکلنے کا کیا ثواب ہے؟ ii- طواف کے بعد دو رکعت پڑھنے کا کیا فائدہ ہے؟

iii- صفامروہ کے درمیان دوڑنے کا کیا ثواب ہے؟ iv- عرفات میں ٹھہرنے کا کیا فائدہ ہے؟

v- شیطانوں کو کنکریاں مارنے اور قربانی کا کیا ثواب ہے؟ vi- طواف زیارت کرنے کا کیا ثواب ہے؟

انہوں نے عرض کیا "اس پاک ذات کی قسم جس نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو نبی بنا کر بھیجا ہے یہی سوالات ہمارے ذہن میں تھے۔" حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

(1) "حج کا ارادہ کر کے گھر سے نکلنے کے بعد تمھاری اونٹنی جو قدم اٹھاتی ہے وہ تمھارے اعمال میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور گناہ معاف ہوتا ہے۔

(2) طواف کے بعد دو رکعتوں کا ثواب ایسا ہے جیسے ایک عربی غلام کو آزاد کیا ہو۔

(3) صفامروہ کے درمیان سعی کا ثواب ستر غلاموں کو آزاد کرنے کے برابر ہے۔

(4) عرفات کے میدان میں جب لوگ جمع ہوئے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ دنیا کے آسمان پر اتر کر فرشتوں سے فخر کے طور پر فرماتے ہیں کہ

"میرے بندے دور سے براگندہ حال اٹے ہوئے بال آئے ہیں میری رحمت کے امیدوار ہیں اے میرے بندو اگر تم لوگوں کے گناہ ریت کے ذروں کے

برابر ہوں یا بارش کے قطروں کے برابر ہوں یا سمندر کی جھاگوں کے برابر کیوں نہ ہوں تب بھی میں نے معاف کر دیئے۔ میرے بندو جاؤ بخشے بخشائے چلے جاؤ تمھارے

بھی گناہ معاف ہیں اور جن کی تم سفارش کرو ان کے بھی گناہ معاف ہیں۔" اس کے بعد حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

(5) "اور شیطانوں کو کنکریاں مارنے کا حال یہ ہے کہ ہر کنکری کے بدلے میں ایک بڑا گناہ جو ہلاک کر دینے والا ہو معاف ہوتا ہے۔

(6) قربانی کا بدلہ اللہ کے پاس تمھارے لیے ذخیرہ ہے۔

(7) احرام کھولنے کے بعد سر کے بال کٹوانے میں ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔

(8) ان سب کے بعد جب آدمی طواف زیارت کرتا ہے تو ایسے حال میں طواف کرتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا اور ایک فرشتہ مونڈھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کہتا ہے

آئندہ از سر نو عمل کرتیرے پچھلے گناہ معاف ہو چکے ہیں۔" (ترغیب)

8- حدیث: حضور اقدس خاتم النبیین ﷺ سے نقل کیا گیا ہے کہ "جو کوئی بھی مرد یا عورت کسی ایسے خرچ میں بخل کرے جو اللہ کی رضا کا سبب ہو تو وہ اس سے بہت زیادہ

ایسی جگہ خرچ کرے گا جو اللہ کی ناراضگی کا سبب ہوگا اور جو شخص دنیا کی غرض سے حج کو جانا ملتوی کرے گا وہ اپنی اس غرض کے پورا ہونے سے پہلے دیکھ لے گا کہ حج سے

فارغ ہو کر لوگ واپس آگئے اور اُس کا وہ کام ابھی نہیں ہوا۔" (ترغیب، مجمع الزوائد، طبرانی)

9- حدیث: حضور اقدس خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ جل شانہ کا فرمان ہے "جو بندہ ایسا ہو کہ میں نے اس کو صحت عطا کر رکھی ہو اور اسکے اوپر پانچ سال ایسے

گزر جائیں کہ وہ میرے دربار میں حاضر نہ ہو تو وہ ضرور محروم ہے۔" (ترغیب، ابن حبان)

10- حدیث: حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے "جو شخص حج کے لیے پیدل آئے اور جائے اسکے لیے ہر قدم پر حرم کی نیکیوں میں سے سات سو نیکیاں لکھی

جائیں گی" کسی نے عرض کیا "حرم کی نیکیوں کا کیا مطلب؟" حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "ہر نیکی ایک لاکھ نیکی کے برابر ہے۔" (حاکم، مستدرک)

11- حدیث: حضرت عائشہؓ حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ سے نقل فرماتی ہیں "فرشتے حاجیوں سے جو سواری پر آتے ہیں مصافحہ کرتے ہیں اور جو پیدل چل کر آتے

ہیں اُن سے معاف کرتے ہیں۔" (بیہقی، ابن الجوزی)

12- حدیث: حضور اقدس خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے "جو حج کے لیے جائے اور راستے میں انتقال کر جائے اس کے لیے قیامت تک حج کا ثواب لکھا جائے گا اور

اسی طرح جو عمرے کے لیے جائے اور راستے میں انتقال کر جائے اُس کو قیامت تک عمرے کا ثواب ملتا رہے گا۔" (الترغیب)

13- حدیث: "جو شخص حج یا عمرہ کے لیے نکلے اور راستے میں مر جائے نہ اس کی عدالت میں پیشی ہے نہ حساب کتاب اس سے کہہ دیا جائے گا جنت میں داخل ہو جاؤ۔" (الترغیب)

14- حدیث: ایک حدیث ہے "آدمی کے مرنے کی بہترین حالت یہ ہے کہ حج سے فراغت یا رمضان کے روزے رکھ کر مرے۔" (کنز)

یعنی یہ دو حالتیں ایسی ہیں کہ وہ گناہوں سے پاک صاف ہوگا۔

15- حدیث: ایک حدیث میں ہے "جو احرام کی حالت میں مرے گا وہ حشر میں لبیک کہتا ہوا اٹھے گا۔" (کنز)

16- حدیث: ایک حدیث میں ارشاد ہے "جو شخص اپنے والدین کی طرف سے اُن کے انتقال کے بعد حج کرے۔ اسکے لیے جہنم کی آگ سے خلاصی ہے اور والدین کے

لیے پورا حج لکھا جاتا ہے اور اس کے ثواب میں کمی نہیں ہوتی اور کسی اپنے قریبی رشتہ دار کے لیے اس سے بڑھ کر صلہ رحمی نہیں کما سکے مرنے کے بعد اسکی طرف سے حج کر کے اسکو پہنچایا جائے۔" (کنز)

17- حدیث: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "حق تعالیٰ شانہ (حج بدل میں) ایک حج کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرماتے ہیں۔ ایک مردہ جس کی طرف سے حج کیا جا رہا ہو۔ دوسرا حج کرنے والا۔ تیسرا وہ شخص جو حج کر رہا ہے (یعنی جو مال خرچ کرنے والا ہے)۔" (کنز)

18- حدیث: حج ارکان اسلام میں ایک اہم رکن ہے اسلئے اس میں کوتاہی پر جتنی سخت وعید ہو کم ہے۔

حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا گیا ہے "جو شخص تندرست ہو اور پیسہ والا ہو کہ حج کو جاسکے اور بغیر حج کئے مرجائے تو قیامت میں اُس کی پیشانی پر کفر لکھا ہوا ہوگا۔" (درمنثور)

19- حدیث: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے "جس شخص کے پاس اتنا خرچ ہو اور سواری کا انتظام ہو کہ بیت اللہ شریف جاسکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو کوئی فرق نہیں اس بات میں کہ وہ یہودی ہو کر مرجائے یا نصرانی ہو کر۔" (ترمذی، مشکوٰۃ)

20- حدیث: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں "جس شخص کے پاس اتنا مال ہو کہ حج کر سکے اور وہ حج نہ کرے یا اتنا مال ہو جس سے زکوٰۃ واجب ہو اور زکوٰۃ ادا نہ کرے وہ مرتے وقت دنیا میں واپس آنے کی تمنا کرے گا۔" (کنز)

21- حدیث: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں "میں نے حضور اقدس خاتم النبیین ﷺ سے جہاد میں شرکت کی اجازت مانگی۔" حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا "تھارا جہاد حج ہے۔" (صحیح بخاری، مسند احمد، مشکوٰۃ)

22- حدیث: ایک حدیث میں حضرت عائشہؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے پوچھا "کیا عورتوں پر بھی جہاد فرض ہے؟" حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "ہاں ایسا جہاد جس میں قتال نہیں اور وہ حج اور عمرہ ہے۔" (سنن ابن ماجہ، جلد چہارم، حدیث نمبر 2901)

23- حدیث: ایک حدیث میں حضرت عائشہؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے عرض کیا "یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ ہم دیکھتے ہیں کہ جہاد سب اعمال سے افضل ہے کیا ہم عورتیں جہاد نہ کیا کریں؟" حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "تمہارے لیے افضل جہاد مقبول حج ہے۔" (صحیح بخاری، حدیث نمبر 1861)

24- حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا "بوڑھے اور ضعیف لوگوں کا اور عورتوں کا جہاد حج اور عمرہ ہے۔" (مسند احمد)

25- حدیث: ایک اور حدیث میں ہے "بچے اور بوڑھے اور ضعیف آدمیوں کا جہاد حج اور عمرہ ہے۔" (سنن نسائی، جلد دوم، حدیث نمبر 2627)

حج کا ثواب :-

ایک روایت ہے کہ ایک اعرابی نے بارگاہ نبوی خاتم النبیین ﷺ میں حاضر ہو کر کہا یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ میں حج کے ارادے سے نکلا تھا لیکن حج نہ کر سکا، میں نے احرام باندھ رکھا ہے۔ مجھے کوئی ایسا عمل بتادیجئے جس سے مجھے حج کا ثواب مل جائے، نبی کریم خاتم النبیین ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا "اے شخص ابوقیس (پہاڑ کا نام) کی طرف دیکھ اگر تمہارے پاس کوہ ابوقیس جتنا سونا ہو تو تم اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر دو تو پھر بھی حج کرنے والے کا مقام نہیں پاسکتے۔ پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا جب حج کرنے والا سفر کی تیاری شروع کر دیتا ہے تو وہ جو چیز بھی اٹھاتا یا رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھتا ہے، اس کے دس گناہ مٹاتا ہے اور اس کے دس درجے بلند فرماتا ہے، اور جب وہ سواری پر سوار ہوتا ہے تو سواری کے ہر قدم پر اس کو ثواب دیا جاتا ہے، اور پھر جب بیت اللہ کا طواف کرتا ہے تو گناہوں سے خالی ہو جاتا ہے، صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتا ہے تو گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے، عرفات میں ٹھہرتا ہے تب بھی پاک ہو جاتا ہے۔ جب مشعر حرام میں ٹھہرتا ہے (مزدلفہ میں) تو گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے، جب شیطان کو کنکریاں مارتا ہے تو تب بھی گناہوں سے نکل جاتا ہے (یعنی ہر جگہ پر آہستہ آہستہ اس کے گناہ معاف ہوتے رہتے ہیں) اس کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ نے اعرابی کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا پھر تمہیں حج کرنے والوں کے برابر ثواب کیسے مل سکتا ہے۔" (غنیۃ الطالبین)

تیسرے درجے میں جائے گا تو زکوٰۃ کے بارے میں پوچھا جائے گا اور اگر ادائیگی کی ہوگی تو نجات پائے گا ورنہ جہنم میں جائے گا۔

چوتھے درجے میں جائے گا تو حج و عمرہ کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور اگر ان کو ادائیگا ہوگا تو نجات پائے گا ورنہ جہنم میں جائے گا۔

پانچویں درجے میں امانت کے بارے میں پوچھا جائے گا اگر امانت میں خیانت نہ کی ہوگی تو نجات پائے گا۔

چھٹے درجے میں ماں باپ کی خدمت گزاری کے بارے میں پوچھا جائے گا اگر فرمانبرداری نہ کی ہوگی تو نجات پائے گا۔

ساتویں درجے میں غیبت، چغلی اور بہتان کے بارے میں پوچھا جائے گا اگر یہ سب نہ کیا ہوگا تو نجات پائے گا۔

آٹھویں درجے میں حرام خوری کے بارے میں پوچھا جائے گا اگر مال حرام نہ کھایا ہوگا تو نجات پائے گا ورنہ جہنم میں جائے گا۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”کچھ لوگ اتنی عبادت لے کر آئیں گے کہ اگر اُحد کے پہاڑ پر بھی رکھی جائیں تو پہاڑ دب جائے لیکن اس کے باوجود جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے“ صحابہ اکرامؓ نے عرض کیا ”یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کیا وہ نمازی ہوں گے؟“ فرمایا ”نمازی وہ تو تہجد گزار ہوں گے“ صحابہؓ نے عرض کیا ”یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ پھر ان کے جہنم میں جانے کی وجہ کیا ہوگی؟“ فرمایا روزی کما تے وقت اس بات کا خیال نہ رکھیں گے کہ ذرائع حلال ہیں یا حرام۔“ (حلیۃ الاولیاء، ذکر الصحابۃ من المہاجرین، سالم مولیٰ ابی حذیفہ، ۱/ ۲۳۳، الحدیث: ۵۷۵)

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”دنیا کے دنوں میں سب سے افضل دن ماہ ذی الحج کے پہلے دس دن ہیں۔“ (کشف الاستار، ابن حبان)

حضرت حفصہؓ سے روایت ہے ”نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کبھی بھی چار عمل ترک نہ کرتے تھے عشرہ ذی الحج کے روزے۔ عاشورہ کا روزہ۔ ایام بیض کے روزے۔ فجر کی سنتیں۔“ (مسند احمد، مشکوٰۃ المصابیح)

ماہ ذی الحج میں ایک روزے کا ثواب ایک سال کے روزوں کے برابر ہے اور اس میں ایک رات کی عبادت کا ثواب ایک سال کی نمازوں کے برابر ہے۔ (امام ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ المصابیح)

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”جس نے عشرہ ذی الحج کی کسی تاریخ کو رات بھر عبادت کی تو گویا اس نے سال بھر حج و عمرہ کرنے والوں کے برابری عبادت کی۔“ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”عشرہ ذی الحج آجائے تو عبادت میں بہت کوشش کرو“ ذی الحج کے عشرے کو اللہ تعالیٰ نے بزرگی عطا فرمائی ہے۔ اور اس عشرے کی راتوں کو بھی ایسی عزت دی ہے کہ جو اس کے دنوں کو حاصل ہے۔ اگر کوئی شخص اس عشرے کی کسی رات کو آخری تہائی حصے میں چار رکعتیں اس ترتیب سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی تین بار سورہ غلاص تین بار سورہ فلق تین بار سورہ الناس تین بار۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر دونوں ہاتھ اٹھا کر ترویج کی دعا پڑھے اور دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اسے فردوس علی میں جگہ دے گا۔ اور اس سے کہا جائے گا کہ از سر نو عمل کر اگر حج نہیں کر رہا تو عرفہ کے دن بھی روزہ رکھے اور عبادت کرے، اللہ تعالیٰ اسے بھی حایوں میں داخل کر دے گا۔ (غنیۃ الطالبین)

عشرہ ذی الحج میں روزہ رکھنے کی فضیلت:- شیخ ابوالبرکات چند سندوں سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے زمانے میں ایک شخص گانا سننے کا بہت شوقین تھا لیکن جب ذی الحج کا چاند طلوع ہوتا تو وہ روزہ رکھ لیتا، آپ خاتم النبیین ﷺ تک یہ بات پہنچی تو آپ نے اسے بلا بھیجا اور فرمایا کہ تم ان دنوں کے روزے کیوں رکھتے ہو؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ یہ حج کے دن ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی حایوں کی دعاؤں میں شریک کر دے۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا تجھے ہر دن کے بدلے ایک سو غلام آزاد کرنے، ایک سوانٹ قربان کرنے، اور جہاد کے لئے ایک سو گھوڑے دینے کا ثواب ملے گا۔ اور جب ترویہ کا دن ہوگا (آٹھ ذی الحج) تجھے ایک ہزار غلام آزاد کرنے، ایک ہزار سوانٹ قربان کرنے، اور جہاد کے لئے ایک ہزار گھوڑے قربان کرنے کا ثواب ملے گا۔ اور پھر جب عرفہ کا دن ہوگا تو تجھے عرفہ کے دن روزہ رکھنے کے بدلے میں دو ہزار غلام آزاد کرنے، دو ہزار سوانٹ قربان کرنے، اور جہاد کے لئے دو ہزار گھوڑے قربان کرنے کا ثواب ملے گا، اور اللہ تعالیٰ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے روزوں کا مزید ثواب عطا فرمائے گا۔“ (غنیۃ الطالبین)

حضرت سعید بن خبیرؓ فرمایا کرتے تھے ”ذی الحج کی دس راتوں میں چراغ نہ بجھاؤ، اور آپ ان راتوں میں خدام کو بیدار رہنے کا حکم دیتے اور عبادت کو پسند فرماتے۔“

یوم عرفہ کی اہمیت و فضیلت

یوم عرفہ کے روزے کی فضیلت:-

نوذی الحجہ کو یوم عرفہ کہا جاتا ہے۔ اس دن حجاج کرام میدان عرفات میں وقوف کرتے ہیں۔ اس دن وہاں حاجیوں کے لیے روزہ رکھنا ممنوع ہے۔ البتہ غیر حاجیوں کے لیے اس دن کا روزہ انتہائی فضیلت کا حامل ہے۔ حضرت ابوقحافہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) سے عرفہ کے دن کے روزے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا ”مجھے اللہ سے امید ہے کہ وہ پچھلے سال اور آنے والے سال کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔“ (صحیح مسلم)

یوم عرفہ کی مخصوص دعائیں:-

- 1- حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ عرفات میں قبلہ رُو ہو کر دعا مانگنے والے کی طرح ہاتھ پھیلاتے تین بار لہیک فرماتے --- پھر سو مرتبہ چوتھا کلمہ پڑھتے --- پھر سو مرتبہ ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ إِنَّ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمٌ“ اس کے بعد شیطان مردود سے پناہ مانگتے پھر تین مرتبہ فرماتے ”إِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ“ پھر تین بار سورہ فاتحہ پڑھتے، پھر ایک بار سورہ اخلاص پڑھتے، پھر دس بار درود شریف پڑھتے اس کے بعد جو چاہتے دعا کرتے۔
- 2- حضرت مجاہدؒ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا ”جب سے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا فرمائے ہیں رُکنِ یمانی کے پاس ایک فرشتہ آمین کہنے کے لئے کھڑا ہے لہذا تم یہ کہو رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ“
- 3- پہلا کلمہ (100 مرتبہ) 4- تیسرا کلمہ (100 مرتبہ) 5- چوتھا کلمہ (100 مرتبہ)
- 6- درود شریف (100 مرتبہ)
- 7- تلبیہ --- لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكُ لَا شَرِيكَ لَكَ. (100 مرتبہ)
- 8- تکبیر --- اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ (100 مرتبہ)
- 9- سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ (100 مرتبہ) 10- لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ (100 مرتبہ)
- 11- رَبِّ يَسِّرْ وَلَا تَعَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَيْرِ وَبِكَ نَسْتَعِينُ (100 مرتبہ)
- 12- فَاللَّهُ خَيْرٌ حَفِظًا وَهُوَ أَزْهَمُ الرَّحْمَنِ (100 مرتبہ)
- 13- حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ نِعْمَ الْمَوْلَى وَنِعْمَ النَّصِيرُ (100 مرتبہ)
- 14- وَأَفْوِضْ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ - إِنَّ اللَّهَ بَصِيرُ الْعِبَادِ (100 مرتبہ)
- 15- أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ (100 مرتبہ)
- 16- رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (100 مرتبہ)

عرفہ کے دن پڑھی جانے والی سورتیں:-

- 1- سورہ یس (1 مرتبہ) 2- سورہ الرحمن (1 مرتبہ) 3- سورہ توبہ (1 مرتبہ)
- 4- سورہ الملک (1 مرتبہ) 5- سورہ الاخلاص (100 مرتبہ)

ذکر کی اہمیت و فضیلت

حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں جیسا وہ میرے متعلق گمان رکھتا ہے میں ویسا ہوں اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے۔ چنانچہ اگر وہ اپنے دل میں (تنہائی میں) میرا ذکر کرتا ہے تو میں بھی اپنی تنہائی میں اسے یاد کرتا ہوں اور اگر وہ کسی مجمع میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں بھی ان کے مجمع میں (فرشتوں کے مجمع میں) اس کا ذکر کرتا ہوں۔“ (مسلم، بخاری، ترمذی، نسائی)

1- قرآن پاک سورہ العنکبوت، آیت نمبر 45 میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”کوئی چیز (عمل خیر) اللہ کے ذکر سے افضل نہیں ہے۔“

2- قرآن پاک، سورہ طہ، آیت نمبر 14 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”نماز قائم کرو میرے ذکر کے لیے۔“

3- قرآن پاک، سورہ الاحزاب، آیت نمبر 41 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا“ (اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔“

احادیث مبارکہ میں ذکر کی اہمیت و فضیلت:

1- حدیث: ”رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے (اس پر مامور ہیں کہ راستوں میں گھوم پھر کر اللہ کا ذکر کرنے والوں کو تلاش کریں۔ پس وہ کسی جماعت کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے پاتے ہیں تو آپس میں ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں کہ آؤ اپنے مقصود (ذکر اللہ) کی طرف آ جاؤ۔ تو وہ سب فرشتے مل کر آسمان تک ان ذکر کرنے والوں کو اپنے بازوؤں کے سائے میں لے لیتے ہیں۔“ (مسلم، بخاری)

2- حدیث: حضور اقدس خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ دنیا میں نرم نرم بستروں پر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جنت کے اعلیٰ درجوں تک انہیں پہنچا دیتا ہے۔“ (مسلم، ترمذی)

3- حدیث: حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا ان دونوں کی مثال زندہ اور مردے کی سی ہے کہ ذکر کرنے والا زندہ ہے اور ذکر نہ کرنے والا مردہ ہے۔“ (مسلم، بخاری، بیہقی)

4- حدیث: حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”اگر ایک شخص کے پاس بہت سے روپے ہیں اور وہ ان کو تقسیم کر رہا ہے اور دوسرا شخص اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہے تو ذکر کرنے والا افضل ہے۔“ (طبرانی)

5- حدیث: حضور اقدس خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”جنت میں جانے کے بعد اہل جنت کو دنیا کی کسی چیز کا بھی قلق اور افسوس نہ ہوگا سوائے اس گھڑی کہ جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر گزر گئی ہوگی۔“ (طبرانی، بیہقی)

6- حدیث: حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”جو لوگ بھی اللہ کے ذکر کے لیے جمع ہوتے ہیں اور ان کا مقصد صرف اللہ کی رضا ہوتا ہے تو آسمان سے ایک فرشتہ نازل کرتا ہے کہ تم لوگ بخش دیئے گئے اور تمہاری برائیاں نیکیوں سے بدل دی گئیں ہیں۔“ (طبرانی، احمد، بیہقی)

7- حدیث: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے ”اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کسی آدمی کا کوئی عمل عذاب قبر سے زیادہ نجات دینے والا نہیں ہے۔“ (طبرانی، ترمذی)

8- حدیث: حضرت زیدؓ ارشاد فرماتے ہیں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے ”مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تم ڈر اور خوف کی وجہ سے مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے ورنہ میں اس کی دعا کرتا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بھی عذاب قبر دکھا دے۔“ (السلسلۃ الصحیحة)

9- حدیث: حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے ”قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بعض قوموں کا حشر اس طرح فرمائیں گے کہ ان کے چہروں پر نور چمکتا ہوا ہوگا وہ موتیوں کے ممبروں پر ہوں گے۔ لوگ ان پر رشک کرتے ہوں گے وہ انبیاء اور شہداء نہیں ہوں گے۔“ کسی نے عرض کیا ”یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ آپ خاتم النبیین ﷺ ان کا حال بیان کر دیجئے تاکہ ہم ان کو پہچان لیں۔“ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کی محبت میں مختلف جگہوں اور مختلف خاندانوں سے آ کر ایک جگہ جمع ہوں گے اور اللہ کے ذکر میں مشغول ہوں گے۔“ (طبرانی)

10- حدیث: حدیث میں ہے ”جنت میں یا قوت کے ستون ہوں گے جن پر زمر (زبرجد) کے بالا خانے ہوں گے۔ ان میں چاروں طرف دروازے کھلے ہوئے ہوں گے وہ ایسے چمکتے ہوں گے جیسے کوئی روشن ستارہ چمکتا ہے۔ ان بالا خانوں میں وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کے واسطے آپس میں محبت رکھتے ہیں اور وہ لوگ جو اللہ ہی کے واسطے ایک جگہ اکٹھے ہوں اور وہ لوگ جو اللہ ہی کے واسطے آپس میں ملتے جلتے ہوں۔“ (جامع صغیر، بیہقی)

- 11- حدیث :** حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "جب جنت کے باغوں پر گزرو تو خوب چڑو" کسی نے عرض کیا "یا رسول اللہ جنت کے باغ کیا ہیں؟" ارشاد فرمایا "ذکر کے حلقے"۔ (ترمذی، بیہقی)
- 12- حدیث :** حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا "جو تم میں سے عاجز ہو راتوں کو محنت کرنے سے اور نخل کی وجہ سے مال بھی خرچ نہ کیا جاتا ہو اور بزدلی کی وجہ سے جہاد میں بھی شرکت نہ کر سکتا ہو اس کو چاہیے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرے"۔ (طبرانی، بیہقی)
- 13- حدیث :** حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے "اللہ تعالیٰ کا ذکر اس قدر کثرت سے کیا کرو کہ لوگ تمہیں مجنون کہنے لگیں"۔ (ابن حبان، حاکم)
- 14- حدیث :** ایک حدیث میں ہے " (ذکر اللہ) سے غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا اس مجاہد کی مانند ہے جو (میدان جنگ سے) بھاگنے والوں (کی جماعت) میں ثابت قدم رہا"۔ (مشکوٰۃ المصابیح)
- 15- حدیث :** ایک حدیث میں ہے "ذاکرین بنتے ہوئے جنت میں جائیں گے"۔ (صحیح ابن حبان)
- حضرت عثمانؓ جب کسی قبر پر تشریف لے جاتے تو اس قدر روتے تھے کہ داڑھی مبارک تر ہو جاتی تھی۔ کسی نے آپؓ سے پوچھا کہ آپ جنت اور دوزخ کے ذکر سے ایسا نہیں روتے جتنا کہ قبر کے سامنے آ جانے پر روتے ہیں؟ آپؓ نے ارشاد فرمایا "قبر آخرت کی منزلوں میں سب سے پہلی منزل ہے۔ جو شخص اس سے نجات پالے، بعد کی تمام منزلیں اس پر سہل ہو جاتیں ہیں اور جو اس سے نجات نہ پائے بعد کی تمام منزلیں دشوار ہوتی چلی جاتی ہیں"۔ پھر آپؓ نے حضور اقدس خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد سنایا حضور پاک خاتم النبیین ﷺ یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ "کوئی منظر قبر سے زیادہ گھبراہٹ والا نہیں ہے"۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ "حضور پاک خاتم النبیین ﷺ ہر نماز کے بعد عذاب قبر سے پناہ مانگا کرتے تھے"۔ (بیہقی)
- 16- حدیث :** حضور پاک خاتم النبیین ﷺ ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا "کس بات نے تم کو یہاں بیٹھایا ہے؟" عرض کیا "یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے ہیں اور اس بات پر اس کی حمد و ثنا کر رہے ہیں کہ اس نے ہم لوگوں کو اسلام کی دولت سے نوازا یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی احسان، ہم پر ہے"۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "اللہ کی قسم کیا صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہو" صحابہ کرامؓ نے عرض کیا "اللہ تعالیٰ کی قسم صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہیں"۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "کسی بدگمانی کی وجہ سے میں نے تم لوگوں کو قسم نہیں دی بلکہ جبرائیل ابھی ابھی میرے پاس آئے تھے اور مجھے یہ خبر سنا گئے کہ اللہ تعالیٰ تم لوگوں کی وجہ سے ملائکہ پر فخر فرما رہے ہیں"۔ (مسلم، احمد، ترمذی، نسائی)
- 17- حدیث :** ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں؟ جو تمہارے اعمال میں سب سے بہتر اور تمہارے پروردگار کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ اور تمہارے درجات کو سب سے زیادہ بلند کرنے والا اور سونے چاندی کے (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) خرچ کرنے سے بہتر ہے۔ اور اس سے بھی بہتر ہے کہ تم اپنے دشمن سے (میدان جہاد میں) مقابلہ کرو اور پھر تم ان کی گردنیں کاٹو۔ اور وہ تمہاری گردنیں کاٹیں؟" صحابہؓ نے عرض کیا "کیوں نہیں یا رسول اللہ ضرور بتلائیے" آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "وہ عمل اللہ کا ذکر کرنا ہے"۔ (ترمذی، ابن ماجہ، بیہقی)
- حافظ ابن حجرؒ نے منہبات میں لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ سے قرآن پاک کے ارشاد و کان تحته کنز لہما (سورہ الکہف، آیت نمبر 82) کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: کہ وہ سونے کی ایک تختی تھی جس پر سات سطریں لکھیں ہوئیں تھیں جن کا ترجمہ یہ ہے۔
- 1۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو موت کو جانتا ہے پھر بھی ہنسے 2۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو جانتا ہے کہ دنیا آخر ایک دن ختم ہونے والی ہے پھر بھی اس میں رغبت کرے۔
 - 3۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو جانتا ہے کہ ہر چیز مقدر سے ہے پھر بھی کسی چیز کے جاتے رہنے پر افسوس کرے۔
 - 4۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جس کو آخرت میں حساب کا یقین ہو پھر بھی مال جمع کرے۔ 5۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جس کو جہنم کی آگ کا علم ہو پھر بھی گناہ کرے۔
 - 6۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو اللہ تعالیٰ کو جانتا ہو اور پھر کسی اور چیز کا ذکر کرے 7۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جس کو جنت کی خبر ہو پھر بھی دنیا کی کسی چیز سے راحت پائے۔
- بعض نسخوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو شیطان کو دشمن سمجھے پھر بھی اس کی اطاعت کرے۔ حافظ ابن حجرؒ نے حضرت جابرؓ سے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد بھی نقل کیا ہے "حضرت جبرائیلؑ مجھے اللہ کے ذکر کی تاکید اس قدر کرتے رہے کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ بغیر ذکر کے کوئی چیز نفع نہ دے گی۔" (فضائل اعمال۔ مولانا محمد زکریا)۔۔۔۔۔ کلمہ طیبہ فضل الذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا ذکر، شکر اور فکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

جمعہ کی اہمیت و فضیلت

انبیاء کرامؑ اور پورے ہفتے کے دن:- ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

- (1) حضرت موسیٰؑ اور دیگر پچاس پیغمبروں کو ہفتے کا دن دیا یہی ان کی عبادت کے لیے مقرر فرمایا۔
- (2) حضرت عیسیٰؑ اور ان کے علاوہ بیس انبیاء کرام علیہ السلام کو اتوار کا دن دیا یہی ان کی عبادت کے لیے مقرر ہوا۔
- (3) حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ اور 63 دوسرے رسولوں کو پھر کا دن دیا۔
- (4) حضرت سلیمانؑ اور دوسرے پچاس پیغمبروں کو منگل کا دن دیا گیا۔
- (5) حضرت یعقوبؑ اور 50 دوسرے رسولوں کو بدھ کا دن دیا گیا۔
- (6) حضرت آدمؑ اور 50 دوسرے نبیوں کو جمعرات کا دن دیا گیا۔
- (7) جمعہ کا دن خالص اللہ تعالیٰ کا اپنا دن ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جمعہ کا دن امت محمدی خاتم النبیین ﷺ کے لیے خاص تحفہ ہے۔

جمعہ کے دن غسل کی تاکید: حضرت حسن بصریؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "ابو ہریرہؓ ہر جمعہ کے دن غسل کیا کرو، خواہ گرانی کے باعث تمہیں پانی اپنی روزانہ کی خوراک کے بدلے ہی کیوں نہ خریدنا پڑے"۔ (مجلس بحار الانوار، ج 18)

جمعہ کے دن کے معمولات:- جمعہ کے دن آغاز نماز جمعہ کی ادائیگی تک سارا وقت وظائف میں صرف کرنا چاہیے۔ دوپہر سے نماز عصر تک کا وقت دینی مسائل کے سننے کی محفل میں شرکت کے لیے مخصوص کر دینا چاہیے۔ عصر کی نماز سے مغرب تک تسبیح و استغفار میں مصروف رہنا چاہیے۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "جس نے معمولی سمجھتے ہوئے مسلسل تین جمعہ کی نمازیں نہ ادا کیں اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے"۔ (ابی داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، موطا، مشکوٰۃ)

اللہ تعالیٰ قرآن پاک سورۃ جمعہ، آیت نمبر 9 میں ارشاد فرماتا ہے: "اے ایمان والو! جب جمعہ کی اذان دی جائے (تمہیں پکارا جائے) تو تم نماز کی طرف جلدی کرو۔ اور خرید و فروخت کو ترک کر دو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو"۔

اس کے بعد سورۃ جمعہ، آیت نمبر 11 میں ارشاد فرمایا: "اگر انھیں کوئی تجارت یا کھیل کی بات دکھائی دیتی ہے تو اس کی طرف بڑھ جاتے ہیں"۔

اس واقعہ کی صورت یہ ہوئی کہ مدینہ میں کوئی قافلہ (تجارت) آتا تو لوگ تالیاں بجاتے۔ نقارہ بجا بجا کر اس کا استقبال کرتے اور اس قافلہ کو دیکھنے کے لیے مسجد سے باہر نکل جاتے اس طرح ایک قافلہ مدینہ میں پہنچا تو لوگ مسجد سے نکل گئے صرف 12 مرد اور ایک خاتون مسجد میں رہ گئے اس کے بعد ایک دن ایسا آیا اس دن بھی صورت حال یہی تھی اس کے بعد تیسرا واقعہ یہ ہوا کہ وحید بن کلبی اسلام لانے سے پہلے ملک شام سے کچھ مال تجارت لے کر مدینہ آیا اس کے پاس طرح طرح کا سامان تجارت تھا حسب معمول مدینہ والے تالیاں بجاتے نقارہ بجاتے اس کے استقبال کو باہر نکلے اتفاقاً اس کی آمد مدینہ میں جمعہ کے دن عین اس وقت ہوئی جب نبی خاتم النبیین ﷺ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس کی آمد کا شور سن کر لوگ خطبہ چھوڑ کر اس کی طرف چلے گئے۔ اس وقت رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "دیکھو مسجد میں کتنے آدمی ہیں؟" عرض کیا 12 مرد اور ایک عورت آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "اگر یہ بھی نہ ہوتے تو ان کی ہلاکت کے لیے پتھروں پر نشان لگائے جاتے" یعنی پتھر آسمان سے برستے اور جس پتھر پر جس کا نام ہوتا وہی پتھر اس کو ہلاک کرتا۔ مسجد میں جو لوگ تھے ان میں حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمرؓ بھی شامل تھے۔

قیامت والے دن جمعہ کی شان: - جمعہ سیدالایام ہے۔ شیخ ابونصر نے اپنے والد سے بالاسناد حضرت امام مالکؒ سے روایت کیا ہے کہ نبی خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ "میرے پاس حضرت جبرائیلؑ ہاتھ میں ایک سفید پر لیے ہوئے آئے۔ اس میں ایک سیاہ نقطہ تھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ ہاتھ میں کیا ہے؟" جبرائیلؑ نے جواب دیا کہ "یہ جمعہ کا دن ہے۔ جس میں آپ سب کے لیے خیر کثیر ہے۔" میں نے پوچھا "یہ سیاہ نقطہ کیا ہے؟" انھوں نے کہا کہ "یہ قیامت ہے جو جمعہ کے دن قائم ہوگی۔" جمعہ سیدالایام ہے۔ ہم عالم ملکوت میں اسے "یوم المذید" کہتے ہیں۔ میں نے کہا "جمعہ کو یوم المذید کہنے کی وجہ کیا ہے؟" جبرائیلؑ نے کہا "اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک وادی بنائی

ہے جس کی خوشبو سفید مشک سے زیادہ ہے۔ جب قیامت کا جمعہ آئے گا تو اللہ تعالیٰ اس وادی میں جلوہ افروز ہوگا۔ اس کی کرسی کے ارد گرد نور کے منبر ہوں گے۔ جن پر انبیاء اکرام علیہ السلام تشریف فرما ہوں گے۔ ان کے پاس سونے کی جڑاؤ کرسیاں ہوں گی۔ ان کرسیوں پر شہداء اور صدیقین بیٹھیں گے۔ پھر اہل عرفہ (بالا خانے والے) آئیں گے اور وادی کو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا ”میں نے جو تم سے وعدہ کیا تھا وہ پورا کر دیا۔ میں نے تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور عزت کے مقام پر تمہیں جگہ دی۔ میری خوشنودی نے تمہیں اس گھر میں اتارا ہے۔ میری عطا کی ہوئی عزت تمہیں حاصل ہوئی۔“ پھر فرمائے گا ”مجھ سے مانگو، آخر کار بندے اپنی اپنی مرادیں مانگیں گے۔ یہاں تک کہ ہر بندے کی مرادیں اور خواہشات ختم ہو جائیں گی۔ اس وقت ہر شخص کہے گا: ”ہمارے لیے ہمارا رب کافی ہے۔“ اس وقت نماز جمعہ سے واپسی کی مقدار کے موافق (یعنی نماز جمعہ سے واپسی پر بندے کا جتنا وقت صرف ہوا ہوگا اس کے مساوی) ان کی نظروں کے سامنے وہ چیزیں لائی جائیں گی۔ جو اب تک نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے ان کے بارے میں سنا اور نہ کسی کے دل میں اس کا تصور آیا ہوگا پھر سب غرفہ والے (بالا خانہ) اپنے اپنے غرفوں میں لوٹ جائیں گے۔ ہر غرفہ سفید موتی سرخ یا قوت اور سبز زمرہ کا ہوگا نہ اس میں کوئی نقص ہوگا اور نہ کسی قسم کی ٹوٹ پھوٹ ہوگی۔ ان غرفوں کے اندر نہریں بہتی ہوں گی۔ درختوں اور سبزے کی بہتات ہوگی۔ درخت پھلوں سے لدے ہوں گے۔ ان کی بیویوں کے رہنے کی مخصوص جگہ ہوگی۔ خدمت کے لیے خدمت گزار ہوں گے۔ (غنیۃ الطالین)

جمعہ کے دن فرشتوں کی علم برداری: ابونصرؒ نے بالاسناد روایت کیا کہ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے ”جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو جبرائیل صبح کے وقت اپنا جھنڈا خانہ کعبہ میں نصب کر دیتے ہیں۔ اس طرح جن مساجد میں نماز جمعہ ہوتی ہے۔ دوسرے فرشتے ان مساجد کے دروازوں پر اپنے جھنڈے اور علم نصب کر دیتے ہیں پھر سونے کے قلم سے چاندی کے کاغذ پر جمعہ کی نماز کے لیے آنے والوں کے نام بالترتیب لکھ جاتے ہیں۔ جب ترتیب دار آنے والوں کی تعداد 70 ہو جاتی ہے تو یہ کاغذ تہہ کر دیے جاتے ہیں۔ جمعہ میں بالترتیب آنیوالے یہ 70 آدمی ان 70 بہترین آدمیوں کی طرح ہوتے ہیں جن کا انتخاب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم میں سے کیا تھا اور یہ سب کے سب نبی تھے۔ اسکے بعد فرشتے صفوں میں آکر نمازیوں کو دیکھتے ہیں۔ اگر کسی نمازی کو نہیں پاتے تو ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں۔ اگر وہ فوت ہو گیا ہوتا ہے تو اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں کہ وہ جمعہ کا پابند تھا۔ اگر سفر میں ہوتا ہے تو اس کی عافیت اور حفاظت کی دعا کرتے ہیں۔ کہ وہ جمعہ کا پابند تھا۔ اگر بیمار ہے تو صحت کی دعا کرتے ہیں۔ کہ وہ جمعہ کا پابند تھا۔“ (غنیۃ الطالین)

دعا کی قبولیت کی گھڑی: جمعہ میں ایک ساعت ایسی آتی ہے۔ جس میں جو دعا کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے۔ (ابن ماجہ، بخاری، مسند احمد)

رسول پاک ﷺ نے فرمایا ”جمعہ سید الایام ہے اور اللہ کو ہر دن سے زیادہ پسند ہے۔ اس دن حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اس دن انہیں جنت میں داخل کیا گیا۔ اسی دن انہیں زمین پر اتارا گیا اسی دن قیامت قائم ہوگی جن اور انس کے سوا زمین پر چلنے والا ہر جانور کان لگائے اس دن کے انتظار میں ہے۔ جو جمعہ کے دن واقع ہوگی (یعنی قیامت)۔“ (احمد، اصحاب السنن و صحیح النووی)

1- حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور خاتم النبیین ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ”روشن رات“ اور ”روشن دن“ یعنی جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن اپنے نبی پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔ (بیہقی)

2- حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ”ہر جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔“ (ابن داؤد، نسائی، ابن ماجہ)

3- حضرت حسن بصریؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ ”شب جمعہ میں جس نے سورۃ یس، سورۃ ص، نجم اور سورۃ دخان پڑھی تو جب وہ صبح بیدار ہوتا ہے تو اس کی مغفرت ہو چکی ہوتی ہے۔“ (خرجہ البیہقی فی شعب الایمان، ترمذی)

نماز جمعہ کا اجر و ثواب:-

- 1- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”جمعہ کی نماز میں تین طرح کے لوگ ہوتے ہیں:
- i- وہ لوگ جو خطبہ کے وقت باتیں کرتے رہتے ہیں اور نماز میں شریک ہو جاتے ہیں۔ ان کا حصہ ایک تو وہی ہے جو وہ اللہ سے خطبہ کے وقت مانگتے ہیں۔ اب چونکہ وہ باتیں کر رہے تھے۔ خطبہ کے دوران باتیں کر کے جس نے گناہ کیا اس کے لیے ہر اگناہ ہے۔ دعا کے وقت اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ دے یا نہ دے۔
- ii- دوسرے وہ جو امام سے دور رہ کر لغو بات کرتا ہے اور خاموشی سے خطبہ نہیں سنتا۔ اسے بڑا گناہ ہوتا ہے۔ یہاں تک خاموش رہنے کی تاکید ہے کہ اگر ایک شخص نے خطبہ

کے دوران دوسرے شخص سے کہا "خاموش" تو اس نے بھی لغو بات کی اس کا بھی جمعہ نہیں ہوا۔ (ہاں انگلی منہ پر رکھ کر اشارے سے منع کر سکتا ہے)

iii۔ تیسرے وہ جو خاموش ہو کر توجہ کے ساتھ خطبہ سنتا ہے اور کسی مسلمان کی گردن نہیں پھلانگتا نہ ہی کسی کو تکلیف پہنچاتا ہے۔ ایسی نماز اس نمازی کے لیے آنے والے جمعہ اور اس جمعہ اور اس کے تین دن بعد تک متواتر اس کے لیے گناہ کا کفارہ بن جاتی ہے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "جو نیکی کرے گا اسے دس گناہ اجر دیا جائے گا"۔ لہذا یہ دس دن ہوں گئے۔ (متفق علیہ)

2۔ حضرت ابو امامہ بابلیؓ بیان کرتے ہیں "جس نے جمعہ کے دن امام کے ساتھ نماز پڑھی، کسی جنازہ میں شرکت کی، کچھ صدقہ کیا، کسی بیمار کی عیادت کی اور کسی نکاح میں حاضر ہوا۔ اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔"

جمعہ کے دن غسل کر کے مسجد جانا: حضرت ابوصالحؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "جمعہ کے دن غسل کر کے جو شخص پہلی گھڑی میں مسجد میں گیا۔ پہلی گھڑی میں یعنی پہلی ساعت میں اس نے (ثواب کی رو سے) اونٹ کی قربانی کی۔ جو دوسری ساعت میں گیا اس نے گائے کی قربانی کی۔ جو تیسری ساعت میں گیا تو گویا سینگوں والے مینڈے کی قربانی کی۔ جو چوتھی ساعت میں گیا اس نے گویا مرغی اللہ کی راہ میں دی۔ جو پانچویں ساعت میں گیا اندھ خیرات کرنے کا ثواب حاصل کیا اس کے بعد جب امام برآمد ہوتے ہیں تو فرشتے خطبہ سننے کے لیے اٹھ جاتے ہیں۔ (متفق علیہ)

نماز جمعہ: نماز جمعہ اس مسجد میں ادا کی جاتی ہے جس میں جمعہ کا خطبہ ہو۔

جمعہ کی نماز میں 14 رکعتیں ہوتی ہیں۔ جس میں 10 سنت موکدہ ہوتی ہیں۔ پہلے 4 رکعات سنت پڑھی جاتیں ہیں۔۔۔ پھر 2 رکعات نماز جمعہ۔۔۔ پھر 4 رکعات نماز سنت۔۔۔ پھر 2 رکعات سنت۔۔۔ پھر 2 نفل۔۔۔

جمعہ مسجد میں ادا کیا جاتا ہے۔ اگر آدمی کی جمعہ کی نماز قضا ہو جائے اور وہ گھر میں نماز ادا کرے تو جمعہ نہیں بلکہ ظہر کی نماز ادا کریں گے۔ ظہر کی نماز کے لئے 4 رکعات نماز فرض پڑھے جاتے ہیں۔

لیکن جمعہ کی نماز کے لئے نیت کرتے ہیں 2 رکعات نماز جمعہ۔

جمعہ کے دن کرنے والے مسنون کام:-

- (1) ناخن کاٹنا
- (2) غسل کرنا
- (3) خوشبو لگانا
- (4) سر میں تیل لگانا
- (5) سرمہ لگانا
- (6) صاف کپڑے پہننا
- (7) درود شریف پڑھنا

جمعہ کے دن 100، 100 مرتبہ مندرجہ ذیل درود شریف پڑھنے کا بے حد ثواب ہے۔

اللهم صل علی سیدنا محمد نور الانور و سر الاسرار و سید الابرار 2۔ صلی اللہ علیک یا محمد نور من نور اللہ

حضرت ابوالحسن شاذلیؒ فرماتے ہیں کہ مندرجہ ذیل درود شریف کو ایک مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھنے کے برابر ہے۔

اللهم صل وسلم وبارک علی سیدنا محمد النور الزکی والسر الساری فی سائر الاسماء والصفات

حضرت جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ مندرجہ ذیل درود شریف کو ایک مرتبہ پڑھنے کا ثواب چھ لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھنے کے برابر ہے۔

الهم صل علی سیدنا و مولانا محمد عدد ما فی علم اللہ صلوة دائمة بدو مملک اللہ

قرآن پاک کی روشنی میں قوموں کے زوال کے اسباب

قرآن مجید میں ایک قاعدہ اور کلیہ بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ (ظالم نہیں) ظلم نہیں کرتا کہ کسی قوم کو خواہ مخواہ برباد کر دے جبکہ وہ نیکو کار ہوں۔

سورہ ہود آیت نمبر 117 میں فرمان الہی ہے: ترجمہ: ”تیرا رب ایسا نہیں ہے کہ بستیوں کو تباہ کر دے۔ حالانکہ اس کے باشندے نیک عمل کرنے والے ہوں۔“

ہلاک اور برباد کرنے سے مراد صرف یہ نہیں ہے کہ بستیوں کے گھر الٹ دیئے جائیں اور آبادیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ بلکہ ایک صورت یہ بھی ہے کہ قوم کا اتحاد ختم کر دیا جائے۔ ان کی اجتماعی قوت توڑ دی جائے ان کو محکوم، مغلوب اور ذلیل و خوار کر دیا جائے۔ قاعدہ مذکورہ کی بنا پر بربادی اور ہلاکت کی تمام اقسام میں سے کوئی بھی قسم کسی قوم پر نازل نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ وہ چین اور اصلاح کے راستے کو چھوڑ کر شر و فساد اور سرکشی اور نافرمانی کے طریقوں پر نہ چلنے لگے اور اس طرح خود اپنے اوپر ظلم نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قاعدے کے تحت جہاں کہیں کسی قوم کو مبتلائے عذاب کرنے کا ذکر فرمایا ہے وہاں اس کا جرم بھی ساتھ ساتھ بیان فرمایا ہے۔ تاکہ لوگوں کو اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ یہ عذاب ان کی اپنی ہی شامت اعمال کی وجہ سے آیا ہے۔ جو ان کی دنیا اور آخرت کی خرابی کا باعث بن گیا ہے۔ مثلاً

- 1- سورہ العنکبوت، آیت نمبر 40 ترجمہ: ”ہر ایک قوم کو ہم نے اس کے قصور ہی میں پکڑا ہے اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہیں تھا بلکہ وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرنے والے تھے“
- 2- سورہ ہود، آیت نمبر 117 ترجمہ: ”اللہ ظالم نہیں ہے کہ کسی قوم کو خواہ مخواہ تباہ کر دے جبکہ وہ نیکو کار ہوں۔“

قرآن پاک میں صاف صاف بتایا ہے کہ کس طرح ان دعوتوں کا ظہور ہوا؟ دعوت کی بنیادی امور اور اعلانات، تزکیہ اور تبشیر، احوال و انداز، رد و قبول اور آخری نتائج تک میں کامل یکسانیت پائی جاتی ہے۔ ہر زمانے میں دعوتیں ظہور میں آئیں۔ سب نے اپنے دور میں دعوت حق کا انکار کیا۔ سب نے ہنسی اڑائی۔ سب نے افترا باندھے سب نے دلیلوں سے اعتراف کیا۔ سب نے صداقت اور نور ہدایت سے آنکھیں بند رکھیں۔ سب نے سرکشی، تکبر اور ضد و عناد سے حق کی راہ روکنے کی کوشش کی۔ سب نے دلائل کا جواب ظلم سے دیا۔ سب کو قانون مہلت کے مطابق ایک خاص مدت تک مہلت دی گئی تاکہ روشنی اور تاریکی میں امتیاز کر سکیں۔ اس راہ میں اگر کچھ لوگوں نے دعوت حق کو قبول کیا تو وہ سب بے نوا اور سوسائٹی کے نچلے طبقے کے لوگ تھے۔ سب سرداروں اور لیڈروں نے ہمیشہ مخالفت کی جنہوں نے مانا وہ بہت کم اور کم طاقت والے تھے اور جنہوں نے نہ مانا وہ بہت زیادہ اور زیادہ طاقتور اور سوخ والے لوگ تھے۔

اللہ تعالیٰ ظالم نہیں ہے کہ کسی قوم کو خواہ مخواہ تباہ کر دے جبکہ وہاں نیکو کار موجود ہوں۔ قرآن پاک سورہ ہود، آیت نمبر 117 میں ارشاد باری ہے:

ترجمہ: ”تیرا رب ایسا نہیں ہے کہ بستیوں کو تباہ کر دے حالانکہ اس کے باشندے نیک عمل کرنے والے ہوں۔“

نبیوں کی تبلیغ کے نتائج ہمیشہ ایک جیسے رہے، مومنوں نے نجات پائی اور ان کو بچا لیا گیا۔ سرکشوں کے لیے ہلاکت مقدر ہو گئی۔ پھر ایک خاص بات یہ ہے کہ ہمیشہ ہی ایسا ہوا کہ ہلاکت اور بربادی کا سبب انفرادی شر و فساد نہیں ہوتا بلکہ اجتماعی اور قومی شر و فساد ہوتا ہے۔ اگر مجموعی طور پر قوم کا دینی اخلاق اتنا بلند ہو کہ افراد کی برائیاں اس دینی اخلاقی معیار کے اثر سے دبی رہیں تو افراد خواہ الگ الگ کتنے ہی خراب کیوں نہ ہوں قوم بحیثیت مجموعی سنبھلی رہتی ہے اور ایسا فتنہ عام برپا نہیں ہوتا جو پوری قوم ہی کو تباہ و برباد کر دے مگر جب اعتقاد اور عمل کی خرابیاں افراد سے نکل کر پوری قوم میں پھیل جاتی ہیں اور قوم کا دینی اور اخلاقی معیار اتنا گر جاتا ہے کہ اس میں خیر و اصلاح کے بجائے شر و فساد کو بچھلنے اور پھولنے کا موقع ملنے لگے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی نظر عنایت ان سے پھر جاتی ہے اور وہ عزت کے مقام سے ذلت کے مقام کی طرف گرنے لگتی ہے۔ یہاں تک کہ ایک ایسا وقت آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب اور غضب اس پر بھڑک اٹھتا ہے اور پھر اس قوم کو بالکل تباہ و برباد کر دیا جاتا ہے۔

قرآن پاک میں اس کی بے شمار مثالیں بیان کی گئی ہیں۔

1- قوم نوح:- قوم نوح کو اس وقت برباد کر دیا گیا جب اعتقاد اور عمل کی خرابیاں ان میں جڑ پکڑ گئیں اور پھر زمین میں پھیلنے لگیں اور یہ امید ہی باقی نہ رہی کہ اس شجر سے کبھی کوئی اچھا پھل پیدا ہوگا۔ آخر کار مجبور ہو کر حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔

ترجمہ: ”اے میرے پروردگار زمین پر ان کافروں میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑ اگر تو نے ان کو چھوڑ دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے بلکہ ان کی نسل سے جو پیدا ہوگا بدکار اور کافر ہی پیدا ہوگا۔“ (سورہ نوح آیت نمبر 26-27)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو ایک کشتی بنانے کا حکم دیا، کشتی بن کر تیار ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو

کشتی میں بیٹھنے کے لیے کہا اس کے بعد آسمان نے پانی برسایا اور زمین نے پانی اگلا اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ کشتی اس پانی میں تیرنے لگی، حضرت نوح علیہ السلام کی یہ کشتی عراق میں جودی پہاڑ پر جا کر رکی اور باقی تمام قوم ڈوب کر ہلاک ہو گئی۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو پانی کا عذاب ہوا۔

2- قوم عاد:- عاد ایک بڑی ہی زبردست طاقتور قوم کا نام ہے یہ حضرت نوح علیہ السلام کے پوتے ارم کی اولاد تھے۔ اس قوم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کو جو عاد کے جدی بھائی تھے بھیجا۔ قوم عاد کو اس وقت تباہ کیا گیا۔ جب شر و فساد نے ان کے دلوں میں یہاں تک گھر کر لیا تھا کہ شریر اور مفسد اور ظالم ان کے لیڈر اور حاکم بن گئے اور اہل خیر و اصلاح کے لیے نظام اجتماعی میں کوئی گنجائش باقی نہ رہی۔ یہ اپنی بدنی قوت اور ڈیل ڈول پر اترا تے تھے اور انہوں نے حضرت ہود علیہ السلام کی کوئی بات نہ مانی۔ سورہ ہود آیت نمبر 59 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ترجمہ: ”اور یہ عاد ہیں جنہوں نے اپنے رب کے حکم سے انکار کیا۔ رسولوں کی نافرمانی کی اور ظالم و جابر کا حکم مان کر اس کی راہ پر چلے“

عاد بڑے فساد کی لوگ تھے۔ یہ بڑے قد آور اور طاقتور تھے، کمزوروں پر طرح طرح کے ظلم کر کے ان سے بیگار لیتے تھے۔ حضرت ہود علیہ السلام نے ان کو بہت سمجھایا کہ اپنی طاقت پر جو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہے اتنا نہ اتراؤ۔ اللہ تم سے زیادہ طاقتور ہے جس نے تمہیں پیدا کیا۔ کیا تم اللہ کے غضب سے نہیں ڈرتے؟ قوم عاد کے لوگوں نے جواب دیا ”اے ہود تو تو بالکل عقل سے خالی معلوم ہوتا ہے کہ مجھے جمائے نظام تو ختم کر کے ایک انوکھا اور نیا نظام ایک واحد اللہ کا نظام لانا چاہتا ہے“ اس پر حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا ”تم لوگ سرکشی اور نافرمانی سے نہیں باز آؤ گے تو اللہ اپنا عذاب لے آئے گا“۔ انہوں نے جواب دیا۔ ”اے ہود ہم عذاب بھگتنے کے لیے تیار ہیں“۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ایک تیز قسم کی آندھی ان پر عذاب کی صورت میں بھیجی اور سوائے حضرت ہود علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے تمام لوگ ختم ہو گئے۔ یہ لوگ آندھی میں ایک دوسرے سے ٹکڑا ٹکڑا کر مر گئے۔ قوم عاد پر آندھی کا عذاب آیا۔

3- قوم ثمود:- یہ ایک قوم کا نام ہے جو حجاز اور یمن کے درمیان اس علاقے میں رہتی تھی جس کو حجر کہتے ہیں۔ قوم عاد کے تباہ ہونے کے بعد اس قوم کو عروج ملا یہ بھی قوم عاد کی طرح تندرست اور توانا لوگ تھے اور ان میں بھی وہی خرابیاں پائی جاتی تھیں۔ جو ایک متکبر قوم کو تباہ کرنے کے لیے کافی ہوتی ہیں۔ اس قوم کی اصلاح کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے ان کو سمجھایا کہ فخر، تکبر اور بت پرستی کو چھوڑ دو اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہ اختیار کرو اس میں تمہاری بھلائی ہے۔ لیکن یہ لوگ نہ مانے اور پھر خواہش کی کہ ”اے صالح ہم تیرے رب پر ایمان لے آئیں گے بشرطیکہ تو وہ سامنے کی پہاڑی سے ایک اونٹنی کو ہمارے سامنے نکال اور وہ چلتی ہوئی ہمارے پاس آجائے“۔ حضرت صالح علیہ السلام نے دعا کی۔ اور سامنے کی پہاڑی سے ایک اونٹنی چلتی ہوئی آئی اور حضرت صالح علیہ السلام کے پاس آکھڑی ہوئی۔ حضرت صالح علیہ السلام نے کہا کہ ایک دن یہ پانی پیا کرے گی اور ایک دن تمہارے جانور اور دیکھو اس کو کوئی تکلیف نہ دینا ورنہ عذاب الہی آجائے گا۔ لیکن ایک بد بخت نے اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ دیں اور کہا ”اے صالح اب اپنا عذاب لے آجو تو ہم کو ڈرانے کے لیے کہتا رہتا ہے“۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ایک زبردست قسم کی چیخ اور زلزلہ کو ان پر مسلط کیا اور تمام کے تمام وہیں ڈھیر ہو کر رہ گئے۔ حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے رفقاء بچ گئے۔ اس قوم کو چیخ اور زلزلہ نے پکڑا۔

4- قوم لوط:- قوم لوط کو اس وقت تباہ کیا گیا جب ان کا اخلاقی شعور اس قدر گند ہو گیا اور ان میں بے حیائی یہاں تک بڑھ گئی کہ اعلانیہ مجلسوں اور بازاروں میں فحاشی کا ارتکاب کیا جانے لگا۔ سدوم والے ایک ایسا گندہ، خلاف فطرت اور بے حیائی کا کام کرتے تھے جن کے وہ خود ہی موجد تھے۔ ان کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے، بھیجا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آذر بت پرست اور بت تراش کو چھوڑ کر عراق سے شام کی طرف ہجرت کی تو حضرت لوط علیہ السلام بھی شام چلے آئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فلسطین میں چلے گئے اور حضرت لوط علیہ السلام اردن چلے گئے۔ وہاں پر اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغام دے کر سدوم جو وہاں کا ایک شہر ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کو اس قوم کی گندی عادت سنوارنے کے لیے بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کو خصوصی طور پر اس نئی بیماری سے روکنے کے لیے قوم کی طرف بھیجا تھا۔ یعنی سدوم والوں نے ایک نئی فحاشی اور غیر فطری تعلق کو اپنایا۔

انہوں نے عورتوں سے تعلق رکھنے کی بجائے مردوں اور لڑکوں نے ایک دوسرے سے تعلق رکھنا شروع کر دیا اور یہ بے حیائی حد سے بڑھ گئی۔ حضرت لوط علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو اس فحاشی کی تباہ کاری سے آگاہ کیا تو ان کی قوم نے طے کیا کہ حضرت لوط علیہ السلام ہی کو یہاں سے نکال دیتے ہیں یہ بڑا پاک بنا پھر تا ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے رفقاء کو اللہ تعالیٰ نے بستی سے نکل جانے کو کہا اور بتا دیا کہ تمہاری بیوی تمہاری وفادار نہیں ہے۔ اس لیے اس پر بھی عذاب الہی آئے گا۔ جب حضرت لوط علیہ السلام صبح ہونے سے پہلے اپنے ساتھیوں کے ساتھ باہر نکل آئے تو فرشتے اس بستی کو اٹھا کر آسمان پر لے گئے اور وہاں جا کر بستی کو الٹ دیا۔ اور پھر ان پر پتھروں کی بارش ہوئی

اور ساری قوم سنگسار ہو گئی۔ ہر پتھر پر اس شخص کا نام لکھا تھا جس پر اس پتھر کو گرنا تھا۔ اللہ کے عذاب سے کون بچ سکتا ہے؟ اس قوم کو آسمان سے الٹ کر سنگسار کیا گیا۔

5۔ اہل مدین :- مفسرین کا خیال ہے کہ یہ ایک جگہ کا نام ہے لیکن اکثر کا خیال ہے کہ یہ ایک معزز شخص کا نام ہے۔ مدین والوں پر اس وقت عذاب آیا جب پوری قوم خائن، بد معاملہ اور بے ایمان ہو گئی۔ کم تولنا اور زیادہ لینا ان کے نزدیک عیب ہی نہ رہا۔ قوم کا اخلاقی معیار اس قدر گھٹ گیا کہ جب کوئی ملامت کرتا تو ان کو سمجھ ہی نہ آتا کہ کس بات پر ملامت کی جا رہی ہے وہ بدکاریوں کو برا نہ سمجھتے تھے بلکہ جوان کو ان حرکات پر برا کہتا۔ اس کو نبی غلط اور لائق ملامت خیال کرتے وہ فساد دی اور ظالم تھے۔ ان کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو بھیجا تھا۔ سورۃ ہود میں آیت نمبر 85، 91 میں فرمان الہی ہے۔

ترجمہ: ”(شعیب نے کہا) اور اے میری قوم کے لوگو انصاف کے ساتھ نا پورا پورا تو لو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ۔“ انہوں نے جواب دیا۔ ”اے شعیب تو جو باتیں کرتا ہے ان میں سے اکثر ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اور ہم تجھے اپنی قوم میں کمزور پاتے ہیں۔ اگر تیرا قبیلہ نہ ہوتا تو ہم تجھے سنگسار کر دیتے۔“ حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کو لے کر دوسری بستی میں چلے گئے اور ان کے بعد ان کو ایک زلزلے نے آکھڑا اور یہ صبح کو اپنے گھروں کے اندر اوندھے پڑے رہ گئے، اور وہ جنہوں نے شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا گویا وہ کبھی وہاں بستے ہی نہ تھے۔ ایک زبردست زلزلے سے ہلاک کر دیئے گئے۔

6۔ قوم فرعون :- حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب اسرائیل تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے ایک بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام تھے۔ یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے چھوٹے بیٹے تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ ان کے بڑے بھائیوں کو اپنے والد کا اس چھوٹے بھائی سے اتنی محبت کرنا پسند نہ تھا اس لیے یہ بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک کنویں میں ڈال آئے اور وہاں سے کسی نے نکال کر مصر میں فروخت کر دیا۔ ایک شخص عزیز مصر نے ان کو خرید لیا۔ لیکن جب بڑے ہوئے تو اس کی بیوی حضرت یوسف علیہ السلام پر عاشق ہو گئی وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ برا کام کرنا چاہتی تھی۔ لیکن جب حضرت یوسف علیہ السلام نے مانے تو حضرت یوسف علیہ السلام کو قید کر دیا۔ کافی سالوں کے بعد مصر کے بادشاہ (فرعون) نے ایک خواب دیکھا اور تعبیر کسی کو معلوم نہ ہوئی۔ تو کسی نے حضرت یوسف علیہ السلام کا بتایا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ٹھیک تعبیر بتائی تو بادشاہ نے ان کو اپنا وزیر بنالیا اور بعد میں خود اس نے بادشاہی چھوڑ دی اور حضرت یوسف علیہ السلام کو بادشاہی دے دی۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام اور اپنے بھائیوں کو بھی یہاں اپنے پاس بلا لیا۔ بارہ بھائی یہاں آکر آباد ہو گئے اور پھر آہستہ آہستہ یہ بارہ بڑے خاندان بن گئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے فوت ہونے کے بعد بادشاہی پھر فرعونوں نے لے لی اور فرعون بادشاہ بن گیا (فرعون کا مطلب بادشاہ) اب ان لوگوں نے بنی اسرائیل پر طرح طرح کے ظلم کرنے شروع کر دیئے۔ انہیں غلام بنایا، ان سے مزدوری کروائی، ان سے بیگار لیتے، پھر وہاں کے فرعون نے خواب دیکھا کہ بنی اسرائیل نے ان کے ساتھ بڑا ہی برا سلوک کیا ہے۔ تعبیر معلوم کی تو فرعون کو بتایا گیا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو فرعونوں کو ختم کر دے گا۔ اس پر فرعون نے اعلان کیا کہ بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والا ہر بچہ قتل کر دیا جائے۔

دس سال تک ایسا ہوتا رہا۔ دس سال کے بعد انہیں خیال آیا کہ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو غلام، مزدور اور گھریلو ملازم کہاں سے آئیں گے؟ اس لیے یہ اعلان کیا گیا کہ ایک سال بچے مارے جائیں اور ایک سال چھوڑے جائیں۔ اس طرح جو چھوڑنے کا سال تھا اس میں حضرت ہارون علیہ السلام پیدا ہوئے اور جو مارنے کا سال تھا اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ نے صندوق میں رکھ کر پانی میں بہا دیا اور یہ صندوق بادشاہ (فرعون) کے محل کے سامنے سے گزرا تو فرعون اور اس کی بیوی آسیہ نے یہ صندوق اٹھا لیا اور بچہ پالنے کا فیصلہ کیا۔ اب دودھ پلانے کے لیے جس عورت کا انتخاب کیا گیا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں ہی تھیں۔ اس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بادشاہ کے محل میں پرورش پائی اور دودھ اپنی ماں کا پیا۔ بڑے ہوئے تو معلوم ہوا کہ یہ میری ماں ہے اور بنی اسرائیل کے ظلم دیکھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو بنی اسرائیل کو لے کر سمندر عبور کرنے کا حکم دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر کے کنارے پہنچ کر اپنا عصا پانی پر مارا۔ پانی دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل اس راستے کے ذریعے پار چلے گئے۔ فرعون اور اس کا لشکر جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تعاقب کرتا ہوا پیچھے آ رہا تھا۔ انہوں نے راستہ دیکھا تو فرعون اور پورے لشکر نے اپنے گھوڑے اس راستے میں اتار دیئے اور جب پورا لشکر پانی میں اتر آیا تو اللہ کے حکم سے پانی آپس میں مل گیا اور فرعون اور اس کا لشکر پانی میں ڈوب گیا۔ فرعون نے مرتے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آواز دے کر کہا کہ میں ایمان لاتا ہوں تیرے رب پر، لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب توبہ کا وقت نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کی لاش کو تاقیامت محفوظ کر دیا اور آج بھی یہ لاش مصر میں نمونہ

عبرت موجود ہے۔

بنی اسرائیل کے بارے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دُعا کی تھی کہ "اُن کو دُنیا میں اور آخرت میں برتر اور معزز قوم بنایا جائے"۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ "عزت اور برتری نسل اور قومیت پر نہیں بلکہ اللہ کی فرمانبرداری پر ہے"۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک سورہ آل عمران، آیت نمبر 11 میں ارشاد فرماتے ہیں

ترجمہ: "اُن میں کچھ نیک بھی تھے، لیکن اکثر نافرمان اور فاسق تھے۔"

بنی اسرائیل ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے ہی رہے اور ان کی حالت بد سے بدتر ہوتی چلی گئی۔ تورات اُن کے پاس تھی اُنہوں نے اس کو روپیہ کمانے کا ذریعہ بنالیا کسی نے ٹوکا تو کہہ دیا کہ "ہم نبیوں کی اولاد ہیں"۔ کبھی کہتے کہ "آگ تو ہمیں چھوئے گی بھی نہیں۔ اگر چھوئے گی بھی تو چند دن" اور اس طرح گناہ پر دلیر ہوتے گئے۔ نذرانے اور تحائف نے ان کے علماء کو لالچی اور حریص بنادیا۔ علماء امرا کی مرضی کی باتیں کرنے لگے، دُنیا کے منافع کے لیے کتاب تورات کے احکامات کو کچھ سے کچھ بنادیتے۔ جب کتاب ان کو دی گئی تھی تو کوہ طور اُن کے سروں پر اُٹھا کر اقرار لیا گیا تھا کہ جو کچھ اس میں ہے بالکل اسی طرح اس کے احکامات کی پیروی کی جائے اور اُنہوں نے یہ عہد کیا تھا۔ یہاں پر جبراً منوانے کے لیے کوہ طور نہیں اُٹھایا گیا تھا بلکہ یہاں مقصد یہ تھا کہ جس بات کے ساتھ کوئی انوکھی بات لگا دی جائے تو وہ بھولی نہیں جاسکتی۔

یہودیوں سے اطاعت الہی اور تورات کے احکامات کی پابندی کا عہد لیا گیا تھا۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی رسالت کے بعد قرآن پاک کے ذریعے انہیں دوبارہ اس عہد کی یاد دلائی گئی۔ اب ان کو پھر موقع دیا گیا کہ وہ عہد جو اُنہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا وہ اگرچہ انہوں نے توڑ دیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ عہد قائم ہے (عہد الست)۔ اور اب بھی اگر وہ اپنے عہد کو پورا کرنے پر آمادہ ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ (وعدہ جزا) بدستور پورا کر دے گا۔ وہ عہد ان سے اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ وہ پوری طرح اسلام میں داخل ہو جائیں اسکے بعد اللہ تعالیٰ ان کو وہی مرتبہ عطا کر دے گا۔ جس کی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے لیے درخواست کی تھی اور وہ اس شرط پر قبول ہوئی تھی کہ وہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی اتباع کریں گے۔ اس عہد کی پابندی کریں گے تو انہیں اسلام کے حلقہ گوش ہونا لازم آتا ہے اس طرح یہ عہد کچھ اس طرح ہوئے۔

۱۔ عالم ارواح کا عہد (عہد توحید)

2۔ تمام انبیاء کی تابعداری کا عہد

3۔ اسلام میں داخل ہونا (یعنی نبی آخر الزماں، تمام سابقہ اقوام اور تمام انبیاء کرام علیہ السلام کی تابعداری کا عہد)

ہمیں بنی اسرائیل کے حالات سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ ہمیں ان خاص خاص باتوں کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ جن کی وجہ سے بنی اسرائیل اس دنیا میں انسانوں کے رہنما بننے سے محروم ہوئے اور اس وقت سوائے تحریب فسادات انسانیت اور اشاعتِ فتنہ و فساد کے اور کوئی کام اس دُنیا میں ان کا نہیں ہے۔ ان میں کیا کیا خرابیاں اور نقائص تھے۔

۱۔ اس دُنیا کی زندگی کو سب کچھ سمجھ بیٹھے تھے۔ ۲۔ اُن کو مال و دولت جمع کر کے رکھنے کی لت پڑ گئی تھی۔ ۳۔ نافرمانی اور سرکشی میں مست رہتے تھے۔ ۴۔ متکبر اور اپنے آباؤ اجداد پر فخر کرتے تھے۔ اپنے آپ کو نبیوں کی اولاد کہلانے میں فخر کرتے تھے۔ اور باپ دادوں کے اعمالوں پر بھروسہ کرتے تھے۔ ۵۔ مندرجہ بالا تمام کام انسان کو دُنیا میں اُلجھائے رکھنے اور بدن کو دُنیا کے کام اور لالچ، خُرف و تکبر، فتنہ و فساد میں مبتلا رکھنے کے لیے ہوتے ہیں۔ بدن جب ان چیزوں میں غرق رہے گا تو روح کی آنکھ کیسے کھلے گی؟

کیسے اپنے عہد یاد آئیں گے؟ کیسے احکامات کی طرف توجہ جائے گی؟ کیسے اللہ تعالیٰ کے احسانات نظر آئیں گے؟ کیسے انسان اللہ کا فرمانبردار بنے گا؟ اور جب یہ سب کچھ نہ ہوگا تو نافرمان، فاسق اور فاجر بن کر دین و دنیا کے خسارے میں پڑ جائیں گے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اُمتِ مسلمہ میں وہ اوصاف پیدا نہ ہونے دے جو بنی اسرائیل میں تھے اور ان کے دین و دنیا میں خسارے کا سبب بنے۔ اللہ تعالیٰ اُمتِ مسلمہ کو دین و دُنیا میں سُرخ رُوئی نصیب فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

رحمت کے فرشتے

رحمت کے فرشتوں کا نزول کوئی معمولی بات نہیں۔ اور نہ ہی رحمت کے فرشتے ہر ایک کے پاس آتے ہیں۔ بلکہ چند خوش نصیب افراد ایسے ہوتے ہیں جن کے نیک اعمال کو شرف و عزت سے نوازتے ہوئے رب تعالیٰ ان پر رحمت کے فرشتوں کو نازل فرمادیتے ہیں۔ اور یہ بہت ہی بڑی سعادت کی بات ہے۔ یاد رہے کہ دنیا میں دو طرح کے لوگ ہیں۔

- 1 ایسے بدنصیب جن کی بد اعمالیوں کی وجہ سے آسمان سے لعنتیں نازل ہوتی ہیں اور ہر قسم کی ذلت و رسوائی اور پھٹکاران کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔
 - 2 ایسے خوش نصیب جن کے اچھے اعمال کی وجہ سے ان کی عزت افزائی کے لئے آسمان سے رحمت کے فرشتوں کی جماعت حاضر کر دی جاتی ہے۔
- بخاری اور مسلم سمیت احادیث مبارکہ کی تمام کتابوں میں ایسی روایات موجود ہیں جن میں واضح طور پر صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ پر فرشتوں کا نزول ہوا۔ بلکہ کئی نیک بندوں کے ساتھ رحمت کے فرشتے ہم کلام بھی ہوئے۔ مسند احمد کی صحیح حدیث میں رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ایک صحابیؓ کے گھر افطاری کی اور بعد میں مندرجہ ذیل دعا کی۔

ترجمہ: ”روزہ دار تمہارے ہاں افطاری کریں اور نیک لوگ تمہارا کھانا کھائیں۔ اور رحمت کے فرشتے تم پر اتریں۔“ (مسند احمد، جلد 7، حدیث نمبر 7433)

رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کی اس دعا سے جہاں فرشتوں کے نزول کی اہمیت اور فضیلت واضح ہوتی ہے۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نیک بندوں پر رحمت کے فرشتوں کا نزول برحق ہے۔

رحمت کے فرشتے کن لوگوں پر نازل ہوتے ہیں؟

- 1 اللہ تعالیٰ کو رب مان کر ثابت قدم رہنے والوں پر فرشتے اترتے ہیں:- سورۃ حم سجدہ آیت نمبر 30
- 2 ایمانی کیفیت جب عروج پر ہوتی ہے تو رحمت کے فرشتے اترتے ہیں:- (صحیح مسلم)
- 3 مومن اور اصحاب توکل لوگوں کی مدد کے لئے مشکلات میں فرشتے اترتے ہیں:- (صحیح بخاری)
- 4 نیک لوگوں کی نماز جنازہ کے لئے رحمت کے فرشتے اترتے ہیں:- (سنن ابی داؤد، جلد 3، حدیث نمبر 3177)
- 5 مسجد میں قرآن پاک کی تلاوت اور اس کے پڑھنے پڑھانے پر فرشتے اترتے ہیں:- (سنن ابی داؤد، جلد دوم، حدیث نمبر 1455)
- 6 رات کو تلاوت قرآن پاک کرنے والے پر رحمت کے فرشتے اترتے ہیں:- (صحیح بخاری، حدیث نمبر 5018)
- 7 اللہ تعالیٰ کی تعریف اور حمد و ثنا کرنے والے پر فرشتے اترتے ہیں:- (سنن نسائی)
- 8 اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اپنے مسلمان بھائی کی ملاقات کو نکلنے پر فرشتے اترتے ہیں:- (صحیح مسلم)
- 9 رات کو با وضو سونے پر رحمت کا فرشتہ نگران مقرر ہوتا ہے:- (الترغیب والترہیب، صحیح الجامع صغیر)
- 10 رات کو سوتے وقت آیت الکرسی پڑھنے والے پر رحمت کا فرشتہ نگران ہوتا ہے:- (صحیح بخاری، حدیث نمبر 2311)
- 11 تہجد پڑھنے والے خوش نصیب پر رحمت کے فرشتے اترتے ہیں:- (صحیح مسلم)
- 12 لیلۃ القدر میں فرشتوں کی جماعت کا نزول ہوتا ہے: سورہ قدر، آیت نمبر 5-1
- 13 جنگ یا کسی کھلے میدان میں اکیلا آدمی اذان و اقامت کہہ کر نماز پڑھے تو رحمت کے فرشتے اترتے ہیں:- (سنن کبریٰ، الترغیب والترہیب)
- 14 نماز اشراق پڑھنے والے پر رحمت کے فرشتے اترتے ہیں:- (صحیح مسلم)
- 15 نماز ظہر یا جماعت ادا کرنے والے پر رحمت کے فرشتے اترتے ہیں:- (صحیح مسلم)
- 16 نماز فجر و عصر یا جماعت ادا کرنے والے پر رحمت کے فرشتے اترتے ہیں:- (صحیح بخاری شریف، حدیث نمبر 555)

- 17۔ ا ول وقت میں امام کے منبر پر بیٹھنے سے پہلے خطبہ جمعہ میں آنے والے خوش نصیب کا نام فرشتے اپنے صحیفوں میں لکھتے ہیں:- (صحیح بخاری، حدیث نمبر 929)
- 18۔ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ پر درود پڑھنے والے خوش نصیب پر رحمت کے فرشتے اترتے ہیں:- (مسند احمد، جلد 5، حدیث نمبر 5717) (مشکوٰۃ المصابیح، جلد 1، حدیث نمبر 924)
- 19۔ طالب علم کی قدردانی کے لئے آسمان سے رحمت کے فرشتے اترتے ہیں:- (مسند احمد، جلد 1، حدیث نمبر 247)
- 20۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے کے لئے رحمت کے فرشتے اترتے ہیں:- (صحیح بخاری، حدیث نمبر 1422)
- 21۔ باوجود رشتہ داروں کی زیادتی کے ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے پر رحمت کے فرشتے اترتے ہیں:- (مشکوٰۃ المصابیح، جلد 3، حدیث نمبر 4924)
- 22۔ اللہ کے ذکر میں مصروف صاحب تقویٰ کی نگرانی کے لئے رحمت کا فرشتہ اترتا ہے:- (الترغیب والترہیب)
- 23۔ اپنے مسلمان بھائی کے لئے دعا کرنے والے کے لئے رحمت کا فرشتہ اترتا ہے:- (مشکوٰۃ المصابیح، جلد 2، حدیث نمبر 2228)
- 24۔ مریض کی عیادت کو جانے والے پر رحمت کے فرشتے اترتے ہیں:- (مسند احمد)
- 25۔ مسجدوں کی آبادی اور خیر خواہی میں دلچسپی رکھنے والوں کے ساتھ خصوصی فرشتوں کا پروٹوکول ہوتا ہے:- (مسند احمد، سلسلہ احادیث صحیحہ)
- رحمت کے فرشتوں سے محروم رہنے والے بد نصیب:-**

- 1- کافر کی لاش کے پاس رحمت کے فرشتے نہیں جاتے۔
- 2- موسیقی، ساز باجے اور آلات موسیقی والوں کے پاس رحمت کے فرشتے نہیں جاتے۔
- 3- نشہ کرنے والوں کے پاس رحمت کے فرشتے نہیں جاتے۔
- 4- حالت جنابت میں رحمت کے فرشتے پاس نہیں آتے۔
- 5- جس گھر میں تصویر یا کتا ہو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔
- 6- جس گھر میں پیشاب رکھا جائے وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔
- 7- جھوٹ بولنے والے کے پاس رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔
- 9- بد بودار اشیاء کے استعمال کرنے سے رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ مثلاً کچا پیاز، لہسن، سگریٹ، حقہ، تمباکو نوشی وغیرہ۔
- ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہم سے وہ نیک کام کروائے کہ رحمت کے فرشتے دنیا میں ہمارے ساتھ رہیں۔ مرتے وقت جنازہ میں شرکت کریں اور قبر سے اٹھتے وقت خوشخبری کے ساتھ میدان حشر میں لے کر جائیں۔ آمین ثمة آمین

حقوق اللہ اور حقوق العباد

حقوق کی چار قسمیں ہیں۔ یعنی شریعت کی رو سے ہر انسان پر چار قسم کے حقوق عائد ہوتے ہیں۔

1۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق 2۔ اس کی اپنی جان یا اس کے نفس کے حقوق 3۔ بندوں کے حقوق 4۔ مخلوقات کے حقوق۔

ان چاروں قسم کے حقوق کو سمجھنا اور ٹھیک ٹھیک ادا کرنا۔ ہر مسلمان پر فرض ہے۔

1۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق (i): اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ انسان صرف اور صرف اسی کو اپنا معبود جانے۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اور یہ حق لا الہ الا اللہ پر ایمان لانے سے ادا ہو جاتا ہے۔

ii) اللہ تعالیٰ کا دوسرا حق یہ ہے کہ جو ہدایت اس کی طرف سے آئے اسے سچے دل سے قبول کرے اور یہ حق محمد خاتم النبیین ﷺ پر ایمان لانے سے ادا ہو جاتا ہے۔

iii) اللہ تعالیٰ کا تیسرا حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فرامبرداری کی جائے اور یہ حق اس کے قانون کی پیروی کرنے سے ادا ہو جاتا ہے۔ جو قانون اللہ تعالیٰ کی کتاب اور حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کی سنت میں بیان ہوا ہے۔

iv) اللہ تعالیٰ کا چوتھا حق یہ ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔ اس حق کو ادا کرنے کے لیے کچھ فرائض انسان پر عائد کئے گئے ہیں۔ مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ۔

2۔ اپنے جسم اور اپنے نفس کے حقوق: ہمارے جسم کا بھی ہم پر حق ہے۔ اگر ہم غور کریں تو معلوم ہوگا کہ انسان سب سے بڑھ کر خود اپنے اوپر ظلم کرتا ہے۔ انسان میں ایک بڑی کمزوری ہے اور وہ یہ کہ اس پر جب کوئی خواہش غالب آجاتی ہے تو اس کا غلام بن جاتا ہے اور اس کے لیے جان بوجھ کر یا انجانے میں بہت سا نقصان کر لیتا ہے مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ:

i) ایک شخص کو لذیذ کھانوں کی چاٹ پڑگئی وہ اچھے اور لذیذ کھانوں کی لت میں پڑ کر اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال لیتا ہے۔

ii) ایک شخص کو نشے کی چاٹ لگ گئی ہے۔ تو اس نشے کی خاطر دیوانہ ہو جاتا ہے۔ صحت کا نقصان، عزت کا نقصان، روپے پیسے کا نقصان۔ غرض ہر چیز کا نقصان برداشت کر لیتا ہے۔ ایک شخص شہوانی خواہشات کا بندہ بن گیا ہے۔ اور ایسی حرکتیں کرنے لگا کہ جس کا لازمی نتیجہ ہلاکت ہی ہوگا۔

iii) ایک شخص جس کو روحانی ترقی کی دھن سمائی وہ اپنی جان کے پیچھے پڑ گیا۔ کھانے سے بچتا ہے، کپڑوں سے بچتا ہے، شادی سے بچتا ہے۔ آرام سے بچتا ہے حتیٰ کہ سانس لینے سے بھی انکاری ہے۔ رشتہ دار عزیز و اقارب اس کو وقت ضائع کرنے والے لگتے ہیں۔ جنگلوں میں نکل جاتا ہے اور یہ گمان کرتا ہے کہ یہ دنیا اس کے لیے نہیں بنائی گئی ہے۔ اسلامی شریعت چونکہ ایک انسان کی فلاح و بہبود چاہتی ہے اس لیے شریعت اسے ایسے تمام کاموں سے روکتی ہے جو اس کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

مثلاً شراب، نشہ آور اشیاء، درندوں کا گوشت زہریلے جانور، ناپاک گوشت وغیرہ شریعت مردار جانور کو حرام قرار دیتی ہے کیونکہ انسان کی صحت اس کے اخلاق اور اس کی روحانیت پر ان چیزوں کا اثر ہوتا ہے۔ شریعت پاک اور مفید چیزوں کو انسان کے لیے حلال قرار دیتی ہے۔ شریعت کا کہنا ہے کہ انسان اپنے جسم کو پاک غذاؤں سے محروم نہ کرے۔ اپنے جسم کو لباس سے محروم نہ کرے۔ کیونکہ انسان کے جسم کا بھی اس پر حق ہے۔ شریعت اسے روزی کمانے کا حکم دیتی ہے۔ خواہشات نفسانی کو پورا کرنے کے لئے اسے شادی کا حکم دیتی ہے اور یہ بھی کہ آرام دہ زندگی کو اپنے اوپر حرام نہ کرو۔ شریعت یہ بھی بتاتی ہے کہ اگر روحانی ترقی اور اللہ تعالیٰ سے تعلق اور آخرت میں نجات چاہتے ہو تو اس کے لئے دنیا کو چھوڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ اس دنیا میں پوری دنیا داری کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اور اس کی نافرمانی سے بچنا، اس سے ڈرنا۔ اس کے قوانین کی پیروی کرنا۔ دنیا اور آخرت کی تمام کامیابیوں کا ذریعہ ہے۔

3۔ بندوں کے حقوق: ایک طرف تو شریعت نے انسان کو اپنے نفس اور جسم کے حقوق ادا کرنے کو کہا ہے اور دوسری طرف یہ کچھ پابندیاں بھی عائد کرتی ہے کہ ان حقوق کو ادا کرنے کے لیے کوئی ایسا طریقہ اختیار نہ کیا جائے۔ جس سے دوسروں کے حقوق متاثر ہوں۔ چنانچہ شریعت، چوری، جھوٹ، لوٹ مار، رشوت، خیانت، سود خوری، شراب خوری اور خودکشی کو حرام قرار دیتی ہے۔ کیونکہ ان ذرائع سے انسان کو جو فائدہ ہوتا ہے۔ وہ دوسروں کے نقصان سے حاصل ہوتا ہے۔ اس طرح غیبت، جھغل غوری، بہتان تراشی کو بھی حرام قرار دیا ہے کیونکہ یہ افعال دوسروں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ جوئے، نشے اور لائٹ کی کو بھی حرام قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس میں ایک شخص کا فائدہ اور ہزاروں کا نقصان ہوتا ہے۔ دھوکے اور فریب کے لین دین سے منع کیا گیا ہے اور ایسے تمام معمولات کو حرام قرار دیا گیا ہے جس میں کسی فریق کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ کیونکہ ایک شخص کے

فائدے اور تسکین کے لیے دوسروں کی جان لینے یا انہیں تکلیف پہنچانے کا حق کسی کو نہیں ہے۔ زنا اور عمل لوط کو حرام قرار دیا گیا ہے اور اس قسم کی تمام بدکاریاں حرام ہیں۔ شریعت کہتی ہے کہ لوگوں کے باہمی تعلق اس طرح قائم کئے جائیں کہ وہ سب ایک دوسرے کی بہتری کا باعث اور ایک دوسرے کے مددگار ہوں۔

4۔ تمام مخلوقات کا حق:- اللہ تعالیٰ نے اپنی بے شمار مخلوق پر انسان کو اختیار دیا ہے انسان اپنی عقل و قوت سے ان کو تابع کرتا ہے۔ ان سے کام لیتا ہے اور ان سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اشرف المخلوقات ہونے کی وجہ سے اس کو ایسا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے پورا حق دیا ہے۔ اور تمام مخلوقات کو انسان کے تابع کر دیا کہ وہ ان کو اپنے استعمال میں لا سکے مگر پھر ان چیزوں اور جانوروں کے حقوق بھی انسانوں پر ہیں اور وہ حقوق یہ ہیں کہ انسان ان کو بلا ضرورت تکلیف نہ دے ان کے ساتھ بے دردی سے پیش نہ آئے۔ اور ان کو فضول ضائع نہ کرے۔ صرف اپنے فائدے کے لیے ان کو کم از کم اتنا ہی نقصان پہنچائے جتنا شریعت میں ان کے متعلق احکامات میں بیان کر دیا گیا ہے۔ مثلاً جانوروں کو صرف ان کے نقصان سے بچنے کے لیے یا پھر غذا کے لیے (ہلاک) یا ذبح کرنے کی اجازت ہے۔ مگر بلا ضرورت کھیل یا تفریح کے لیے ان کی جان لینے سے روکا گیا ہے۔۔۔۔۔ اسلام جانوروں کو تکلیف دے کر بے رحمی کے ساتھ مارنے سے بھی روکتا ہے۔ جانوروں کو تکلیف دے کر مارنا ایک ناپسندیدہ عمل ہے۔ شریعت تو زہریلے جانوروں اور درندوں کو صرف اس لیے مارنے کی اجازت دیتی ہے کہ انسانی جان ان سے زیادہ قیمتی ہے۔ مگر ان جانوروں کو بھی عذاب دے کر بے رحمی سے مارنے سے منع کیا گیا ہے۔ جانور تو جانور اسلام اس کو بھی ناپسند کرتا ہے کہ درختوں اور پودوں کو بے فائدہ نقصان پہنچایا جائے۔ اس کے علاوہ اسلام تو بے جان چیزوں کو ضائع کرنے سے بھی منع کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پانی کو فضول ضائع کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اور ٹھنڈے پانی کو اس دنیا کی سب سے بڑی نعمت قرار دیا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ تمام مسلمان خواہ وہ کسی نسل یا کسی رنگ کے ہیں ایک وحدت ہیں۔ ایک جان ہیں۔ ایک روح ہیں۔ ایک رشتہ اسلام میں منسلک ہیں اور ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ اسلام میں انسان اور انسان کے درمیان بجز عقیدے اور عمل کے کسی چیز کی بنا پر فرق نہیں رکھا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ اگر دنیا کے کسی بھی کونے میں کسی مسلمان کو کوئی تکلیف ہو یا کسی مسلمان پر ظلم ہوتا ہے تو دنیا بھر کے مسلمان تڑپتے ہیں اور بے چین ہو جاتے ہیں۔

روزِ محشر تین طرح کی کچھریاں لگیں گی یعنی تین طرح کی پیشی ہوگی۔

(i) شرک کی کچھری:- اس میں وہ لوگ پکڑ میں آئیں گے جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک ٹھہرایا۔ اس کچھری میں معافی نہیں ہے۔

(ii) حقوق اللہ کی کچھری:- یہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کی پیشی ہوگی اور اس میں معافی ہی معافی ہے۔

(iii) حقوق العباد کی کچھری یا پیشی:- اس پیشی میں پکڑ ہی پکڑ ہے۔ یعنی حقوق اللہ میں معافی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معاف کرنے والا ہے۔ وہ غفار ہے اس لئے وہ اپنے حق میں کی گئی کوتاہی اور کسی کو معاف فرما دے گا۔ لیکن حقوق العباد کی کوتاہیاں معاف نہیں کی جائیں گی۔ حقوق العباد میں پہلا حق ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے خندہ پیشانی سے ملنا ہے۔ اور اُسے اپنے ہاتھ اور زبان سے محفوظ رکھنا ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن مومن کے میزان میں حسن اخلاق سے بڑھ کر کوئی چیز زیادہ وزنی نہ ہوگی۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بد اخلاق، فحش گو اور بد کلام انسان کو پسند نہیں کرتا۔" (مشکوۃ المصابیح، جلد 3، حدیث نمبر 5081)

ایک مرتبہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ کرامؓ نے فرمایا "یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ ہمارے نزدیک مفلس وہ ہے جس کے پاس دینار و درہم نہ ہوں۔" آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "میری امت کا مفلس وہ شخص ہوگا جس کے پاس عبادات کا ذخیرہ ہوگا۔ لیکن اُس نے کسی کا حق مارا ہو گا۔ کسی پر ظلم کیا ہوگا۔ کسی پر بہتان لگایا ہوگا۔ کسی کے ابروریزی کی ہوگی، کسی کو ستایا ہوگا۔ روزِ محشر یہ تمام لوگ اپنے ساتھ کی گئی زیادتوں کا بدلہ لینے کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور جمع ہو جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس شخص کے بارے میں سوال کریں گے کہ آج ہمیں ہمارے ساتھ کئے گئے ظلم کا بدلہ دلوا یا جائے۔"

اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آج ہر شخص دینار و درہم سے خالی ہے بدلہ کس طرح چکایا جائے۔ یہ تمام لوگ کہیں گے کہ باری تعالیٰ آج ہم نیکیوں کے طالب ہیں۔ اس کی نیکیاں ہمیں دلوا دو۔ پھر اس شخص کی نیکیاں ان لوگوں کو اس زیادتوں کے کفارے کے طور پر دلوائی جائیں گی۔ اگر نیکیاں ختم ہو گئیں اور اس کے ظلم و زیادتی کے شکار لوگ اب بھی باقی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اب کیا کیا جائے؟ یہ لوگ عرض کریں گے کہ باری تعالیٰ ہمارے گناہ اس کے سر پر ڈال دے۔ پھر ان لوگوں کے گناہ اُس کے اوپر لا دے جئے جائیں گے۔ اور پھر اس شخص کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔" (صحیح مسلم، جلد 6، حدیث نمبر 6579) (مسند احمد، جلد 12، حدیث نمبر 13167)

اس لیے عقلمند وہ ہے جو اس دنیا میں رہتے ہوئے حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کا بھی پورا پورا خیال رکھے۔ کیونکہ حقوق اللہ کا معاملہ روزِ محشر قابلِ سماعت اور قابلِ معافی ہے لیکن حقوق العباد کا معاملہ قابلِ سماعت تو ہوگا لیکن قابلِ معافی نہ ہوگا۔

پڑوسیوں کے حقوق

ہمسایہ کی تعریف: "گھر کے برابر رہنے والے کو ہمسایہ یا پڑوسی کہتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ قرآن پاک سورہ النساء، آیت نمبر 36 میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

ترجمہ: "اور اللہ کی بندگی کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسائے اور دُور کے ہمسائے اور کروٹ کے ساتھ سونے والے اور راہ گیر اور اپنے باندی و غلام سے۔"

حدیث پاک "حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا! "خُدا کی قسم وہ مومن نہیں، خُدا کی قسم وہ مومن نہیں، خُدا کی قسم وہ مومن نہیں، کسی نے عرض کیا "یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کون شخص؟" آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا! "جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں اور بدیوں سے محفوظ نہ ہو۔" (متفق علیہ)

"جنت میں وہ شخص داخل نہ ہوگا، جس کا پڑوسی اس کی مصیبتوں سے محفوظ نہ ہوگا۔" (صحیح مسلم، حدیث نمبر 172)

حضرت ابن عمرؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: "حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے پڑوسی کے بارے میں اس قدر تاکید کرتے رہے کہ مجھے ان تاکیدوں سے یہ گمان ہوا کہ یہ پڑوسی کو وارث بنا کر رہیں گے۔" (صحیح بخاری، حدیث نمبر 6014) (جامع ترمذی، حدیث نمبر 1942)

حضور اقدس خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے کہ: "جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اس کو چاہیے کہ مہمان کا احترام کرے اور اپنے پڑوسی کو نہ ستائے اور اگر اپنی زبان سے کوئی بات نکالے تو بھلائی کی بات نکالے ورنہ چپ رہے اور دوسری روایت میں ہے کہ صلہ رحمی کرے۔" (متفق علیہ)

ایک اور حدیث میں حضور اقدس خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد وارد ہوا "جانتے ہو پڑوسی کا کیا حق ہے؟

1۔ اگر وہ تجھ سے مدد چاہے تو اس کی مدد کر۔ 2۔ اگر قرض مانگے تو اس کو قرض دے۔ 3۔ اگر محتاج ہو تو اس کی اعانت کر۔

4۔ اگر بیمار ہو تو عیادت کر 5۔ اگر مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جا۔

6۔ اگر اس کو خوشی حاصل ہو تو مبارکباد دے۔ 7۔ اگر مصیبت پہنچے تو تعزیت کر۔

8۔ بغیر اس کی اجازت کے اس کے مکان سے اپنا مکان اتنا اونچا نہ کر جس سے اس کی ہوا رُک جائے۔

9۔ اگر تو کوئی پھل خریدے تو اس کو بھی دے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو اس پھل کو پوشیدہ گھر میں لاکہ وہ نہ دیکھے اور اس کو تیری اولاد لے کر باہر نہ نکلے، تاکہ پڑوسی کے بچے اُن کو دیکھ کر رنجیدہ نہ ہوں۔

10۔ اپنے گھر کے دھویں سے اس کو تکلیف نہ پہنچا، مگر اس صورت میں کہ جو پکاوے اس میں اس کا بھی حصہ رکھ لے۔" (الاحیاء فی علوم الدین 2/213)

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضور اقدس خاتم النبیین ﷺ سے دریافت کیا کہ "میرے دو پڑوسی ہیں کس سے ابتداء کروں؟" آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جس کا دروازہ تیرے دروازے کے قریب ہو۔" (مسند احمد، صحیح بخاری، سنن ابی داؤد)

پڑوسی تین طرح کے ہوتے ہیں۔

(1) ایک وہ پڑوسی جس کے تین حق ہوں: 1۔ پڑوس کا حق 2۔ رشتہ داری کا حق 3۔ اسلام کا حق

(2) دوسری قسم کے پڑوسی کے دو حق ہیں: 1۔ پڑوس کا حق 2۔ اسلام کا حق

(3) تیسری قسم کے پڑوسی کا صرف ایک ہی حق ہے یعنی پڑوس کا حق، یہ پڑوسی غیر مسلم پڑوسی ہوگا۔

گو یا پڑوس کے تین درجے ترتیب وار ہو گئے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں "مکارم اخلاق دس چیزیں ہیں بسا اوقات یہ چیزیں بیٹھیں ہوتی ہیں باپ میں نہیں ہوتیں، حق تعالیٰ کی عطا جس کو چاہے عطا کر دے،

(1) سچ بولنا (2) لوگوں کے ساتھ سچائی کا معاملہ کرنا (دھوکہ نہ دینا) (3) سائل کو عطا کرنا (4) احسان کا بدلہ دینا (5) صلہ رحمی کرنا (6) امانت کی حفاظت کرنا

(7) پڑوسی کا حق ادا کرنا (8) ساتھی کا حق ادا کرنا (9) مہمان کا حق ادا کرنا (10) ان سب کی جڑ اور اصل اُصول "حیا" ہے۔

حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہیں"۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر 172)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی "یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ مجھے یہ کیسے معلوم ہوگا کہ میں نے اچھا کیا یا بُرا کیا؟" حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "جب تم اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے سُنو کہ تم نے اچھا کیا ہے تو بے شک تم نے اچھا کیا ہے اور جب یہ کہتے سُنو کہ تم نے بُرا کیا ہے تو بے شک تم نے بُرا کیا ہے"۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 4223)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو یہ فرماتے سُنا کہ "وہ مومن نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھانا کھائے اور اُس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا رہے" (یعنی کامل مومن نہیں)۔ (السلسلۃ الصحیحۃ، حدیث نمبر 387)

قیامت کے دن فقیر ہمسایہ امیر ہمسائے کو پکڑ کر اللہ تعالیٰ سے کہے گا کہ "اے اللہ اس سے پوچھ اس نے اپنے صدقات مجھ سے کیوں روکے تھے اور اپنا دروازہ مجھ پر کیوں بند کیا تھا"۔ اگرچہ ہمسایہ لاکھ جھگڑا کرے مگر ہمیں پتھر کا جواب ایٹ سے دینے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ گھر چھوڑ دو مگر پڑوسی سے نہ لڑو، پڑوسی اگر ایذا پہنچا کر اللہ کی نافرمانی کرتا ہے، تو تم اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین، ثم آمین یا رب العالمین)

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی

حقوق اللہ میں پہلے فرائض آتے ہیں جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ ان عبادات کو اپنے وقت پر ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔

حقوق اللہ کی ادائیگی کا مطلب یہ ہے کہ بالغ ہونے کے بعد سے جن فرائض کو ترک کرتے رہے ہیں اور جن واجبات کو چھوڑا ہوا ان کی ادائیگی کی جائے۔

فرض عبادت قرض کیا؟ یہ قرض کیسے ہے اس کے لئے حدیث مبارکہ ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ میرا باپ بوڑھا ہے سواری پر سوار نہیں ہو سکتا تو کیا میں اس کی طرف سے حج ادا کروں؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ ”اگر تیرے باپ پر کوئی قرض ہوتا تو کیا تو اس قرض کو ادا کرتا؟“ اس شخص نے جواب دیا ”یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ“ ”ضرور ادا کرتا“ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ ”پھر اللہ تعالیٰ کا قرض تو اس بات کا زیادہ تقاضہ کرتا ہے کہ تو اسے اتارے“۔ (سنن نسائی)

اس سے ثابت ہوا کہ ہر فرض عبادت قرض ہے۔ اور قرض کا ادا کرنا لازم ہوتا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ سب کی ادائیگی کرنا لازم ہے۔

سب سے پہلے قضاء نمازیں:-

زندگی میں جو نمازیں قصداً یا سہواً چھوٹ گئیں ہوں ان کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے یوں حساب لگائے کہ جب سے میں بالغ ہوا ہوں میری کتنی نمازیں چھوٹی ہوں گی؟ ان کا اندازہ لگا کر مہینوں کی تعداد کو دنوں کی تعداد میں بدل لیں۔ قضا نماز کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ بس یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ سورج نکلتا چھپتا نہ ہو اور زوال کا وقت نہ ہو۔ سورج نکل کر جب ایک نیزہ بلند ہو جائے تو قضا نمازیں اور نوافل سب پڑھنا جائز ہے۔ اشراق کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد بھی قضا نماز پڑھنا درست ہے۔ ایک دن کی قضا نماز کی بیس رکعات ہوتی ہیں۔ 2 فرض فجر، 4 فرض ظہر، 4 فرض عصر، 3 فرض مغرب، 4 فرض عشاء اور 3 وتر واجب۔ یہ کل 20 رکعت ہوں گی۔ قضا نمازوں کی ادائیگی سے پہلے کسی دن 2 رکعت نماز نفل ادا کر کے اللہ تعالیٰ سے توبہ کریں اور اس سے کہیں کہ باری تعالیٰ میں تیرا بڑا ہی مقروض ہوں میں آج توبہ کرتا ہوں اور کوشش کرتا ہوں کہ آج کے دن سے آئندہ میں کوئی نماز قضا نہیں کروں گا اور گزشتہ نمازوں کو ادا کرنے کی (قضا کو ادا کرنے کی) کوشش کروں گا باری تعالیٰ اس میں میری مدد فرمانا (آمین)۔ اب اگر موجودہ دن میں کوئی نماز قضا ہو جائے تو اسے دوسری نماز سے پہلے ادا کر لیں (یعنی اس کے صرف فرض رکعت کو) اور اس رات سوتے وقت خیال کریں کہ آج میری کوئی نماز رہ تو نہیں گئی۔ صرف اس طرح گزشتہ نمازوں کی قضا ممکن ہو سکے گی۔ اگر کسی مقرر دن سے نماز قضا نہ کرنے کا ارادہ نہیں کیا جائے گا تو پھر یہ قضا نمازوں کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا۔

یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ جمعۃ الوداع یا کسی اور دن یا رات میں قضاء عمری کے نام سے دو رکعت پڑھنے سے سب چھوٹی ہوئی نمازیں ادا ہو جاتی ہیں یہ بالکل غلط ہے۔ دوسرے بہت سے لوگ نفلوں کا اہتمام کرتے ہیں اور برس برس کی قضا نمازیں ان کے ذمہ ہوتی ہیں ان کو ادا نہیں کرتے۔ یہ بہت بڑی بھول ہے۔ نفلوں کی بجائے قضا نمازوں کی ادائیگی کرنی چاہیے۔ اگر پوری قضا نمازوں کے ادا کئے بغیر موت آگئی تو مواخذہ کا سخت خطرہ ہے۔

قضا نمازوں کی ادائیگی کا بیان:-

- (1) ایک دن کی قضا نماز کی 20 رکعت ہوں گی۔
- (2) قضا نماز میں رکوع اور سجود میں تسبیح ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَلِيِّ“ ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ“ ایک مرتبہ پڑھنی ہے۔
- (3) فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بجائے ”سُبْحَانَ اللَّهِ“ تین مرتبہ پڑھنا ہے۔
- (4) وتر کی تینوں رکعت میں الحمد کے ساتھ سورہ بھی پڑھنی ہے۔
- (5) وتر میں دعائے قنوت کے بجائے ”اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي“ تین مرتبہ یا اللہ اکبر ایک مرتبہ پڑھنا ہے۔
- (6) احتیاط کے بعد ”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ“ پڑھ کر سلام پھیر دینا ہے۔

مندرجہ بالا تخفیف نماز میں علماء کرام نے صرف قضا نمازوں کے لئے فرمائی ہے۔ تاکہ ہم زیادہ سے زیادہ اپنی قضا نمازوں کو ادا کر سکیں۔

قضا نماز ادا کرنے کی نیت:- قضا نمازوں کے دنوں کی تعداد نکال لی جائے۔ مثال کے طور پر کل دنوں کی تعداد 500 آئی ہے۔ اب نیت کرنی ہے۔

نیت :- نیت کرتا ہوں یا۔ نیت کرتی ہوں دو رکعت نماز فرض۔ فرض فجر۔ وقت قضا قضا اول منہ میرا کعبہ شریف کی طرف ”اللہ اکبر“۔ اس طرح فجر کی قضا کے بعد ظہر کے چار فرض کی قضا کی نیت کرنی ہے۔ یہ بات یاد رہے کہ وقت قضا اور قضا اول ضرور کہنا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ:

اے باری تعالیٰ 500 دنوں کی قضا میں سے جو سب سے پہلے والا دن ہے اس کی قضا میں ادا کر رہی ہوں یا کر رہا ہوں۔ فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی قضا ہوگی۔ اب اس کا مطلب یہ ہوا کہ بقایا 499 دن رہ گئے۔ اب پھر اس طرح نیت کرنی ہے۔

”پڑھتا ہوں اللہ تعالیٰ کے لئے وقت قضا فرض فجر، قضا اول منہ میرا کعبہ شریف کی طرف ”اللہ اکبر“۔ اس طرح پانچوں نمازوں میں وقت قضا اور قضا اول کہنے کا مطلب یہ ہوگا کہ باری تعالیٰ 499 دنوں کی قضا میں سے سب سے اول دن کی قضا میں ادا کر رہا ہوں۔ بس اس طرح ایک ایک دن کی قضا ادا کرتے رہیں۔

اس قضا کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا بھی کرتے رہیں کہ ”مالک میں تیری یا تیرا بڑا ہی مقروض ہوں۔ تیری دی ہوئی توفیق کے ساتھ میں اس قرضے کو ادا کرنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن باری تعالیٰ اگر درمیان میں میرا وقت پورا ہو جائے یعنی میری موت آجائے تو جہاں تو میرے اور بہت سے گناہ معاف فرمائے گا۔ میری نمازوں کے اس قرضہ کو بھی معاف فرما دینا“۔ یہ معافی اس شخص کو ہوگی جو قرضہ اتارنے کی کوشش میں لگا رہے موجودہ نمازوں کو قضا نہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے معافی کی درخواست بھی کرتا رہے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی :-

اسی طرح زکوٰۃ کے بارے میں خوب غور کریں کہ مجھ پر کتنی زکوٰۃ فرض ہے؟ اور میں نے پوری ادا کر دی ہے یا نہیں؟ حساب لگا کر پوری ادا کر دی جائے۔ اگر پچھلے کچھ سالوں سے ادا نہیں کی اور اب اللہ نے توفیق دی ہے تو پچھلے سالوں کی زکوٰۃ کی ادائیگی بھی کر دی جائے۔ اگر زکوٰۃ فرض ہے لیکن ادا کرنے کے لئے مال نہیں ہے تو جتنی زکوٰۃ فرض ہے اس کو ایک یا دو ادا کر لیا جائے کہ یہ میں نے ادا کرنا ہے۔ اور یا داشت کو باقی گھر والوں کو دکھا دیا جائے کہ میری یہ زکوٰۃ واجب الا ادا ہے۔ بہتر تو یہ ہوتا ہے کچھ زیور ہی فروخت کر کے زکوٰۃ ادا کر دی جائے۔ ورنہ ضرور لکھ لیا جائے اور جیسے ہی اللہ تعالیٰ فراخی دے فوراً ادا کر دی جائے اسی طرح صدقہ فطر کی ادائیگی بھی اگر نہیں کی ہے تو اس کو بھی بعد میں ادا کر دینا چاہیے۔ اسی طرح قربانی کی اگر ادائیگی نہیں کی تو وہ بھی گزشتہ کئی سالوں کی کسی بھی عید الاضحیٰ پر ادا کی جاسکتی ہے۔

سجدہ تلاوت قرآن پاک کی ادائیگی :-

ہمارے ہاں ایک عام دستور ہے کہ بچوں کو جب ناظرہ قرآن پاک پڑھایا جاتا ہے تو سجدہ تلاوت قرآن کرنے کا نہ تو طریقہ بتایا جاتا ہے اور نہ ہی یہ بتایا جاتا ہے کہ یہ کتنا ضروری ہے۔ کچھ لوگ قرآن پاک کی تلاوت مکمل کر کے آخر میں 14 سجدے ادا کر دیتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ اگر ہم توجہ سے قرآن پاک کو پڑھیں تو ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ ہر سجدے کی آیت کا ایک خاص مطلب ہے اور اللہ تعالیٰ جہاں ہمیں جھک جانے کا حکم دے رہا ہے (سجدہ کرنے کا) وہیں پر ہم نے جھکنا ہوتا ہے۔ اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو ہم حکم عدولی کی سزا کے مستحق ہیں۔ (اللہ ہمیں معاف فرمائے)

طریقہ ادائیگی :-

جہاں بھی قرآن پاک میں آیت سجدہ آتی ہے تو پڑھنے والے پر سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ اگر پڑھنے والا تلاوت زور سے (پکار کر) کر رہا ہے تو اس آیت کے سننے والے پر بھی سجدہ ادا کرنا واجب ہوگا۔ اس کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ جیسے ہی سجدہ کی آیت مبارکہ آئے۔ اس آیت کو پڑھنے کے بعد قرآن پاک کو بند کر کے رکھ دیا جائے اور سجدہ کرنے کی نیت سے قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جانا ہے اور پھر ”اللہ اکبر“ کہتے ہوئے سجدے میں جانا ہے۔ ہاتھ کو کانوں تک نہیں لے کر جانا۔ سجدے میں تین مرتبہ ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَلِيِّ“ کہنا ہے اور اللہ اکبر کہتے ہوئے کھڑے ہو جانا ہے (سلام نہیں پھیرنا)۔ پھر قرآن پاک کھول کر تلاوت شروع کر دینی ہے۔

اگر کسی نے کئی قرآن پاک پڑھے اور سجدے ادا نہیں کیے۔ یا کسی کے گھر قرآن خوانی میں شرکت کی اور وہاں پر سجدوں کی آیات مبارکہ پر سجدے نہیں کئے تو اکٹھے ادا کر دیں۔ ادا شمار ہو جائیں گے (یعنی قرضہ سر سے اتر جائے گا) اس کا طریقہ یہ ہے کہ کھڑے ہو جائیں۔ قبلہ رخ منہ کریں اس کے بعد نیت کریں یعنی کہ میں نیت کرتی ہوں سجدے تلاوت قرآن پاک کی منہ میرا کعبہ شریف کی طرف ”اللہ اکبر“۔ ”اللہ اکبر“ کہتے ہوئے ہاتھوں کو کانوں تک نہیں لانا بلکہ ”اللہ اکبر“ کہتے ہوئے سجدے میں چلا جانا ہے اور پھر تشہد کی حالت میں ”اللہ اکبر“ کرتے ہوئے آ جانا ہے۔ اس طرح پھر ”اللہ اکبر“ کہتے ہوئے سجدے میں جانا ہے اور 14 سجدے پورے کرنے ہیں۔ اس کے بعد سلام نہیں پھیرنا بلکہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی ہے کہ: ”باری تعالیٰ یہ سجدے تلاوت قرآن میں نے وقت پر ادا نہیں کئے تھے اب ادا کئے ہیں میرے اللہ انہیں قبول فرما

اور کی کوتاہی اور تاخیر پر مجھے معاف فرمادینا۔ (آمین) اس طرح جتنے قرآن پاک کے آپ سمجھتے ہیں کہ سجدے قضا کئے ہوں وہ ادا کر دیئے جائیں۔

روزوں کی ادائیگی:-

اسی طرح روزوں کا حساب کریں کہ بالغ ہونے کے بعد فرض روزے جو چھوٹ گئے ہیں وہ کتنے ہیں ان کو ادا کریں۔

روزے کا فدیہ: یہ ہے کہ جو شخص بڑھاپے یا دائم المریض ہونے کی وجہ سے روزے رکھنے پر قادر نہ ہو اور نہ ہی مستقبل میں اس کی صحت کی کوئی امید ہو تو ایسے شخص کو ہر روزے کے بدلے میں پونے دو کلو گندم یا اس کی قیمت بطور فدیہ دینی ہوگی، یا دو مساکین کو ایک وقت کا کھانا کھلانا ہوگا یا ایک مسکین کو دو وقت کا کھانا کھلانا ہوگا۔ لیکن اس کے بعد اگر صحت یاب ہو گیا تو دوبارہ روزے قضا کرنا ضروری ہوگا، اور جو رقم فدیے میں دی وہ صدقہ شمار ہوگی۔ عام بیماری جس میں صحت یابی کی امید ہو اس میں روزے کا فدیہ ادا کرنا درست نہیں ہے۔

روزے کا کفارہ: اگر عاقل بالغ شخص رمضان المبارک کا وہ روزہ جس کی نیت صبح صادق سے پہلے کر چکا ہو قصداً (جان بوجھ کر) کھاپی کر یا جماع (ہم بستری) کر کے توڑ دے تو اس روزے کی قضا کے ساتھ ساتھ کفارہ بھی لازم ہوتا ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ (ایک روزے کا کفارہ) اگر ممکن ہو تو ایک غلام آزاد کرے، لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو تو ساٹھ روزے مسلسل رکھنا واجب ہوں گے، اور اگر بڑھاپے یا بیماری وغیرہ کی وجہ سے مسلسل ساٹھ روزے رکھنے پر قادر نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھلانا واجب ہوگا۔ جو ان صحت مند آدمی کے لیے روزے کی قدرت ہوتے ہوئے ساٹھ روزے رکھنے کے بجائے بطور کفارہ کھانا کھلانا جائز نہیں، اس سے کفارہ ادا نہیں ہوگا۔

حج بیت اللہ کی ادائیگی:-

حج ہر صاحب استطاعت پر فرض ہے اور ہر صاحب استطاعت اگر استطاعت ہونے کے باوجود حج نہیں کرتا تو ہر سال گناہ گار لکھا جاتا ہے۔ اگر کوئی وقت گزارتا رہا اور ساری عمر حج کی فرصت ہی نہ ملی تو وصیت کر دے کہ اس کے مال میں سے حج ادا کر دیا جائے یا کروادیا جائے تو اس کے سر سے حج کا قرض ادا ہو جائے گا۔ یعنی یہ قرضہ اتر جائے گا لیکن اصول شریعت کے مطابق وصیت صرف 1/3 مال میں جاری ہو سکتی ہے۔ ہاں اگر بالغ ورثا اپنے حصہ میں سے بخوشی مزید دینا گوارہ کریں تو ان کو اختیار ہے۔

حقوق العباد اور ان کی ادائیگی کا اہتمام:-

حقوق العباد کی تلافی کا مطلب یہ ہے کہ بندوں کے جو حقوق واجب ہوں ان سب کی ادائیگی کرے۔

یہ حقوق دو قسم کے ہیں: (1) مالی حقوق (2) عزت و آبرو کے حقوق

(1) مالی حقوق:- مالی حقوق کا مطلب یہ ہے کہ جس کسی کا تھوڑا بہت مال ناحق قبضہ میں آگیا ہو۔ اسے معلوم ہو یا نہ معلوم ہو اسے واپس کر دیا جائے۔ اگر اب ادا کرتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے تو یہ تحفے کے نام سے دینے سے بھی ادائیگی ہو جائے گی۔

(2) عزت اور آبرو کے حقوق:- آبرو کے حقوق کی تلافی کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کو ناحق تنگ کیا ہے۔ ناحق ظلم کیا ہے۔ ناحق لوٹا ہے۔ کسی کی غیبت کی۔ یا غیبت سنی گالی دی۔ تہمت لگائی یا کسی کو جسمانی، روحانی یا قلبی تکلیف پہنچائی ہو تو اس سے معافی مانگ لی جائے۔

یہ بات یاد رکھیں کہ حقوق العباد تو بہ سے معاف نہیں ہوتے دوسری بات یہ کہ نابالغی میں نماز، روزہ، فرض نہیں ہوتے لیکن حقوق العباد نابالغی میں بھی معاف نہیں۔ بعض لوگ نماز روزہ کی ادائیگی بھی کرتے ہیں۔ لیکن حرام مال کمانے سے پرہیز نہیں کرتے غیبت کو عیب نہیں جانتے۔ دوسروں کا تمسخر اڑانا ان کا مذاق ہوتا ہے۔ رشوت لینا۔ سود لینا وغیرہ یہ سب گناہ عظیم ہیں اور یہ تو بہ سے معاف نہیں ہوں گے جب تک اس متعلقہ فرد سے معافی نہ مانگ لی جائے۔ اہل حقوق میں سے جو لوگ زندہ ہوں لیکن ان کا پیٹہ معلوم نہیں کہ جا کر معافی مانگی جائے تو ان کی طرف سے ان کے حقوق کے مطابق مسکینوں کو صدقہ دے دیں اور ان کے لئے دعائے خیر اور استغفار ہمیشہ پابندی سے کرتے رہیں۔

یاد رکھیں! حقوق اللہ میں معافی شرط ہے اور حقوق العباد میں تلافی ضروری ہے۔ معافی اور تلافی کے بغیر والے کیس کا فیصلہ بروز قیامت ہوگا۔ اپنے کیس کا فیصلہ دنیا میں ہی کروا کے جائیں حشر کا معاملہ بہت نازک ترین ہے۔

اصل زندگی (یاد حق)

اس دنیا میں ہر چیز کا ایک بدن اور ایک اس کی روح ہے۔ یہ ظاہری بدن جو ہمیں دیا گیا ہے یہ مستقلاً انسان نہیں ہے یہ انسان کی محض صورت اور علامت ہے۔ انسانیت اس جثہ کے اندر چھپی ہوتی ہے جسے روح یا حقیقت کہتے ہیں۔ فی الحقیقت انسانیت وہی ہے اور اس کا نام زندگی ہے۔ اگر وہ انسان کے بدن سے نکال دی جائے تو بدن کا کوئی وجود نہیں یہی بدن گنا، سڑنا اور پھٹنا شروع ہو جائے گا۔ اس کا ریزہ ریزہ بکھر جائے گا۔ مٹی میں مٹی مل جائے گی، پانی پانی میں، آگ آگ میں، اور ہوا ہوا میں مل جائے گی۔ گویا روح نکلنے کے بعد بدن کی کوئی اصلیت نہیں۔ یہی حال اس پوری کائنات کا ہے۔ یہ کائنات بھی کسی روح سے زندہ ہے۔ جب روح نکال لی جائے گی ساری کائنات کا خیمہ آڑے گا، درہم برہم ہو جائے گا ریزہ ریزہ بکھر جائے گا۔ یہ روح کیا چیز ہے؟ انسانی روح کے بارے میں قرآن میں کہا گیا ہے

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي (سورۃ بنی اسرائیل، آیت نمبر - 85)

ترجمہ: ”اے پیغمبر آپ (خاتم النبیین ﷺ) سے لوگ روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں؟ کہہ دیجئے کہ ”روح اللہ کا ایک امر ہے“، یہ حکم اور لطیفہ خداوندی ہے۔ اس سے یہ کشیف جسم سنبھلا ہوا ہے۔ اس طرح پوری کائنات کی روح بھی درحقیقت لطیفہ ربانی ہے اور اس کا نام ذکر اللہ ہے۔ یاد حق سے یہ کائنات کھڑی ہے۔ جب اس سے ذکر خداوندی ختم ہو جائے گا جیسی یہ خیمہ آڑے گا۔ حدیث میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک اس کائنات میں ایک بھی اللہ اللہ کہنے والا موجود ہے“۔ (صحیح مسلم، جامع ترمذی)

قیامت کے نزدیک لوگ نہ اچھائی کو اچھائی جانیں گے اور نہ برائی کو برائی۔ سڑکوں پر اس طرح بدکاری ہوگی جیسے جانور پھرتے ہیں۔ نہ حیا ہوگی نہ غیرت۔ جب ساری کائنات اور سارے انسان ایسے بن جائیں گے اسی وقت قیامت قائم کر دی جائے گی۔ تو قیامت اس عالم کو ذرہ ذرہ کر کے بکھیر دینے کا نام ہے۔ اس طرح پوری کائنات کا شیرازہ اس روح کے نکل جانے سے بکھر جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس کائنات کی روح ذکر خداوندی ہے۔ اس روح سے کائنات کا خیمہ کھڑا ہوا ہے۔ جب یہ نکل جائے گی، کائنات درہم برہم ہو جائے گی تو ظاہر میں کائنات ہم سے اور آپ سے ہے۔ لیکن حقیقت میں اللہ کا ذکر کرنے والوں سے سنبھلی ہوئی ہے جب تک یہ موجود ہیں کائنات موجود ہے۔ جب یہ ختم ہو جائیں گے کائنات ختم ہو جائے گی۔ غرض اس کائنات کا خیمہ یاد حق اور ذکر کے اوپر کھڑا ہوا ہے۔

کائنات کا ذرہ ذرہ یاد حق میں معروف ہے:- شریعت اسلامی بتلاتی ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ ذکر خداوندی میں مصروف ہے، ہر وقت یاد حق کرتا رہتا ہے اور جب یاد منقطع ہوتی ہے۔ وہی اس ذرے کے مٹنے اور ختم ہو جانے کا وقت ہوتا ہے۔ ہری ٹہنی اللہ کا ذکر کرتی ہے۔ جب ذکر ختم ہو جاتا ہے، ٹہنیاں خشک ہو کر پتے جھڑ جاتے ہیں۔ تو نباتات فی الحقیقت یاد خداوندی سے ہے جب تک ذکر موجود ہے۔ درخت موجود ہے ذکر ختم ہوا تو مٹ جائے گا۔ اس کے پتے جھڑ جائیں گے۔ یہ اس کی موت کا وقت ہوگا، قرآن حکیم میں فرمایا گیا ہے: (سورۃ بنی اسرائیل، آیت نمبر 44)

ترجمہ: ”اس کی پاکی بولتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہیں اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی نہ بولے ہاں تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے بیشک وہ حلم والا بخشنے والا ہے۔“

ذرہ ذرہ اللہ کی تسبیح میں مصروف ہے، کائنات کا کوئی ذرہ نہیں جو اللہ کے ذکر میں مشغول نہ ہو مگر ہم اس کی تسبیح کو سمجھتے نہیں۔ ہماری زبان اور ہمارے اور کائنات کے ذرے کی زبان اور پرندے کی زبان اور وہ اپنی اپنی زبان میں اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ ہم ان کی زبان کو نہیں سمجھتے۔

اہل باطن کو کبھی کبھی علم دے دیا جاتا ہے۔ وہ ان تمام چیزوں کی تسبیح کو سنتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ انبیاء کو بطور معجزے کے یہ علم دیا جاتا ہے۔ حضرت سلیمان کا معجزہ یہی تھا کہ وہ پرندوں کی بولیاں سمجھتے تھے۔ حضرت سلیمان کا مقولہ قرآن پاک میں نقل کیا گیا ہے۔ ”اے لوگو ہمیں پرندوں کی بولیاں سکھائی گئی ہیں“۔ حضرت سلیمان بتا دیتے تھے کہ یہ دو کوے کیا باتیں کر رہے ہیں اور دو چڑیاں کیا کہہ رہی ہیں؟۔ احادیث میں مختلف جانداروں کی مثالیں دی گئیں ہیں اور ان کی تسبیح ذکر کی گئی ہے۔ تیسری کہتا ہے اور مور یہ کہتا ہے۔ تیسرے بارے میں حدیث میں ہے کہ اس کی تسبیح ”جیسا کرو گے ویسا بھرو گے“ یہ ایک نصیحت ہے جو اس کی زبان سے ہر وقت نکلتی ہے، بعض کی یہ تسبیح ہے کہ ”پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو داڑھیوں سے اور عورتوں کو مینڈھیوں اور چوٹیوں سے زینت دی“۔

مختلف عبرتیں اور نصیحتیں پرندوں کی زبان سے ادا ہوتی ہیں۔ جناب رسول خاتم النبیین ﷺ پرندوں کی بولیاں سمجھتے تھے۔ جانوروں کی زبان سمجھتے تھے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات ان کے معاملات اور جھگڑوں کا فیصلہ فرماتے تھے۔ حدیث میں ہے کہ ایک بار آپ خاتم النبیین ﷺ کسی انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے تو

سامنے ایک اونٹ نظر آیا جب اس نے نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کو دیکھا تو رونے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ اس کے پاس آئے، اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ خاموش ہو گیا، اس کے بعد پوچھا: "یہ اونٹ کس کا ہے؟" ایک انصاری جوان آیا، وہ کہنے لگا: "اللہ کے رسول ﷺ! میرا ہے"، آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "کیا تم ان جانوروں کے سلسلے میں جن کا اللہ نے تمہیں مالک بنایا ہے اللہ سے نہیں ڈرتے، اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تو اس کو بھوکا مارتا اور تھکا تا ہے"۔ (سنن ابی داؤد، مسند احمد، السلسلۃ الصحیۃ) تو اونٹ کی زبان کو سمجھ کر اس کی فریاد سنی اور اس کے حق میں فیصلہ دیا۔

غرض نبی کریم خاتم النبیین ﷺ جانوروں کی بولیوں پر مطلع ہوتے تھے۔ تو انبیاء علیہ السلام کو بطور معجزے کے زبانوں کا علم دیا گیا۔ حتیٰ کہ پرندوں کی زبانوں کا بھی۔

نوع انسان کے سوا دنیا کی ہر نوع کی ایک ہی زبان ہے:- جیسے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام انسانوں کی زبان کا علم دیا گیا تھا۔ یہ جو قرآن کریم میں فرمایا گیا:

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا (سورۃ البقرہ، آیت نمبر-31)

ترجمہ: ”آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھا دیئے گئے“۔ اس کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا یعنی علم اللغات کُلِّہَا آدم علیہ السلام کو ساری لغتیں سکھلا دی گئی تھیں۔ جو قیامت تک انسانوں کے اندر بولی جائیں گی۔ وہ ہر زبان سکھلا دی تھی۔ ان کی پہلی نسل ان تمام زبانوں کو جانتی تھی۔ لیکن جب نسل اور دنیا میں منتشر ہوئی، کوئی قبیلہ کہیں آباد ہوا کوئی کہیں آباد ہوا۔ تو وہاں کی زمینوں کی خصوصیات تھیں۔ ایک ایک قبیلے کے اوپر ایک ایک لغت کا غلبہ ہو گیا۔ اس طرح زبانیں الگ ہو گئیں تو ایک دوسرے کی زبان کو سمجھنا چھوڑ دیا اور سمجھنے سے محروم ہو گیا۔ اس کو حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانی ظاہر فرمایا ہے۔ اس کی قدرت کی نشانیوں میں ہے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں کا اور تمہارے رنگوں کا اختلاف۔ یعنی بنی آدم اس میں مختلف ہیں۔ حالانکہ ایک ماں باپ کی اولادیں، ایک جنس، ایک نوع لیکن ایک دوسرے کی صورت نہیں ملتی، رنگ نہیں ملتا، زبان نہیں ملتی، ایک پنجابی بولتا ہے، ایک بنگالی بولتا ہے، ایک ہندی اور ایک انگریزی بولتا ہے۔ دنیا کے جتنے جاندار ہیں ہر نوع کی ایک زبان ہے۔ خواہ وہ کسی ملک کا ہو، مثلاً طوطا ٹیں ٹیں کرے گا وہ ہندوستان کا ہو یا پاکستان کا، طربستان کا ہو یا ترکستان کا۔ مورا ایک بولی بولے گا چاہے یورپ کا ہو یا ایشیاء یا افریقہ کا ہو، کبوتر ایک ہی طرح بولے گا کہیں کا ہو، لیکن انسان بھات بھات کی بولیاں بولتا ہے۔ ترکی اور طرح سے، یورپین اور ایشین اور انداز سے، یہ اللہ کی قدرت کی نشانی نہیں تو اور کیا ہے؟ کہ ایک جنس کے سارے افراد ہیں اور زبان الگ الگ ہے۔ ان میں سے ایک دوسرے کی زبان نہیں سمجھتے قدرت خداوندی کی نشانی ہے۔

انسان کی غفلت:- بہر حال ہر چیز اپنی اپنی زبان میں تسبیح کرتی ہے مگر ہم ان کی زبانوں کو نہیں سمجھتے۔ جیسا کہ ہم ایک دوسرے کی زبانوں کو نہیں سمجھتے۔ غرض کنکریاں تسبیح کرتی ہیں، سفید کپڑا تسبیح کرتا ہے، چلتا ہوا پانی تسبیح کرتا ہے، ہری ٹہنیاں تسبیح ذکر کرتی ہیں، لیکن نہیں ذکر کرتا تو انسان نہیں کرتا، غافل ہے تو انسان اللہ کی یاد سے غافل ہے حالانکہ سب سے زیادہ اس کو ذکر ہونا چاہیے تھا۔ اللہ نے جو نعمتیں اس پر مبدول کی ہیں، ساری کائنات میں اللہ نے وہ کسی کو عطا نہیں کی۔ جتنا چہیتا اور پیاری مخلوق انسان ہے، کوئی مخلوق کائنات میں اللہ کو اتنی پیاری نہیں، مگر یہ اللہ تعالیٰ سے غافل ہے حالانکہ سب سے زیادہ ذکر اس کو ہونا چاہیے تھا اس کے اوپر انعامات کی بارش ہے۔

ساری کائنات انسان کی غذا ہے:- ہر چیز کا لباس اس کی کھال ہے، اس کو الگ لباس دیا گیا، رنگ برنگ کا لباس، رنگ برنگ کپڑے، ہر نوع کی غذا ایک ہے، کوئی نوع گھاس کھاتی ہے، کوئی نوع دانہ کھاتی ہے، کوئی پتہ چباتی ہے، کوئی مٹی کھاتی ہے، لیکن انسان کو ہر چیز پر قادر کیا گیا، ہر چیز اس کی غذا ہے، گھاس یہ کھائے، پھانس یہ کھائے، پتے یہ کھاجائے، چونہ یہ کھائے، مٹی یہ کھائے، چاندی، یہ کھاجائے، سونہ یہ نگل لے، جو اہرات اس کے پیٹ میں جاتے ہیں، غرض جمادات، نباتات اور حیوانات ساری چیزیں اس کی غذا ہیں، تانے اور سونے کے ورق نگل جائے گا۔ چاندی سونا کا کشتہ کھاجائے گا، کھٹہ یہ کھائے، پتے یہ کھائے، سبزیاں یہ کھائے، دنیا بھر کی چیزیں اس کے پیٹ میں چلی جاتی ہیں، تو کائنات کی ہر نوع کی ایک غذا اور پوری کائنات اس کی غذا۔

ساری کائنات انسان کی سواری:- ہر چیز اپنے پیروں سے چلتی ہے، اس کو سواریوں پر اٹھایا گیا، حیوانات اس کی سواری میں ہیں، نباتات اور جمادات اس کی سواری ہیں، جہاز اور ریلیں جو چلتی ہیں وہ حیوانات کی قسم میں سے نہیں ہیں، وہ جمادات میں سے ہیں۔ اس کی سواری بنتی ہیں، گھوڑا، اونٹ، بیل یہ سب اس کی سواری بنتی ہیں، تو حیوانات کے سروں پر یہ سواری، جمادات کی سروں پر یہ سواری اور نباتات اس کی سواری میں ہیں، (دیکھو درختوں پر چڑھ کر بیٹھ جاتا ہے) سمندروں میں یہ سواری کرتا جائے، زمین کی پشت پر یہ سواری کرتا جائے، کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کو سواری دی گئی ہو، ہر ایک اپنے پیروں سے چلنے پر مجبور ہے، اس کو مقرب اور منظم بنایا گیا، ساری کائنات اس کی سواری بن گئی۔

اور ساری کائنات انسان کا لباس ہے:- اور ساری کائنات اس کا لباس ہے کہ درختوں کی کھال سے یہ لباس بنائے، روئی سے یہ لباس بنائے، جانوروں کی کھال

کھسوٹ کر یہ لباس بنالے۔ اب سنا ہے کہ شیشے کے کپڑے چلنے والے ہیں، مگڑی اور کھال کے کپڑے بننے لگے ہیں، غرض ساری کائنات اس کالباس، ساری کائنات اس کی سواری، اللہ کے یہاں اتنا چہیتا اور پیارا انسان کہ ساری کائنات کو اس کی خدمت پر لگا رکھا ہے کہ کھانے کو آئے تو سر تسلیم خم کر دے کہ کھالینے دو۔ لباس بنائے تو چپ ہو کر بیٹھ جاؤ، اس کو لباس بنانے دو، سواریاں بنائے تو سر جھکا دو کہ سوار ہو کر جائے، تو ساری چیزوں سے زیادہ اس کو ذرا کرنا چاہیے تھا، مگر سب چیزوں سے زیادہ اگر غافل ہے تو انسان غافل ہے۔

انعامات کا تقاضا کیا ہے؟ پتھروں کی شان یہ ہے کہ **يَنْفَعُ مَنْهُ إِلَّا نَهْزُ** ”ان میں سے نہریں اور چشمے پھوٹ پڑتیں ہیں“ (سورۃ البقرہ، آیت نمبر 74) اور کچھ نہیں تو پتھر رو پڑتے ہیں، ان سے پانی بہہ پڑتا ہے اور کچھ نہیں تو پتھر اوپر سے نیچے آ پڑتا ہے، یہ اس کی تواضع اور انکساری کی بات ہے، لیکن اگر غرور اور کبر بھرا ہوا ہے تو انسان میں بھرا ہوا ہے کہ نہ اس کی آنکھوں سے آنسو نکلتا ہے نہ یہ تواضع سے نیچے جھکتا اور گرتا ہے۔ حالانکہ پتھر گر بھی پڑتا ہے، اور پانی بھی بہا دیتا ہے تو سب سے زیادہ اگر غافل ہے تو انسان غافل ہے حالانکہ اس کو سب سے زیادہ ذکر ہونا چاہیے تھا۔ اس لیے کہ اس پر انعامات کی بارش ہے۔

حقیقت زندگی:- ذکر اللہ چونکہ حیات ہے تو ذکر کرنے والا غفلوں میں ایسا ہے جیسے مردوں میں زندہ بیٹھا ہو۔ اگر ایک بھرا مجمع غفلوں کا ہو، ایک اللہ کی یاد کرنے والا موجود ہے وہ ایسا ہے جیسے مردوں کے مجمع میں ایک زندہ بیٹھا ہو۔ اس لیے زندگی نام بدن کا نہیں ہے بلکہ قلب کی زندگی، زندگی ہے۔

مجھے یہ ڈر ہے کہ دل زندہ تو نہ مر جائے

کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے

زندگی نام دل کی زندگی کا ہے اور دل کی زندگی اللہ کی یاد سے ہوتی ہے۔ روٹی مکڑے سے نہیں ہوتی یہ بدن کی زندگی ہے، جو روٹی سے ہوتی ہے۔ یہ اتنی عارضی ہے کہ روٹی ملنے سے دیر ہو تو بدن مرجھانے لگتا ہے، اور منقطع ہو جائے تو بدن چھن جاتا ہے لیکن قلب کی زندگی دوامی ہے اس لیے ذکر اللہ جو زندگی پیدا کرتا ہے وہ دوامی زندگی ہوتی ہے۔ وہ نفس کے اندر قائم ہو جاتی ہے۔

ذکر انسان کا مقام آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”اس انسان کی مثال جو اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو ذکر نہیں کرتا زندہ اور مردے شخص کی سی ہے“۔ (اخرجہ البخاری فی کتاب الدعوات، باب: فضل ذکر اللہ عزوجل، رقم: ۶۴۰۷)

تو انسان اگر ذکر کرے گا تو سارے ذاکروں پر بڑھ جائے گا اور اگر غافل بنے گا تو سب سے زیادہ بدتر ہو جائے گا۔ حق تو یہ تھا کہ سب سے زیادہ ذکر کرتا اور یہ غافل بن گیا۔ پتھر بھی اس سے اچھا، درخت کی ٹہنیاں بھی اس سے اچھی۔ جانور بھی اس سے اچھے، کیونکہ سب ذکر میں مشغول ہیں یہ سب سے زیادہ ذلیل اور بدتر ہے اور اگر ذکر پر آ جائے تو ہر ذاکر اس سے نیچے ہے۔ اس لیے کہ اس کا ذکر جامع ہوگا۔ جو اور انواع کو میسر نہیں ہے۔ تو ذکر فی الحقیقت روح کی غذا ہے، اور ذکر ہی فی الحقیقت انسان کی زندگی ہے۔ غذائے روحانی ذکر اللہ سے حاصل ہوتی ہے۔

زندگی کی حقیقی غذا:- انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کی غذا انہیں قلیل ہوتی ہیں اور قوتیں سب سے زیادہ ہوتی ہیں۔ وہ قوت ان میں یاد خداوندی سے پیدا ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ ”آپ خاتم النبیین ﷺ نے امت کو ممانعت فرمائی کہ صوم وصال مت رکھو، یعنی بلا افطار کیے روزے پر روزہ مت رکھو، سحر بھی کھاؤ، افطار بھی کرو، کھا پی کر اگر روزہ رکھو، بلا کھائے پیئے روزے پر روزے رکھتے چلے جانا اس کو صوم وصال کہتے ہیں۔ اس سے آپ خاتم النبیین ﷺ نے ممانعت فرمائی۔ اور حدیث میں ہے کہ ”آپ صوم وصال رکھتے تھے، پندرہ پندرہ دن آپ کا مسلسل روزہ ہے“ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا ”یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ ہمیں تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے ممانعت فرمائی اور خود حضور خاتم النبیین ﷺ صوم وصال رکھتے ہیں“، فرمایا۔ ایک مٹلی طعمنی دبی ویسقینی ”تم میں مجھ جیسا کون ہے؟ مجھے تو میرا پروردگار رکھلاتا اور پلاتا ہے“۔ (صحیح بخاری) یہ کھانا اور پلانا کیا تھا؟ یہ پلاؤ اور زردے کے دسترخوان آسمان سے نہیں اترتے تھے یہ ذکر اللہ اور یاد حق غذا تھی جو روح میں پیوست تھی۔ اس سے روح زندہ تھی اور روح سے بدن زندہ تھا تو اللہ کا ذکر جب رگ و پے میں سما جاتا ہے تو غذاؤں کی حاجت کم ہو جاتی ہے تو زندگی کا دار و مدار ذکر پر ہو جاتا ہے۔

حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتویؒ نے آخر عمر میں انتقال سے چند ماہ پیشتر یہ فرمایا کہ ”اب بحمد اللہ بقائے حیات کے لیے مجھے کھانے پینے کی حاجت نہیں رہی ہے محض اتباع سنت کے لیے کھاتا اور پیتا ہوں۔ زندگی باقی رکھنے کے لیے کھانے پینے کی حاجت نہیں رہی۔ غرض یہ کہ جب ذکر اللہ رگ و پے میں رچ بس جاتا ہے تو پھر زندگی کا دار و مدار روٹی پر نہیں ہوتا، ذکر پر رہ جاتا ہے، ذکر اللہ سے آدمی زندہ ہوتا ہے، قوت روحانی سے اس کی حیات اور بقاء ہوتی ہے تو اصل زندگی فی الحقیقت یاد حق کا نام ہے۔

ذکر اللہ کا عجیب اور عظیم ثمرہ :- پھر اس کا عجیب اور عظیم ثمرہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قانون مکافات ہے جیسا انسان خود کرتا ہے ویسا ہی ادھر سے معاملہ ہوتا ہے۔

فرمایا گیا: اِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ ترجمہ: ”اگر تم اللہ کی مدد کرو گے اللہ بھی تمہاری مدد کرے گا“، (سورۃ محمد، آیت نمبر - 7)

اور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ فرمایا: ”جسے یہ پسند ہے کہ میں جلد اللہ سے جا ملوں، اللہ کو یہ پسند ہے اور انتظار ہے کہ کب میرا بندہ مجھ سے آکر ملے گا“۔ (بخاری)

جو ادھر سے معاملہ وہ ادھر سے معاملہ اور فرماتے ہیں فَادْكُرْ فَنُفِيْ اَذْكُرْ كُمْ ”پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا“ (سورۃ البقرہ، آیت نمبر - 152)،

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی حدیث قدسی میں حضور نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوتا ہوں اور جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرے تو میں بھی اسے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھے مجمع کے اندر یاد کرتا ہے تو میں بھی اس سے بہتر مجمع کے اندر اسے یاد کرتا ہوں اور اگر وہ بالشت بھر میرے قریب ہوتا ہے تو میں گز بھر اس سے قریب ہو جاتا ہوں، اگر وہ گز بھر میرے قریب ہوتا ہے تو میں دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کے برابر اس سے قریب ہو جاتا ہوں، اگر وہ چل کر میری طرف آتا ہے تو میں دوڑ کر اس کی طرف جاتا ہوں۔“ (بخاری شریف)

جس نوع کا یہ ذکر کرے گا اسی نوع کا وہاں ذکر ہوگا۔ تو ذکر کر جب تک ذکر کرتا ہے انجام کار مذکور بن جاتا ہے، ادھر سے اس نے ذکر کیا، ادھر اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا تو مذکور بن گیا، اس لیے اگر آدمی چاہتا ہے کہ اللہ کے ہاں میرا تذکرہ رہے تو یہ اللہ کا تذکرہ شروع کر دے، جتنا یہ یاد کرے گا اتنا ہی وہ یاد کرے گا۔

دیکھئے اگر کسی بڑے حاکم، وزیر اعظم یا پریزیڈنٹ کے یہاں آپ کا تذکرہ آجائے اور آپ سن پائیں کہ آج پریزیڈنٹ نے ہمارا تذکرہ کیا ہے تو عزت و افتخار سے سرواچھا ہو جاتا ہے، اخباروں میں چھاپتے ہیں کہ آج پریزیڈنٹ نے ہمارا تذکرہ کیا ہے۔ اس لیے کہ ایک بڑی ذات جو عزت والی کہلاتی ہے مجھے یاد کرے تو یہ بڑے فخر کی بات ہوگی۔ حق تعالیٰ جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے اس کے یہاں کسی کا تذکرہ ہو تو یہ تھوڑے فخر کی بات ہے۔ یہ تھوڑی عزت کی چیز ہے کہ اللہ کسی کو یاد کرے؟ اور حق تعالیٰ کب یاد کریں گے؟ جب ہم یاد کریں گے۔

فَاذْكُرْ فَنُفِيْ اَذْكُرْ كُمْ (سورۃ البقرہ، آیت نمبر - 152)

غرض اگر کوئی یوں چاہتا ہے کہ میری یاد وہاں قائم ہو جائے، تو اس کی یاد کو اپنے اندر قائم کرے، اگر یہ ہر وقت ذکر کرے گا وہاں بھی ہر وقت ذکر ہوگا، یہ غافل ہو جائے گا تو وہاں بھی غفلت برتی جائے گی۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ لَنَسُوا اللَّهَ فَنَسُوا نَفْسَهُمْ (سورۃ الحشر، آیت نمبر - 19)

ترجمہ: ”تم ایسے مت بنو کہ اللہ کو بھلا دو، تم اپنے نفس کو بھلا دو گے تو اللہ بھی تمہیں بھلا دے گا۔“

عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: ”اے ابن آدم! جب تم مجھے تنہائی میں یاد کرو گے تو میں تمہیں تنہائی میں یاد کروں گا۔ اور جب تم مجھے لوگوں میں یاد کرو گے تو میں تمہیں ان لوگوں میں یاد کروں گا جو ان سے بہتر ہوں گے جن میں تم مجھے یاد کرتے ہو“۔ (السلسلۃ الصحیۃ)

یاد حق کا احساس: اس لیے ذکر اللہ نہ صرف کائنات کی روح ہے بلکہ انسان کی بھی روح ہے، بلکہ انسان کی روح کی روح ہے، اگر ذکر منقطع ہو جائے تو روح پر مردنی چھا جاتی ہے، اگر احساس ہو فرق یہ ہے کہ سیاہ کپڑے پر ہزار دھبے ڈال دو، احساس نہیں ہوگا کہ اس پر بھی کوئی دھبہ ہے، کیونکہ وہ تو ہے ہی سیاہ، اور سفید کپڑے پر ذرا سیا دھبہ لگا دو، وہ نمایاں ہوگا اور محسوس ہوگا اور جن کے قلوب میں غفلت رچ چکی ہو، تو ان میں اگر دس غفلتیں اور بڑھ جائیں تو احساس نہیں ہوگا۔ کیونکہ دل غفلتوں میں لگا ہوا ہے لیکن یاد کرنے والا ایک منٹ بھی غافل ہوگا تو اسے احساس ہوگا کہ کوئی چیز میری چھن گئی ہے۔ تو ذکر اللہ انسان کی روح اور زندگی ہے یہ نہ ہو تو انسان کی زندگی ختم۔

یاد حق کا اصل طریقہ: 1- صبح شام کی تسبیحات 2- ہر وقت کی دعائیں 3- سونے جاگنے، باہر جانے آنے کی دعائیں۔

4- سنتوں پر عمل کرنا۔ 5- کچھ وقت مقرر پر ذکر اور کچھ چلتے پھرتے 6- ہاتھ میں تسبیح کا رکھنا

خلاصہ یہ کہ زندگی صرف ذکر اللہ ہے جب کائنات، نباتات، جمادات کی زندگی اس سے ہے تو انسان کی زندگی اس سے کیوں نہ ہو اس لیے انسان کو سب سے

زیادہ ذکر ہونا چاہیے۔ جی تو وہ زندہ ہوگا بلکہ زندہ جاوید بن جائے گا۔

اس لئے ہمیں ہر وقت اللہ سے یہ دعا کرنی چاہیئے :- يٰ اَحْيٰى يٰ اَقْيُوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ اَصْلِحْ لِيْ شَاْئِيْ كُلَّهُ وَاَلَا تَكْلِيْنِيْ اِلَى نَفْسِيْ طَرَفَةً عَيْنٍ

ترجمہ: ”اے وہ ذات جو سدا زندہ ہے اور ساری کائنات سنبھالے ہوئے ہے! میں تیری رحمت ہی سے فریاد طلب کرتا ہوں، میرے تمام احوال کی اصلاح فرما اور ایک

پلک جھپکنے کے برابر بھی مجھے میرے نفس کے حوالہ نہ فرما“۔ (رواہ النسائی فی السنن الکبریٰ (6/147) وفی عمل الیوم واللیلیۃ (رق/46)، والحاکم فی المستدرک

(1/730)، والبیہقی فی الاسماء والصفات (112)

گناہوں سے بچنے کا طریقہ

قرآن پاک سورہ آل عمران آیت نمبر 102 میں فرمان الہی ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُمْ مُسْلِمُونَ**

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم میں سے کسی کی موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ مسلمان مرو“۔

یعنی تمہاری موت اس حال میں آئے کہ تم اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہو۔

گویا مرنا تو غیر اختیاری ہے، مگر ایک بات اختیاری ہے کہ موت اچھی اور بہت اچھی حالت میں آئے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو ہر وقت گناہوں سے بچایا جائے۔ کیونکہ فتنوں کا ایک سیلاب ہے کہ جس نے پورے معاشرے کو اپنے گھیرے میں لے لیا ہے۔ اپنے آپ کو گناہوں سے بچانا ایک مشکل کام ہے اگرچہ کہنا آسان ہے مگر عملاً یہ ایک دشوار مرحلہ ہے، اور یہی مشکل مرحلہ طے کرنے کے لئے قرآن پاک، علماء اکرام، صوفیاء کرام، اور بزرگان دین اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنے کی تاکید کرتے ہیں، اس لئے اس کام کے لئے ہمیں نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہئے۔

سورہ توبہ آیت نمبر 119 ترجمہ: ”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو (یعنی گناہوں سے بچو جس کا راستہ یہ ہے کہ) سچوں کے ساتھ رہو“۔

بزرگوں کی صحبت اور تربیت سے نیکیاں آسان اور لذیذ ہو جاتی ہیں اور گناہ مشکل ہو جاتے ہیں۔ اور ان سے وحشت ہونے لگتی ہے۔ بیعت کا تعلق بھی بزرگوں سے اسی لئے قائم کیا جاتا ہے۔ پہلے زمانے میں صحبت بزرگ اور بیعت ہی اصلاح نفس کے ذرائع تھے، لیکن آج کل یہ طریقہ تقریباً ختم ہو چکا ہے، نہ تو فی زمانہ لوگ کسی بزرگ کو بزرگ جانتے ہیں اور نہ ہی اس قدر مجاہدات اور ریاضات کر سکتے ہیں، جیسے پہلے بزرگان دین کروایا کرتے تھے۔ گویا اب تقویٰ کا معیار گھٹ گیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں میں اب اتنی ہمت ہی نہیں رہی کہ وہ اتنے مجاہدات کر سکیں۔ اس لئے ہمیں اصلاح نفس کے لئے آسان ذرائع کا سہارا لینا پڑا۔ اور یہ انتہائی آسان نسخہ ہے جس کو بغیر کسی مشکل کے ہر مسلمان کر سکتا ہے۔

اور یہ چار اعمال ہیں اور یہ چاروں اعمال شریعت، طریقت دونوں کی جان ہیں۔ آدمی اگر ان کی عادت ڈال لے گا، تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص تعلق قائم ہو جائے گا۔ جس کا کیف و سرور وہ اپنی زندگی میں محسوس کرے گا۔ قلب کی حالت اصلاح پذیر ہونے لگے گی اور پھر رفتہ رفتہ وہ مقام آجائے گا کہ آدمی اگر چاہے بھی تو کوئی گناہ نہ کر سکے گا۔ وہ چار اعمال یہ ہیں، (1) شکر (2) صبر (3) استغفار (4) استعاذہ (پناہ)

1- شکر: پہلی چیز شکر ہے سب سے پہلے تو یہ عادت ڈالنی چاہئے کہ صبح جاگنے اور رات کو سونے سے پہلے اپنی ذات اور اپنے ماحول پر سرسری سی نظر ڈال کر اللہ تعالیٰ کی دین و دنیا کی نعمتوں کا دھیان کر کے، اجمالی شکر ادا کر لیا جائے۔ خصوصاً ایمان کی دولت جو اللہ تعالیٰ نے دی ہے اور دین و دنیا کی جو عافیت اس نے ہمیں عطا کر رکھی ہے، اس کے علاوہ جس نعمت کا بھی دھیان آئے دل میں چپکے سے اس کا شکر ادا کر لیا جائے۔ یعنی جب بھی مرضی کے موافق کوئی کام ہو جائے، یا کیا جائے یا ہوتا ہوا دیکھیں تو چپکے سے کہہ دیا جائے۔ ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ يَا اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ“۔

شکر کرنے کے مواقع: صبح سے شام تک سینکڑوں ایسے کام ہوتے ہیں جو آدمی کی مرضی کے موافق ہوتے ہیں۔ صبح وقت پر آنکھ کھل گئی الحمد للہ، صبح کی نماز وقت پر ادا کر لی الحمد للہ، ناشتہ وقت پر کر لیا الحمد للہ، گھر والوں اور اپنے آپ کو تندرست پایا الحمد للہ، بچے وقت پر سکول چلے گئے الحمد للہ، قرآن پاک کی تلاوت کر لی الحمد للہ، وظائف وقت پر کر لئے الحمد للہ، بچے وقت پر گھر واپس آگئے الحمد للہ، تھوڑی ہوا کا جھونکا آیا الحمد للہ، غرض جو کام بھی چھوٹا ہو یا بڑا طبعیت کے موافق ہو جائے یا کوئی دعا قبول ہو جائے یا کسی بات سے دل کو لذت نصیب ہو، یا کسی کار خیر کی توفیق ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کا شکر دل و زبان سے کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔ اس کام میں نہ وقت لگتا ہے نہ مال خرچ ہوتا ہے اور نہ ہی محنت کرنی پڑتی ہے۔

سورہ ابراہیم آیت نمبر سات:- ترجمہ: ”اگر تم شکر کرو گے (نعمتوں کا) تو میں اضافہ کروں گا“۔

شکر کرنا اللہ کی پسندیدہ ترین عبادت ہے:- اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابوں میں سب سے عظیم کتاب قرآن مجید ہے۔ اس کتاب کو سورہ فاتحہ سے شروع فرمایا، اور سورہ فاتحہ کا پہلا حرف ہی الحمد للہ کے الفاظ سے شروع کیا۔ آخر کچھ تو بات ہے کہ شکر کو اتنی اہمیت سے بیان کیا جا رہا ہے۔ اور یہ سورۃ اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند ہے کہ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس سورہ کو نہ صرف یہ کہ ہر نماز بلکہ نماز کی ہر رکعت میں پڑھنے کا حکم ہے۔ نماز میں اس سورہ کے علاوہ اگر کچھ بھول جائے تو سجدہ سہو کر لیں نماز ادا ہو جائے

گی۔ لیکن اگر یہ سورہ نہیں پڑھی تو نماز ویران ہو جائے گی، شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی ثناء اور اپنی حمد پسند ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی حمد بیان کرنے کی تعلیم فرمائی ہے۔ کہ اس طرح میری تعریف کرو اور دعا مانگو۔

ایک لکڑہارے کا قصہ: حضرت سلیمانؑ کا تخت جو کسی بادشاہ کو نصیب نہ ہوا۔ جس کو جنات اور ہوا (جو آپ کے تابع تھے) لے کر چلتے تھے۔ پرندوں کا سایہ ہوتا تھا۔ اور کتنی ہی مخلوق خدا (جو آپ کے تابع تھی) ساتھ چلتی تھی۔ تو بڑی شان کے ساتھ حضرت سلیمانؑ کا تخت اڑا جا رہا تھا، اسے دیکھ کر جنگل کے ایک چرواہے کہ منہ سے نکلا سبحان اللہ، واہ کیا شان ہے آل داؤد علیہ السلام کی۔ ہوانے فوراً وہ آواز حضرت سلیمانؑ تک پہنچادی۔ حضرت سلیمانؑ نے تخت کو نیچے اترنے کا حکم دیا اور اس چرواہے کے پاس روکنے کا حکم دیا۔ تخت آن واحد میں چرواہے کے آگے آکر رک گیا، حضرت سلیمانؑ اس تخت سے اترے اور اس سے پوچھا ”تو نے ابھی کیا کہا ہے؟“ وہ بے چارہ چرواہا ڈر گیا، پہلے تو اسے کچھ یاد نہ آیا پھر اس نے کہا ”میں نے تو سبحان اللہ کہا تھا کہ آل داؤدؑ کی کیا شان و شوکت ہے“۔ حضرت سلیمانؑ نے اس سے کہا ”تجھ کو لشکر سلیمان دیکھ کر رشک آیا تھا لیکن شاید تجھے یہ معلوم نہیں کہ سلیمان کا یہ لشکر ایک دن ختم ہو جائے گا اور تیرا یہ سبحان اللہ کہنا ہمیشہ باقی رہے گا۔ اس سبحان اللہ کے سامنے سلیمان کے ایک ہزار لشکر ہیج ہیں۔ تجھے معلوم ہی نہیں کہ تیرے ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے سے تیرا مرتبہ کتنا بلند ہو گیا ہے۔“

شکر سے صبر و تقویٰ پیدا ہوتا ہے: اللہ تعالیٰ کا شکر ایسی چیز اور ایسی دولت ہے کہ جس سے بے شمار راحتیں اور نعمتیں حاصل ہوتی ہیں، اور جب انسان ہر وقت شکر کرے گا تو اس سے جذبہ صبر بھی پیدا ہوگا۔ شکر گزار آدمی سے گناہ کم ہوتے ہیں۔ شکر گزاری کی عادت سے حسد، حرص و ہوس، اور اسراف و بخل وغیرہ کے مہلک امراض سے نجات رہتی ہے شکر کا ایک اور عظیم فائدہ یہ ہوتا ہے کہ انسان تکبر سے محفوظ ہو جاتا ہے، کیونکہ نعمتوں کو اپنا کمال نہیں سمجھتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا انعام سمجھتا ہے۔ تو جب اپنے کمال پر نظر نہ رہی بلکہ اللہ تعالیٰ کے انعام پر نظر رہی تو اکڑنا اور اترنا ختم ہو جاتا ہے، اور تکبر نامی بلا سے محفوظ ہو جاتا ہے، تکبر اتنا خوفناک گناہ کبیرہ ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ سے روایت ہے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ”وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا۔“ (صحیح مسلم، ج 1، حدیث نمبر 267)

2- صبر: صبر دوسرا عمل ہے جو کام مرضی کے مخالف ہو ان پر ناجائز عمل سے خود کو روک لینا، جس طرح صبح سے شام تک بے شمار کام ہماری مرضی کے مطابق ہوتے ہیں، اس طرح سے کام مرضی کے مخالف بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً بس اسٹاپ پر پہنچے بس نکل گئی، بازار جانا تھا عین وقت پر دوسرا کام آن پڑا۔ مہمان آگئے یا کسی عزیز ترین ہستی کی موت آگئی یا کوئی خطرناک بیماری لگ گئی۔ زندگی میں روزانہ نجانے کتنی باتیں ایسی ہوتی ہیں جو ہمیں ناگوار گزرتی ہیں اور نفس پر شاق گزرتی ہیں۔ غرض مرضی کے خلاف چھوٹا سا کام ہو یا بڑی مصیبت ہو تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ پر نظر رکھنا، اور خود کو آپ سے باہر نہ ہونے دینا صبر ہے۔

صبر قلب کا بہت ہی اہم عمل ہے کیونکہ ہر ایسی بات جو قلبی سکون اور عافیت کو دور ہم ہم رہم کرنے والی ہو صبر آزمایا ہوتی ہے۔ غرض کوئی کام بھی مرضی کے خلاف پیش آئے کوئی بڑا صدمہ ہو یا معمولی سی ناگواری ہو اس پر فوراً انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا جائے کہ یہ صبر کا انتہائی آسان طریقہ ہے۔ اس میں محنت، وقت یا مال خرچ نہیں ہوتا۔ سورہ بقرہ آیت 153 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”ان اللہ مع الصابرين“ (بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے) اور جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

ایک مرتبہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے سامنے ایک چراغ جلتے جلتے بجھ گیا تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ پڑھا۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا ”یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کیا یہ مصیبت ہے؟“ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”کیوں نہیں جس چیز سے مسلمان کو تکلیف ہو وہ مصیبت ہے اور اس پر صبر کے ثواب کا وعدہ ہے۔“

ایک حدیث پاک ہے کہ ”مومن ہر حالت میں کامیاب ہے اس لئے کہ اگر اسے کوئی خوشی ملتی ہے تو شکر کرتا ہے کوئی مصیبت آتی ہے تو صبر کرتا ہے۔“ (مسند احمد، جلد 1، حدیث نمبر 195)

صبر سے انبیاء کرام علیہ السلام کا امتحان: نبوت سے قبل تقریباً تمام انبیاء کرام علیہ السلام نے بکریاں چرائیں ہیں اس کی حکمت یہ ہے کہ بکریوں کی چرواہی سے صبر، حلم و تحمل کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ بکریاں اکثر مختلف جانب بکھر جاتی ہیں اور چرتے چرتے آگے بڑھتی جاتی ہیں اور اپنی ساتھی بکریوں کی طرف تو جہنم دیتیں، ان کو جمع رکھنے اور ان کی نگرانی کرنے کا کام کرنے کے لئے ایسے فرد کی ضرورت ہوتی ہے جو دل و دماغ کا ٹھنڈا اور ریوڑ کے بے ڈھبے پھیلاؤ کو سنبھالنے میں صبر اور برداشت کا مظاہرہ کرنے والا ہو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام:- نبوت سے قبل حضرت شعیبؑ کے ہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریاں چرایا کرتے تھے، ایک دن ان کی ایک بکری ریوڑ سے الگ ہو گئی اور کہیں کھو گئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے جنگل میں آگے پیچھے ہر جگہ تلاش کیا لیکن وہ نہ ملی۔ اس کی تلاش میں آپ علیہ السلام اس قدر محو تھے کہ آپ کے پاؤں زخمی ہو گئے اور ان پر درم آ گیا، پھر وہ بکری خود ہی تھک ہار کر ایک جگہ بیٹھ گئی، آخر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اس جگہ پر پہنچ گئے جہاں بکری بیٹھ گئی تھی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر بکری کھڑی ہو گئی تو آپ نے دیکھا کہ بکری پریشان اور زخمی ہے، آپ نے بجائے اس کے کہ اس پر غصہ کرتے اس کے بدن پر محبت سے ہاتھ پھیرنا شروع کیا، اس کے جسم سے نہایت پیار سے گرد صاف کی آپ پھر ماں کی مانند کی طرح پیار سے اسے دیکھنے لگے، اور باوجود اس کے کہ اس قدر اذیت اور تکلیف برداشت کر چکے تھے ذرا بھی غصہ و غضب اس بکری پر نہ کیا بلکہ اس کی تھکاوٹ اور اس کی پریشانی کو دیکھ کر کہ وہ ریوڑ سے بچھڑ کر کتنی پریشان ہوئی ہوگی آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ بکری سے کہنے لگے کہ فرض کیا کہ تجھے مجھ پر رحم نہ آیا تو تو نے مجھے تھکا دیا اور پریشان کیا، لیکن تجھے اپنے اوپر کیوں نہ رحم آیا کہ تو ریوڑ سے الگ ہو کر اتنی پریشان ہو گئی؟ ”میرے پاؤں کے زخموں اور آبلوں کا اگر تجھے خیال نہ آیا تو تو کم از کم اپنی پریشانی اور تکلیف کا خیال کرتی اور اپنے اوپر رحم کھاتی۔“

اُس وقت ملائکہ نے گواہی دی اور اللہ تعالیٰ سے فرمایا ”نبوت کے لئے حضرت موسیٰؑ زبیا ہیں اُمت کا غم کھانے اور ان کی طرف سے ایذا رسانی پر صبر کرنے کے لئے جس تحمل، حوصلے اور جس دل و جگر کی ضرورت ہوتی ہے وہ خوبی ان میں موجود ہے۔“

شیخ ابوالحسن خرقانی:- طالقان کے علاقے کا رہنے والا ایک شخص جس کو شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کی زیارت کا بے حد شوق تھا۔ ایک طویل اور تکلیف دہ سفر کے بعد شہر خرقان پہنچا، ان کے دروازے کی زنجیر ہلائی، ایک عورت نے کھڑکی سے جھانک کر پوچھا ”کون ہے؟“ اس نے جواب دیا ”میں شیخ ابوالحسنؒ کی قدم بوسی کے لئے طالقان سے حاضر خدمت ہوا ہوں۔“ اس عورت نے کہا ”میاں یہ بھی کوئی مقصد ہے؟ تمہاری عقل و دانش پر رونے کو دل چاہتا ہے معلوم ہوتا ہے تم نے یہ داڑھی دھوپ میں سفید کی ہے، کیا تجھے تیرے وطن میں کوئی کام دھندا نہ تھا؟“ عقیدت مند یہ ماجرا دیکھ کر اور باتیں سن کر ہکا بکا رہ گیا، اس نے ہمت کر کے پوچھا ”یہ تو بتائیے کہ شیخ صاحب ہیں کہاں؟“ عورت نے جواب دیا ”ارے کہاں کا شیخ۔ اس نے دھوکے کا جال پھیلوا رکھا ہے، تجھ جیسے احمقوں کو اپنی ولایت کے جال میں پھنساتا ہے، اب بھی وقت ہے جہاں سے آیا ہے اُلٹے پاؤں لوٹ جا۔ ورنہ اس دغا باز کے چکر میں نہ دین کا رہے گا نہ دنیا کا۔ بھلا نبی کریم خاتم النبیین ﷺ اور صحابہ کرامؓ کا یہی طریقہ تھا۔ لوگوں نے تقویٰ اور احکام شریعت کو تو پس پشت ڈال دیا ہے بس لگے قدم بوسی کرنے۔ اور ان جیسے لوگوں نے تم جیسے لوگوں کو اپنا شیدائی بنا لیا ہے بجائے اس کے کہ لوگ اللہ کے شیدائی ہوتے۔ آج تو ایک عمرؒ کی ضرورت ہے جو سختی سے ان لوگوں کا محاسبہ کرے۔“ وہ آدمی وہاں سے لوٹ آیا۔ شہر کے لوگوں سے شیخ کا یہ معلوم کیا کسی نے بتایا کہ جنگل کی طرف گئے تھے۔ یہ سنتے ہی وہ راہِ حق کا مسافر دیوانہ وار شیخ کی تلاش میں جنگل کی طرف روانہ ہوا، راستے میں شیطان نے اس کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ شیخ نے ایسی بے ہودہ عورت کو اپنے گھر میں کیسے رکھا ہوا ہے، اس کا دل طرح طرح کے وسوسوں سے بھر گیا، اس نے دل میں کہا ”یہ لوگ رہتے کیسے ہونگے؟ یہ زندگی کیسے گزارتے ہوں گے؟ یہ عورت تو آگ ہے اور شیخ پانی۔ بھلا ان دونوں میں محبت کیسے ہو سکتی ہے؟“ دل ہی میں جواب دیا ”اس میں بھی کوئی اللہ تعالیٰ کی حکمت اور بھید ہوگا۔“ وہ اپنے خیالات میں گم جنگل میں داخل ہوا تو اسے سامنے سے ایک شخص آتا ہوا نظر آیا جو شیر کی پشت پر اس شان سے سوار تھا کہ پیچھے لکڑیوں کا گھٹا لدا ہوا تھا اور ہاتھ میں سانپ کا کوڑا تھا۔ عقیدت مند سمجھ گیا کہ یہ ہی شیخ ابوالحسن خرقانیؒ ہیں۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ عرض کرتا شیخ نے دور ہی سے مسکراتے ہوئے کہا! ”محترم عزیز! اپنے نفس کی فریبی باتوں میں نہ آنا اور ان پر دھیان نہ دینا، ہمارا اکیلا پن اور جوڑا ہونا نفس کی خواہش کے لئے نہیں ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہے، ہم تو اس جیسے سینکڑوں بے وقوفوں کا بوجھ برداشت کرتے ہیں۔ یہ گفتگو میں نے تیرے لئے کی ہے تاکہ تو بھی ہمیشہ بدخوساقتی سے بھا کر رکھے۔ تنگی کا بار نہی خوشی برداشت کر کیونکہ صبر کشادگی کی کنجی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ مرتبہ اپنی بیوی کی بدزبانی پر صبر کرنے کی وجہ سے عطا کیا ہے۔ اگر میرا صبر اس عورت کا بوجھ نہ اٹھا سکتا تو یہ شیر میرا بوجھ کیسے اٹھاتا؟“۔

3- استغفار: تیسرا عمل استغفار ہے اور اس میں جان، مال، قوت کچھ بھی خرچ نہیں ہوتا۔ جب بھی کوئی چھوٹا یا بڑا گناہ سرزد ہو جائے تو نادم ہو کر فوراً کہہ دے ”استغفر اللہ“ اے اللہ میں معافی مانگتا ہوں۔ استغفار سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان پر عذاب نہیں بھیجتا۔

چنانچہ سورہ انفال آیت نمبر 33 میں ارشاد الہی ہے: ”اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ایسی حالت میں عذاب نہیں دیتا جب تک وہ استغفار کرتے رہتے ہیں۔“ اللہ نے گناہوں میں لذت رکھی ہے اور ہمارے دلوں میں گناہ کے جذبات بھی رکھے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ہماری آزمائش مطلوب ہے، گناہ سے بچنا آسان نہیں ہے آدمی بے اختیار گناہوں کی طرف لپکتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت خاصہ سے ایسے کشادہ دروازے بھی رکھے ہیں کہ اگر ہم سے گناہ ہو جائے تو ندامت

کے ساتھ سچے دل سے توبہ استغفار کر لیں۔

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ترجمہ: "توبہ کرنے والا اس شخص کی مانند ہے جس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔" (ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

توبہ سے ہر گناہ معاف ہو جاتا ہے مگر حقوق العباد معاف نہیں ہوتے، جب تک حقدار معاف نہ کرے یا اس کا حق ادا نہ کیا جائے۔

استغفار کے بہت سے فائدے ہیں۔ استغفار عبادت بھی ہے اور گناہوں سے معافی کا ذریعہ بھی ہے اور قرب خداوندی کا حصول بھی ہے۔ جب بار بار استغفار کی جائے تو گناہ کرتے ہوئے شرم آئے گی اور رحمت خداوندی کی وسعت کا اندازہ ہوگا کہ میں کتنا گناہ گار ہوں اور کتنے گناہ کرتا ہوں اور وہ کتنا معاف کرنے والا اور نوازنے والا ہے۔ اگر کسی دل میں ہر وقت اپنی غلطیوں کا احساس اور جرائم پر ندامت ہو تو اس دل میں کبھی بھی کبر اور بڑائی پیدا نہیں ہوگی۔ اور نہ ہی تقویٰ کا غرور پیدا ہوگا، کیونکہ ایسا بندہ اپنی عبادت سے زیادہ اپنے گناہوں پر نظر کرنے والا ہوتا ہے۔ غرض استغفار بھی ایک ایسا عمل ہے کہ جس کے لئے کوئی وقت بھی مقرر نہیں اور ہر وقت اس کی ضرورت ہے۔ کیونکہ نہ جانے کتنے گناہ ہم لوگ جان بوجھ کر (ناچ، گانا، فحاشی، بے پردگی، مخلوط ایجوکیشن) اور ہماری غفلت سے صادر ہوتے رہتے ہیں۔ بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں کہ جن کا ہمیں احساس تک نہیں ہوتا یعنی جن کو ہم گناہ ہی نہیں سمجھتے۔ ایسی حالت میں ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ ”یا اللہ جو گناہ مجھ سے بے خیالی میں ہو جاتے ہیں ان پر مجھے معاف کر دینا“۔ پانچویں کلمہ استغفار میں یہی توبہ کی گئی ہے۔ استغفار وہ عمل ہے جس سے بندے پر اللہ تعالیٰ کے بے پایاں اور کامل رحمتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

4- استعاذہ:- چوتھا عمل استعاذہ ہے استعاذہ کے معنی ہیں پناہ مانگنا۔ قرآن پاک کی تلاوت سے قبل ہم ”عوذ باللہ من الشیطن الرجیم“ پڑھتے ہیں۔ جس کے معنی ہیں ”میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے“۔

ہمارا یہ عمل استعاذہ ہے کیونکہ اس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ ہمیں شیطان کے شر سے اپنی پناہ میں لے لے۔ قرآن پاک میں اللہ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے کہ تلاوت قرآن پاک سے پہلے ”عوذ باللہ من الشیطن الرجیم“ پڑھ لیا کرو۔ اس کے علاوہ دنیا کی زندگی طرح طرح کے حادثات اور سانحات سے بھری پڑی ہے اور نفس اور شیطان ہر وقت ہمارے ساتھ ہے۔ اس لئے ہمیشہ ہمیں اللہ کی پناہ چاہئے۔ معاملات اور تعلقات میں کچھ خطرات ہوتے ہیں۔ اور انکے حل کی کوئی تدبیر سمجھ نہیں آتی، اور نہ اپنے اختیار میں ہوتی ہے، ایسے وقت میں اپنے پروردگار سے پناہ مانگنے سے دل کو بڑی تقویت نصیب ہوتی ہے۔ لہذا اس کی عادت ڈال لینی چاہئے۔ کہ جب بھی کوئی ایسی صورت پیش آئے تو دل کی گہرائی سے عوذ باللہ کہہ لیا جائے۔

جو شخص جتنا مال دار عزت دار ہوگا اس کے وسوسے اور خطرات بھی اتنے ہی زیادہ ہوں گے۔ اور جن کے پاس مال نہ ہوگا نہ عہدہ نہ شہرت تو ان کے خطرات بھی کم ہوں گے۔ یعنی جو جتنا چھوٹا ہوتا ہے اس کی عافیت اتنی ہی زیادہ ہوتی ہے۔ غرض ہر خطرے کے وقت عوذ باللہ پڑھ لینی چاہئے۔ کسی مقصد میں ناکامی کا اندیشہ ہو یا کسی مخالف یا حاسد کی ایذا رسانی سے جانی و مالی خطرہ لاحق ہو، یا نفس اور شیطان کی شرارت سے کسی ظاہری یا باطنی گناہ میں آلودہ ہو جانے کا، یا امور آخرت میں مواخذے کا اندیشہ ہو یا کوئی ناپاک خواہش دل میں آجائے تو فوراً عوذ باللہ کہہ دیں۔ صدق دل سے پناہ مانگنے والے کو اللہ تعالیٰ کبھی بھی رد نہیں کرتا۔ جب کوئی بندہ اس کی پناہ میں آنا چاہتا ہے تو وہ اپنی پناہ کے دروازے اس بندے پر کھول دیتا ہے۔

اس لئے استعاذہ وہ عمل ہے جس سے بندہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور شان ربوبیت و رحمانیت کا مشاہدہ کرتا ہے، اور اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت و اطمینان و سکون عطا ہوتا ہے۔ اور توکل کی دولت نصیب ہوتی ہے، ایسے لوگوں میں کسی کو ایذا رسانی کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا، لہذا اس عمل کو عادت بنا لینا چاہئے۔ جب بندہ اللہ سے پناہ مانگتا ہے تو اسے نظر آنے لگتا ہے کہ جوں جوں خطرات آگے بڑھ رہے ہیں ویسے ہی رحمت خداوندی اس سے بچاؤ کے عجیب عجیب راستے کھول رہی ہے۔ تو خلاصہ یہ ہے کہ یہ کل چار عمل شکر، صبر، استعاذہ، استغفار۔ اگر ہم ان چاروں کی پابندی کر لیں تو رفتہ رفتہ زندگی دین کے مطابق ہوتی چلی جائے گی، دین و دنیا دونوں محفوظ ہو جائیں گے۔

انسان کی زندگی میں کل تین زمانے ہیں ماضی، حال، مستقبل۔ استغفار کے ذریعے ماضی محفوظ ہوا۔ شکر اور صبر سے حال محفوظ ہوا اور استعاذہ سے مستقبل محفوظ ہوا۔ جب تینوں زمانے محفوظ ہو گئے تو دین و دنیا کی عافیت نصیب ہو گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

برکت کسے کہتے ہیں اور کیسے حاصل ہوتی ہے؟

برکت کو بیان نہیں محسوس کیا جاتا ہے۔ برکت کی بہت سی صورتیں ہیں۔

جب ہم آمدن و اخراجات کے حساب کتاب کے چکر میں پڑے بغیر اور بنا کسی ٹینشن کے اپنا کچن چلا رہے ہوں تو اسے برکت کہتے ہیں۔
پھر چاہے آمدن ایک لاکھ ہو یا ایک ہزار۔

برکت کی سب سے بڑی نشانی دل کا اطمینان ہوتا ہے جو کہ بڑے بڑے سیٹوں اور سرمایہ داروں کو نصیب نہیں ہوتا۔

اگر برکت کا مشاہدہ کرنا ہو تو سخت گرمی میں سڑک کھودتے، کسی مزدور کو کھانے کے وقفے میں دیکھ لیں۔ جب وہ کسی دیوار کی اوٹ میں اپنی چادر پھیلا کر بیٹھتا ہے، اپنی پوٹلی کھولتا ہے، اس پر روٹی کو سیدھا کرتا ہے، پھر اچار کے چند قاشوں کے ساتھ یا پھر ثابت پیاز مٹاڑ اور ہری مرچ کے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد انتہائی اطمینان اور سکون کے ساتھ کھانا شروع کرتا ہے۔ اس کیفیت میں جو اطمینان اور سکون اسے محسوس ہو رہا ہوتا ہے وہ کسی لکھ بیتی کو میک ڈونلڈز اور کے۔ایف۔سی کے مہنگے برگر کھا کر بھی نصیب نہیں ہوتا۔

برکت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے گھر والوں یعنی گھر کے کسی بھی فرد کو کسی بڑی بیماری یا مصیبت سے محفوظ رکھتا ہے۔ انسان ہسپتال اور ڈاکٹروں کے چکروں سے بچا رہتا ہے۔ اس طرح بندے کی آمدن پانی کی طرح بہہ جانے سے محفوظ رہتی ہے۔ برکت کی ایک صورت قناعت پسندی ہے۔
برکت کا تعلق مادی ذرائع کے ساتھ ساتھ اللہ کی غیبی امداد سے ہے۔ ایسی غیبی امداد جو نہ صرف ہمارے قلب کو اطمینان اور سکون دے بلکہ ہماری تمام ضروریات آمدنی کے اندر اندر ہی پوری ہو جائیں۔

برکت کی ایک صورت وقت اور زندگی میں برکت کی بھی ہوتی ہے۔ وقت میں برکت یہ ہے کہ کم وقت میں زیادہ اور نتیجہ خیز کام ہو جاتے ہیں۔ وقت فضول چیزوں میں ضائع نہیں ہوتا۔ عمر میں برکت یہ ہے کہ زندگی برے کاموں میں خرچ نہیں ہوتی۔ اچھی باتوں اور اچھے اچھے کاموں میں صرف ہوتی ہے۔ کم کھانا زیادہ افراد کے لئے پورا ہو جاتا ہے۔ کم محنت کا پھل زیادہ آمدن یا پیداوار کی صورت میں نکلتا بھی برکت ہے۔

برکت ان لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو رب چاہی زندگی گزارتے ہیں۔ صبح فجر سے پہلے اٹھنا، وضو کر کے نماز ادا کرنا پھر دن کا کام شروع کرنا اور رات عشاء کے بعد سو جانا اس میں شامل ہے۔ جس گھر میں لوگ دن چڑھے تک سوئے رہتے ہیں فجر کی نماز ادا نہیں کرتے وہاں برکت نہیں آتی۔ یہاں ایک اور واقعہ پیش خدمت ہے۔
ہندوستان اور پاکستان کی پارٹیشن سے پہلے کا واقعہ ہے ایک مسلمان گھرانہ بہت برکت والی زندگی گزار رہا تھا۔ لوگ کسان تھے، محنت کرتے، پانچ وقت کی نماز پڑھتے اور دیانت داری سے کام لیتے۔

چونکہ کسان تھے اس لئے سال بھر گھر کا سودا سلف دکان سے آتا رہتا۔ دکاندار اس کو روز لکھ کر حساب کر لیتا اور سال کے آخر میں اس سودے کے عوض دکاندار نے، گندم اور چاول وغیرہ پورے سال کے لئے خرید کر رکھ لیا کرتا۔ چونکہ اس زمانے میں بجلی وغیرہ نہ تھی۔ گھر کے لوگ مغرب کی نماز پڑھ کر کھانا کھا لیتے اور اس کے بعد گھر میں رکھی ہوئی بڑی سی لالٹین جلا کر صحن میں لٹکا دی جاتی۔ اسی کی روشنی کمروں میں بھی جاتی رہتی۔ عشاء کی نماز کا انتظار کیا جاتا۔ عورتیں گھروں میں نماز ادا کرتیں اور جب گھر کے مرد عشاء کی نماز پڑھ کر آ جاتے تو سب سو جاتے۔ دوسرے دن فجر سے پہلے اٹھ کر مرد حضرات مسجد کو جاتے اور جاتے وقت وہ عورتوں کو جگا کر جاتے۔ عورتیں بھی اٹھ کر نوافل ادا کرتیں اور پھر فجر کے بعد تلاوت اور گھر کے کام کاج میں لگ جاتیں۔

اس گھر میں مغرب کے وقت جلنے والی لالٹین عشاء کے بعد رات سوتے وقت بند کر دی جاتی اور صبح فجر سے پہلے مقررہ وقت پر دوبارہ جلا دی جاتی۔ یہ لالٹین جو گھر میں جلتی اس کا تیل بھی دکان سے آتا تھا اور لالٹین کا یہ تیل پورے ہفتے بعد ختم ہوتا اور ہر آٹھویں دن یہ دوبارہ بھرا لیا جاتا۔
اچانک اس لالٹین کا تیل 7 دن کے بجائے کبھی 6 دن اور کبھی 5 دن میں ختم ہونے لگا۔ گھر کے مردوں نے اس بات کا ذکر گھر کی عورتوں سے کیا کہ کیا وقت سے پہلے لالٹین جلا دی جاتی ہے؟ یا صبح جلدی جلائی جاتی ہے؟ لیکن سب کو حیرت ہوئی کہ مقررہ وقت پر ہی لالٹین کو جلا یا اور بجھا یا جاتا ہے۔

کچھ عرصے کے بعد گھر کے ایک بزرگ نے انکشاف کیا کہ ہم لوگ مسجد جاتے ہوئے عورتوں کو جگا کر جاتے ہیں تو اس وقت تمام عورتیں نہیں اٹھتیں۔ کچھ دیر سے اٹھ کر نماز

پڑھتی ہیں (یعنی نماز قضا کر کے ادا کرتی ہیں) اور کچھ مردوں کے آنے کے وقت اٹھ کر گھر کے کام کاج میں مصروف ہو جاتی ہیں۔ نماز ہی نہیں پڑھتی۔ ان بزرگ کا کہنا تھا کہ گھر میں بے برکتی کی وجہ ان عورتوں کا دیر سے اٹھنا، فجر کی نماز نہ پڑھنا یا سستی اور جلدی جلدی میں مکروہ وقت میں نماز کو ادا کرنا ہے اور یہی حقیقت تھی۔ جب یہ غلطی ختم کی گئی تو لائین کا تیل پورے ہفتے کے لئے کافی ہونے لگا۔ تو جس گھر میں لوگ دن چڑھتے تک سوتے رہتے ہیں۔۔۔ نمازوں کی پرواہ نہیں کرتے وہاں برکت نہیں ہوتی۔

حدیث: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! میری امت کے لئے دن کے اولین حصہ میں برکت عطا فرما“۔ (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، مسند احمد)

بہادر شاہ ظفر کے سارے شہزادوں کے سر قلم کر کے اس کے سامنے کیوں پیش کئے گئے؟ قبر کیلئے زمین کی جگہ کیوں نہ ملی؟ آج بھی اسکی نسل کے بچے کچے لوگ بھیک مانگتے پھرتے ہیں؟

یاد رکھیں! تباہی ایک دن میں نہیں آ جاتی۔ اللہ تعالیٰ بہت مہلت دیتا ہے۔ اس سے زیادہ مہلت کوئی دے ہی نہیں سکتا۔ نمازوں کی پرواہ نہ کر کے دو پہر تک بے پرواہی سے سونے والوں کا انجام یہی ہوتا ہے۔

آج کل کوئی اس بات پر فخر کرتا ہے کہ وہ صبح کے وقت سوتا ہے اور کوئی اس بات پر کہ وہ دو پہر دو بجے تک سو کر اٹھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رات سونے اور دن کام کے لئے بنایا ہے۔ لیکن افسوس کہ مسلمانوں کی اکثریت آجکل دن رات موبائل، انٹرنیٹ، فیس بک (facebook)، واٹس ایپ (whatsapp)، انسٹاگرام (instagram)، ٹک ٹاک (tik tok)، ایمو (imo)، ڈیلی موٹن (dailymotion)، یوٹیوب (youtube) اور لائیو (Likee) وغیرہ میں وقت ضائع کر دیتے ہیں۔ صبح اٹھنا یا اور نہ یہ یاد کہ کب سونا ہے؟

نہ نمازوں کی پرواہ، نہ قرآن کی تلاوت اور اس کے علاوہ ایک اور بہت بڑا عذاب کہ فحاشی اور عریانی کی نگہی اور بے ہودہ تصاویر اور مناظر دیکھنے میں بچے، جوان، اوسط عمر اور بوڑھے سب شامل ہیں۔ عورتیں حتیٰ کہ شادی شدہ عورتیں سب ہی ان مناظر سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ ان کی خدمت میں ایک حدیث پیش کی جاتی ہے۔

حدیث: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ”میں اپنی امت میں سے یقینی طور پر ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو قیامت کے دن تہامہ کے پہاڑوں کے برابر نیکیاں لے کر آئیں گے، اللہ تعالیٰ ان نیکیوں کو (ہوا میں منتشر ہو جانے والا) غبار بنا کر ہوا میں غارت کر دے گا“، ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ”اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ! ان لوگوں کا حال ہم سے بیان فرمائیے اور کھول کر بیان فرمائیے تاکہ لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے ہم ان میں سے نہ ہو جائیں“، آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ”وہ لوگ تم لوگوں کے دینی بھائی ہوں گے اور تمہاری طرح دین اسلام پر ہوں گے اور رات کی عبادات میں اسی طرح حصہ لیں گے جس طرح تم لوگ لیتے ہو (یعنی تم لوگوں کی ہی طرح قیام الیل کریں گے) لیکن ان کا معاملہ یہ ہوگا کہ جب وہ لوگ اللہ کی حرام کردہ چیزوں اور کاموں کو تنہائی میں پائیں گے تو انہیں استعمال کریں گے۔“ (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 4386، کتاب الزہد، باب 29) (نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے زمانے میں طائف سے مدینہ تک کا علاقہ تہامہ کہلاتا تھا۔)

غور کی بات یہ ہے کہ اتنے بڑے علاقے پر پھیلے ہوئے پہاڑوں کے برابر نیکیاں اللہ تعالیٰ روز محشر بھگ سے اڑا دے گا۔ تنہائی میں انٹرنیٹ کا غلط استعمال کرنے والے مسلمان چاہے نماز پڑھیں، روزے رکھیں، تہجد گزار ہوں۔ مندرجہ بالا فرمان نبوی خاتم النبیین ﷺ کے مطابق ان کے یہ تمام اعمال ضائع ہو جائیں گے۔

دو پہر تک سونے والوں، فجر کی نماز نہ پڑھنے والوں، عیش پرستی اور فحاشی میں زندگی گزارنے والوں کے نہ وقت میں برکت ہوتی ہے، نہ مال میں اور نہ ہی زندگی میں۔ یہ تو اللہ کی ذات ہے جو کچھ لوگوں کو عبرت کا نشان بنا کر دنیا والوں کو سمجھا دیا جاتا ہے کہ دیکھو یہ انجام کسی کا بھی ہو سکتا ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ سے ہدایت کی دعا کرتے رہنا چاہئے کیونکہ ہدایت بغیر مانگنے نہیں ملتی۔

برکت سے انسان کو اطمینان، قلب اور دل کا سکون رہتا ہے۔ آج کل دل کا سکون اور اطمینان بہت کم لوگوں کو حاصل ہے۔ دولت کمانے کی دھن، جائز اور ناجائز کی پرواہ نہ کرنا، نمازوں کی پرواہ نہ کرنا، اندھی مغربی تقلید، اسلامی طور طریقوں کو فرسودہ نظام کہنا، سنتوں کی پرواہ نہ کرنا، قرآنی احکامات کے بارے میں لاعلمی، معلوم نہیں آج کل ہم مسلمان کہاں جا رہے ہیں؟ اطمینان، قلب اور دل کا سکون کہاں سے آئے گا؟

سوچنے کی بات یہ ہے کہ آدم اور حوا نے شیطان کے بہکانے پر جب ممنوع درخت کا دانہ کھالیا تو اپنے اپنے جسموں کو چھپانے لگے۔ اس کے بعد زمین پر بھیج دیئے گئے۔ اب شیطان نے ایک اور حربہ استعمال کرتے ہوئے عورتوں کے جسم سے اس لباس کو چھیننے کی کوشش شروع کر دی ہے۔ آج کل عورتوں کے جسم پر لباس کم اور جسم زیادہ نظر آتا ہے گویا عورتوں نے جسم سے حیا کا پردہ اٹھا کر مردوں کی آنکھوں پر ڈال دیا ہے۔

آدم تو جنت سے نیچے زمین پر آگئے۔ اپنی غلطی پر توبہ استغفار میں ہزاروں سال تک روتے رہے۔ ہم جنہیں اپنی غلطی نظر ہی نہیں آتی ہم استغفار کیوں کریں گے؟ لیکن اگر ہم زمین سے نکالے گئے تو کہاں جائیں گے؟ زمین کے نیچے تو جہنم کے طبقات ہیں۔۔۔ پاتال ہے۔۔۔ دوزخ ہے۔۔۔ بھڑکتی اور لپکتی ہوئی آگ ہے۔

اطمینان اور سکون کے لئے بہترین چیز اپنے گناہوں پر نظر رکھنا بھی ہے۔ اس کے بعد توبہ کی توفیق ہو جاتی ہے۔ اپنے گزشتہ گناہوں پر توبہ اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم ہی انسان کو سکون سے مالا مال کر دیتا ہے۔ اگر ہم سے غلطی ہو جائے تو ابلیس کی طرح دلیر نہیں ہونا چاہئے بلکہ غلطی پر شرمندہ ہوتے ہی معافی مانگ لینی چاہئے۔ کیونکہ ہم ابن ابلیس نہیں ہیں ابن آدم ہیں۔ تائب ہونے کے بعد اللہ سے ہدایت اور عبادت کی توفیق مانگیں۔ تائب بندہ اللہ کی رضا میں رہتا ہے۔ اسے ہر طرف برکت ہی برکت نظر آتی ہے۔ وہ دو جوڑے کپڑوں کو بھی ضرورت سے زیادہ خیال کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر گزار رہتا ہے۔

حدیث: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "یہ دنیا سرسبز اور میٹھی ہے، ہم (میں سے جو) خوش دلی سے اور کسی حرص کے بغیر اس دنیا کے مال میں سے کچھ زائد بھی دے دیں گے (یعنی صدقہ، خیرات اور زکوٰۃ میں سے کچھ زیادہ بھی دے دیں گے) تو ایسے انسان کے لئے اس کے مال میں برکت ہوتی ہے اور اگر اس مال میں سے بادل ناخوانستہ اور اس کی حرص کی بنا پر کچھ دیں گے تو اس کے لئے اس مال میں برکت نہیں ہوگی"۔ (مسند احمد، حدیث نمبر 3533)

انسان کا حال تو یہ ہے کہ وہ دعویٰ اللہ سے محبت کا کرتا ہے اور اقرار بھی کرتا ہے کہ اسے اللہ سے سب سے زیادہ محبت ہے لیکن اس محبت کے لئے وہ کچھ دینے کو تیار نہیں ہوتا۔ اللہ کے نام پر وہی چیزیں دوسروں کو دیتا ہے جس کو وہ اچھی طرح استعمال کر چکا ہوتا ہے۔ چاہے وہ لباس ہو، جوتا ہو، یا خیرات۔ یہ چیزیں اس کے دل سے اتری ہوئی ہوتی ہیں۔ جبکہ ان چیزوں کے بدلے میں وہ اللہ کے دل میں اترا نا چاہتا ہے۔ کیسا عجیب ہے یہ عقلمند انسان؟

جسے اللہ نے ڈھیل دی ہوئی ہے اس کا محاسبہ نہ کریں۔ اس کا معاملہ بڑی عدالت کے زیر غور ہے معلوم نہیں کیا حکم صادر ہوتا ہے؟ کوئی پوچھے تو سچ بولیں ورنہ چپ رہیں۔ کسی کو خود نہیں چھوڑنا، دوسرے کو سوچنے کا موقع دینا ہے۔ اگر کوئی چھوڑ دے اور چھوڑ کر چلا جائے تو دل کو سمجھائیں کہ اچھے لوگ برے لوگوں کو چھوڑ ہی دیا کرتے ہیں کوئی بات نہیں۔ لیکن اگر کوئی واپس آجائے تو اس کے لئے دروازے بند نہ کئے جائیں۔ یہی اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ ایسے ہی کام کو کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اطمینان قلب اور طمانیت نصیب کرتا ہے اور ایسے ہی لوگوں کو برکت جیسی نعمت سے نوازا جاتا ہے۔

ایک شخص نے ایک بزرگ سے پوچھا "آپ کون ہیں؟" انہوں نے جواب دیا "اللہ تعالیٰ کا چڑا ہی ہوں"۔ پھر اس شخص نے پوچھا "آپ کی ڈیوٹی کیا ہے؟" کہنے لگے "میں لوگوں میں برکت تقسیم کرتا ہوں۔ مجھے حکم ہوا ہے کہ تمہیں بھی برکت دے آؤں"۔ اس شخص نے سوال کیا "یہ برکت کیا ہوتی ہے؟" انہوں نے کہا کہ "یہ جاگ ہوتی ہے"۔ اس شخص نے سوالیہ انداز میں پوچھا "یہ جاگ کیا ہوتی ہے؟" انہوں نے کہا "یہ تولد و تولد دی ہوتی ہے۔ جو دودھ کے پورے مٹکے کو دہی بنا دیتی ہے"۔ اس شخص نے سوال کیا۔ "یہ برکت مجھے کیوں دی گئی ہے؟" بزرگ نے جواب دیا "خدمت خلق کے عوض"۔ اس شخص نے کہا "مجھے کیسے معلوم ہوگا کہ مجھے برکت ملی ہے؟" بزرگ نے تھوڑی دیر کے لیے خاموشی اختیار کی پھر بولے "تم جہاں جاؤ گے، رونق آجائے گی۔ اور جس جگہ سے اٹھ جاؤ گے وہ جگہ اجاڑ ہو جائے گی۔ لوگوں کے دل تمہاری طرف کھینچے چلے آئیں گے۔ لوگوں کو تمہارے پاس بیٹھ کر سکون ملے گا۔ تمہاری صحبت لوگوں کے لئے فائدہ مند ہوگی۔ تم سے دوستی کرنے والے لوگ فائدہ میں رہیں گے اور تمہیں نقصان پہنچانے والے خود نقصان اٹھائیں گے"۔ اس شخص نے سوال کیا "باباجی یہ برکت کب تک میرے ساتھ رہے گی؟" انہوں نے فوراً جواب دیا "جب تک تو تکبر سے بچا رہے گا"۔ اس شخص نے کہا "باباجی اس کے لئے مجھے کوئی آسان نسخہ بتا دیجئے؟" انہوں نے کہا "دو باتیں یاد رکھو: ایک لوگوں کو معاف کرو۔۔۔ دوسرا اپنے آپ کو معاف کرو۔۔۔ اپنے آپ کو معاف کرنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے اعتبار سے جس حیثیت میں رکھا ہے اس میں رب سے شکوہ نہ کرو، مخلوق سے شکوہ نہ کرو۔ ہمارے ذمہ کوشش ہے جائز طریقے سے وہ کرتے رہنا چاہیئے۔ اگر باوجود کوشش کے اللہ تعالیٰ ہمیں زیادہ مال نہیں دے رہے ہیں۔ ہمیں زیادہ وسعت نہیں دی جا رہی ہے۔ زیادہ بڑا گھر نہیں دیا جا رہا ہے۔ زیادہ نعمتیں نہیں دی جا رہی ہیں تو پھر مطمئن ہو جانا چاہئے کہ میرا رب میرے لئے یہی چاہتا ہے اور وہ اسی میں راضی ہے تو میں بھی راضی ہوں۔ اور دعا کرتے رہنا چاہئے کہ اے اللہ تو مجھ سے راضی رہنا۔ اس کو کہتے ہیں "راضی بہ رضا"۔

ایک شخص ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ سے بحث کر رہا تھا کہ "برکت نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی"۔ ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ نے کہا "تم نے کتے اور بکریاں دیکھیں ہیں؟" وہ شخص بولا "ہاں"۔ ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ بولے "سب سے زیادہ بچے کون جتنا ہے کتے یا بکری؟" وہ بولا "کتے"۔ ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ بولے "تم کو

بکریاں زیادہ نظر آتیں ہیں یا کتے؟ وہ بولا "بکریاں"۔ ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ بولے "جبکہ بکریاں ذبح ہوتیں مگر پھر بھی کم نہیں ہوتیں تو کیا برکت نہیں ہے اسی کا نام برکت ہے"۔ پھر وہ شخص بولا "ایسا کیوں ہے کہ بکریوں میں برکت ہے اور کتے میں نہیں"۔ ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ بولے "بکریاں رات ہوتے ہی فوراً سو جاتیں ہیں اور فجر سے پہلے اٹھ جاتیں ہیں اور یہ نزولِ رحمت کا وقت ہوتا ہے لہذا ان میں برکت حاصل ہوتی ہے۔ اور کتے رات بھر بھونکتے ہیں اور فجر کے قریب سو جاتے ہیں لہذا رحمت و برکت سے محروم ہوتے ہیں"۔

پس غور و فکر کا مقام ہے آج ہمارا بھی یہی حال ہے ہم اپنی راتوں کو فضولیات میں گزارتے ہیں اور وقتِ نزولِ رحمت ہم سو جاتے ہیں اسی وجہ سے آج نہ ہی ہمارے مال میں اور نہ ہی ہماری اولاد میں اور نہ ہی کسی چیز میں برکت حاصل ہوتی ہے۔

برکت کیسے حاصل ہوتی ہے؟

برکت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کے لئے "ایٹشل انعام" ہے۔ برکت کے حصول کا آسان طریقہ صدقہ کرنا یا کسی یتیم کی کفالت کرنا ہے۔ لوگوں کی خدمت کرنا۔۔۔ لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنا ہے۔ برکت ان لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو ہر دم اللہ تعالیٰ سے ہدایت اور توفیق کے طلبگار رہتے ہیں۔ ہدایت کی دعا کے ساتھ ساتھ ہدایت کی راہ پر چلنے کی توفیق مانگتے رہتے ہیں۔ ہدایت عربی زبان کا ایک بڑا جامع لفظ ہے۔ اس کے معنی میں کئی باتیں شامل ہیں۔

1- صحیح راستہ دکھانا 2- صحیح راستے پر چلانا 3- منزل مقصود پر پہنچا دینا

ہدایت کی راہ ہم اپنے علم اور اپنی عقل سے دریافت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہمارا علم محدود اور ہماری عقل ناقص ہے۔ اس لئے ہم اللہ ہی سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے علم سے ہمیں وہ راہ دکھائے جس میں کوئی کجی نہ ہو۔۔۔ کوئی کمی نہ رہے۔۔۔ کوئی اونچ نیچ نہ ہو۔۔۔ کہیں ٹھوکر لگنے کا ڈر نہ ہو۔۔۔ یعنی جس میں زندگی کا مکمل دستور عمل ہو۔ ایسا انسان جو اپنے رب سے ہمیشہ ہدایت کا طلبگار رہتا ہے اللہ اسے برکت عطا فرما دیتا ہے۔ ایسے انسان کی زندگی میں، اس کے مال میں، اس کے وقت میں اور اس کے ہر کام میں اللہ تعالیٰ درگتی پیدا فرما کر اسے برکت جیسے انعام سے نواز دیتا ہے۔

دراصل ہماری زندگی کا عمومی نصب العین ہماری ذاتی خواہش کی تکمیل کے گرد ہی گھومتا رہتا ہے لیکن اگر ہم چاہیں کہ ہمارا وجود دوسروں کے لئے بھی فائدہ مند ہو تو ہمیں ہمیشہ ذاتی خواہش سے بالاتر نصب العین اپنے سامنے رکھنا ہوگا۔ اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کیسے بارش کی طرح نوازتا ہے۔ اگر ہم صرف ذاتی خواہشات کی تکمیل کے لئے زندگی گزارتے ہیں تو زندگی پر سکون ضرور ہو سکتی ہے لیکن مطمئن نہیں۔ جب اطمینان ہی نصیب نہ ہو تو برکت کیسی؟

کثرت مت مانگئے، برکت مانگئے۔ کثرت آزمائش ہے جبکہ برکت ایک نعمت۔۔۔۔ کثرت نصیب ہے اور برکت خوش نصیبی۔۔۔۔ کثرت ہمارا اندازہ ہے کہ اس قدر ہو کہ ہماری ضروریات پوری ہوں اور برکت اللہ تعالیٰ کی گارنٹی ہے کہ جو ملے اس میں ضروریات لازماً پوری ہوں۔۔۔ کثرت والے حساب میں پھنس جائیں گے اور برکت والے پار لگ جائیں گے۔

ہمیں ایسا نصب العین منتخب کرنا چاہئے جو ہماری ذاتی خواہشات سے بلند ہو۔ عبادتِ ضائع ہو سکتی ہے خدمتِ ضائع نہیں ہوتی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مرتبہ شہادت

شہادت آخری منزل ہے انسانی سعادت کی
وہ خوش قسمت ہیں مل جائے جنہیں دولت شہادت کی

شہید ایک ہی جست میں زمین کی پستی سے آسمان کی بلندی پر پہنچ جاتا ہے۔
شہید کی قسمیں:-

شہید کی تین قسمیں ہیں:

(i) - شہید حقیقی (ii) - شہید فقہی (iii) - شہید حکمی

(i) - شہید حقیقی:- جو اللہ کی راہ میں قتل کیا جائے وہ شہید حقیقی ہے۔

(ii) - شہید فقہی:- شہید فقہی اُسے کہتے ہیں کہ عاقل، بالغ مسلمان ہو اور وہ تلوار یا بندوق یا کسی اور آلہ سے جارحانہ طور پر قتل کیا جائے۔ اور دنیا سے قتل کے سبب کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا ہو۔ اور نہ زندوں کے احکام میں سے کوئی حکم اس پر ثابت ہو۔

شہید فقہی کو غسل نہیں دیا جائے گا۔ نماز جنازہ پڑھائی جائے گی اور ویسے ہی خون کے ساتھ دفن کر دیا جائے گا۔ اور جو چیزیں کفن میں داخل نہ ہوں گی وہ اتاری جائیں گی مثلاً زرہ، ٹوپی، موزے، ہتھیار وغیرہ اور کفن مسنون میں اگر کوئی کمی رہ جائے گی تو اُسے پورا کر دیا جائے گا یا جامہ نہیں اتارا جائے گا اور سارے کپڑے اتار کر نئے کپڑے یا پورا نیا کفن نہیں دیا جائے گا کہ یہ مکروہ ہے۔ (شہید فقہی کے لیے)

لیکن اگر پاگل، نابالغ یا حیض و نفاس والی عورتیں یا نمونیہ کا مریض (جنبی) جب شہید کئے جائیں تو وہ شہید فقہی نہیں۔ یا قتلِ خطا کہ شکار مارنا تھا لیکن کسی مسلمان کو لگ گیا یا زخمی ہونے کے بعد کھایا، پیا، علاج کیا، نماز کا پورا وقت ہوش میں گزارا۔ اور کسی بات کی وصیت کی تو وہ شہید فقہی نہیں۔ مگر شہید فقہی نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ شہید ہونے کا ثواب نہیں پائے گا۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو غسل دیا جائے گا، پورا کفن دیا جائے گا اور پھر نماز جنازہ پڑھائی جائے گی۔

(iii) - شہید حکمی:- ایسا شہید جو ظلماً قتل نہیں کیا گیا مگر قیامت کے دن شہیدوں کے گروہ میں اٹھایا جائے گا۔ حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کئے جانے کے علاوہ سات شہادتیں اور ہیں۔ جو ذاتِ جب (نمونہ) میں مرے شہید ہے۔ جو عمارت کے نیچے دب کر مر جائے وہ شہید۔ جو عورت بچے کی پیدائش کے وقت مر جائے وہ شہید“۔ (مشکوٰۃ، ص نمبر 136)

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی صورتیں ہیں جن میں شہادت کا ثواب ملتا ہے حالتِ سفر میں مرا۔ سِل کی بیماری میں مرا (دمہ میں)، سواری سے گر کر مرا، مرگی میں مرا، بخار میں مرا، جان و مال یا اہل و عیال یا کسی حق کے بچانے میں مرا (قتلِ ہوا) عشق میں مرا بشرطیکہ پاک دامن ہو اور چھپایا ہوا ہو۔ کسی درندے نے پھاڑ کھایا۔ بادشاہ نے ظلماً قید کیا اور مر گیا۔ کسی موذی جانور کے کاٹنے سے مرا۔ علمِ دین کی طلب میں مرا، موزن جو کہ طلبِ ثواب کے لیے اذان کہتا ہو۔ راست گوتا جبر، سمندر میں متلی ہوئی اور مر گیا۔ بال بچوں کے لیے سعی کرے اور حلالِ رزق کماتے ہوئے مرے، جو ہر روز 25 مرتبہ یہ دعا کرے "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِيْ فِي الْمَوْتِ وَفِي مَا بَعْدَ الْمَوْتِ" جو چاشت کی نماز پڑھے۔ جو ہر ماہ میں چاند کی 13، 14، 15 کا روزہ رکھے، جو ترکِ کبھی قضاء نہ کرے۔ فسادِ امت کے وقت سنت پر عمل کرنے والا شہیدوں کا ثواب رکھتا ہے۔ جو مرض میں 40 مرتبہ آیت کریمہ پڑھے اور مرض میں انتقال کر گیا تو شہید اور اگر بچ گیا تو مغفرت ہو جائے گی مسلمانوں کی حفاظت کے لیے سرحد پر گھوڑا باندھنے والا۔ جو شخص ہر روز سورہ یٰسین پڑھے، جو شخص ہر روز سورہ توبہ درود شریف پڑھے، جو با وضو سویا اور مر گیا۔ جو شخص دل سے یہ دعا کرے کہ ”یا اللہ مجھے شہیدوں میں سے اٹھانا“۔ جو جمعہ کے دن انتقال کرے وہ شہید۔

ان تمام قسموں میں سب سے اعلیٰ ترین شہید وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوا ہو (یعنی شہید حقیقی)۔

فضائل شہداء:

شہداء کے لیے قرآن پاک سورہ بقرہ، آیت نمبر 154 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:
ترجمہ: ”جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیے جائیں انہیں مردہ مت کہنا بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں خبر نہیں۔“
ایک اور جگہ سورہ آل عمران، آیت نمبر 169 میں ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ”جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے انہیں مردہ ہرگز نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔ روزی دیئے جاتے ہیں۔“
حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس آیت کریمہ کا معنی رسول پاک خاتم النبیین ﷺ سے دریافت کیا تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے جسم میں ہیں ان کے رہنے کے لیے عرش الہی کے نیچے قدیلوں لٹکائی گئیں ہیں۔ جنت میں جہاں ان کا جی چاہتا ہے یہ سیر کرتے ہیں۔ اور اس کے میوے کھاتے ہیں۔“
(مسلم۔ مشکوٰۃ ص نمبر 330)

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ”شہید کے لیے اللہ تعالیٰ کے نزدیک چھ خوبیاں ہیں:“

- 1- خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اسے بخش دیا جاتا ہے اور رُوح نکلتے وقت اس کو جنت کا ٹھکانہ دکھا دیا جاتا ہے۔
- 2- قبر کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔
- 3- اسے جہنم کے عذاب کا خوف نہیں رہتا۔
- 4- اس کے سر پر عزت اور وقار کا تاج رکھ دیا جاتا ہے۔
- 5- اس کے نکاح میں بڑی بڑی آنکھوں والی 72 حوریں دی جائیں گی۔
- 6- اس کے عزیزوں میں سے 70 آدمیوں کی شفاعت اس کی طرف سے قبول کی جائے گی۔ (ترمذی۔ مشکوٰۃ ص نمبر 333)

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”جو لڑائی میں قتل کئے جاتے ہیں ان کی تین قسمیں ہیں:

- 1- ایک وہ مومن جو اپنی جان اور اپنے مال سے اللہ کی راہ میں لڑے اور دشمن سے خوب مقابلہ کرے اور شہید ہو جائے۔ یہ وہ شہید ہے جو صبر اور مشقت کے امتحان میں کامیاب ہوا۔ یہ شہید خدائے تعالیٰ کے عرش کے نیچے اللہ تعالیٰ کے خیمہ میں ہوگا۔ انبیاء کرام علیہ السلام اس سے صرف درجہ نبوت میں زیادہ ہوں گے۔
- 2- دوسرا وہ شہید ہے جن کے اعمال دونوں طرح کے ہیں یعنی کچھ اچھے اور کچھ بُرے۔ وہ اپنے جان و مال سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑا اور شہید ہو گیا۔ یہ ایسی شہادت ہے جو گناہوں اور برائیوں کو مٹانے والی ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”بیشک تلوار گناہوں کو بہت زیادہ مٹانے والی ہے اور شہید جس دروازے سے چاہے گا جنت میں چلا جائے گا“۔ (مسند احمد، حدیث نمبر 4892)
- 3- تیسرا وہ منافق ہے جس نے اپنی جان اور مال سے جہاد کیا اور دشمن سے خوب لڑا اور مارا گیا۔ یہ شخص دوزخ میں جائے گا۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”نفاق یعنی چھپے ہوئے کفر کو تلوار نہیں مٹاتی“۔ (راوی، مشکوٰۃ ص 336)

شہادت کی تکلیف:

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”شہید قتل کی صرف اتنی ہی تکلیف محسوس کرتا ہے جتنی کہ تم چنگی کاٹنے یا چوٹی کے کاٹنے کی تکلیف محسوس کرتے ہو“۔ (سنن ابن ماجہ: 2802، السلسلۃ الصحیحہ: 2135)

یہاں شہید سے وہ شہید مراد ہے جس کے دل میں اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کی محبت اس درجہ پیدا ہو گئی ہو کہ اس کا دل چاہتا ہو کہ ایک نہیں بلکہ کروڑوں جانیں ہوں تو میں سب کو اپنے محبوب پر قربان کر دوں۔

حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”جنت میں جانے کے بعد کوئی جنتی دوبارہ دنیا میں جانے کی تمنا نہیں کرے گا۔ مگر شہید آرزو کرے گا کہ وہ پھر دنیا کی طرف واپس ہو کر اللہ کی راہ میں دس مرتبہ قتل کیا جائے“۔ (بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ ص 330)

حجر اسود

حجر اسود جنت کے یاقوتوں میں سے ایک ہے جسے سیدنا آدم علیہ السلام اپنے ساتھ جنت سے لائے تھے اور تعمیر بیت اللہ کے وقت ایک گوشہ میں نصب فرمایا تھا۔ طوفانِ نوح علیہ السلام میں حضرت آدم علیہ السلام کا تعمیر کردہ بیت اللہ آسمانوں پر اٹھائے جاتے وقت اس متبرک پتھر کو شکمِ جبلِ ابی قیس (پہاڑی قیس کے اندر) میں امانت رکھ دیا گیا تھا، پھر تعمیر ابراہیمی کے وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی خدمتِ عالیہ میں پیش کر دیا تھا، اس طرح اُسے پھر اسی جگہ کی زینت بنا دیا گیا جہاں پہلے رونق افروز تھا۔ (تفسیر قرطبی)

جنت کا یہ انمول موتی، عالی مرتبت، مقدس و متبرک یاقوت، گردشِ ایام کی ستم رانیوں سے محفوظ نہ رہ سکا، متعدد بار اُسے فساق و فجار ظالموں کے ہاتھوں تختہِ مشق بنا پڑا، ۳۱۷ھ میں جب مکہ مکرمہ قرامطہ کے دستِ تصرف میں آیا، تو ابوطاہر سلیمان بن الحسن نے جو قرامطہ کا سردار تھا، حرمِ محترم میں خون کی ہولی کھیلی۔ علامہ قطب الدین رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: ”ابوطاہر قرامطی بد بخت کو بیت اللہ کی بجائے اپنے شہر ”ہجر“ میں حج کا اجتماع کرانے کا جنونِ داغ میں پیدا ہوا، اس نے اس غرض سے ایک عالی شان محل بنوایا جس کا نام ”دار الحجہ“ رکھا، چنانچہ ۳۱۷ھ میں حج کے ایام میں ایک لشکرِ جرار لے کر مکہ مکرمہ پر حملہ آور ہوا۔ ۸ ذوالحجہ ۳۱۷ھ کو اس قدر قتل عام کیا کہ حجاج کی لاشوں سے چاہ زرم بھر گیا، شہر اور مضافات کے تیس ہزار بے قصور افراد کو موت کی نیند سلا دیا، جن میں سترہ سو حاجی اور سات سو طواف کرنے والے بھی شہید ہو گئے، اس نے یہ سارا کھیل میز اب رحمت یعنی کعبہ شریف کا پرنا لہ جو سونے کا تھا، اکھاڑنے، مقامِ ابراہیم اور حجر اسود چوری کرنے کی نامشکور جسارت کے لیے کھینچا تھا۔ دو آدمی اس مذموم حرکت کے لیے کعبہ شریف پر چڑھے، مگر آن واحد میں سر کے بل زمین پر گر کر واصلِ جہنم ہو گئے، مقامِ ابراہیم تو اس کے دستِ تصرف سے مامون رہا، کیوں کہ خدامِ حرم نے اُسے پہاڑ کی گھاٹی میں کہیں چھپا دیا تھا، مگر ۱۲ ذوالحجہ ۳۱۷ھ بروز اتوار عصر کے وقت جعفر بن حلاج نے ابوطاہر کے حکم سے حجر اسود کو کدال سے اکھاڑ لیا، اس پر کئی ضربیں لگائیں جس سے کچھ ریزے ٹوٹ گئے۔ وہ حجر اسود کو اپنے ساتھ بحرین لے گئے، اور اس کی جگہ خالی رہ گئی۔

علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ رقم طراز ہیں: ”ابوطاہر نے کعبۃ اللہ کا دروازہ اکھاڑ پھینکا، غلافِ کعبہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اپنے فوجیوں میں بانٹ دیا، حجر اسود کو اکھاڑ کے ساتھ لے گیا، اہل مکہ کے گھر بار اور مال و متاع کو لوٹ لیا، اس نے روانگی کے وقت یہ اعلان کر دیا کہ آئندہ سے حج اس کے ہاں ہوا کرے گا۔“ خلافتِ مستنکی کے امراء نے بے حد کوشش کی کہ کسی طرح حجر اسود واپس آجائے، انہوں نے پچاس ہزار دینار سرخ کی پیش کش بھی کی، مگر قرامطی ٹس سے مس نہ ہوئے۔ وہ (ابوطاہر) اس خیالِ فاسد پر قائم تھا کہ یہ ناپاک جسارت اپنے امام عبید اللہ المہدی والی افریقہ کی خوشنودی کے لیے کر رہا ہے، لیکن جب منصور اسماعیل نے قیروان سے حجر اسود کی واپسی کا مطالبہ شدت سے کیا اور ادھر عبید اللہ المہدی نے بھی ابوطاہر کو سختی سے ڈانٹا کہ اگر حجر اسود واپس نہ کرو گے تو پھر جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ، اس لیے مجبوراً ۳۳۹ھ میں واپس کرنا پڑا، جبکہ اس سے قبل خلافتِ مستنکی کی جانب سے پچاس ہزار دینار کے عوض بھی واپسی کا مطالبہ مسترد کر دیا گیا تھا۔ (ابن خلدون، ج: ۵، ص: ۱۹۶) علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ نے لکھا ہے کہ: ”یہ ظالم ابوطاہر چیچک کے عارضہ میں مبتلا ہوا، اس کا جسم پھٹ گیا اور نہایت ذلت کے ساتھ مرا۔“ (اعلام الاعلام، ص: ۱۶۵، مرقات، ج: ۵، ص: ۳۲۰)۔ طواف کی ابتدا حجر اسود کے استلام سے ہوتی ہے، یہ جنت کا پتھر ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے گناہ جذب کرنے کی عجیب تاثیر رکھی ہے، چنانچہ نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جس وقت حجر اسود جنت سے اترتا وہ دودھ سے زیادہ سفید تھا، پھر آدمیوں کے گناہوں نے اسے سیاہ کر دیا۔“ (رواہ الترمذی ۸۷۷، الترغیب والترہیب: ۲۷۰)

ترمذی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ ”حجر اسود اور مقامِ ابراہیم جنت کے یاقوتوں میں دو یاقوت ہیں، اگر اللہ تعالیٰ ان کی روشنی کو ختم نہ فرماتے تو یہ پوری زمین و آسمان کو روشن کر دیتے۔“ (ترمذی شریف: ۸۸۷، الترغیب والترہیب: ۲۷۰)

نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اس حجر اسود کو اپنے عملِ خیر کا گواہ بناؤ؛ کیوں کہ قیامت کے دن یہ سفارشی بن کر (اللہ کے دربار میں) اپنے استلام کرنے والوں کے لیے سفارش کرے گا، اس کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہوں گے۔“ (رواہ الطبرانی فی الاوسط عن عائشہؓ، الترغیب والترہیب: ۲۷۰)

آپ خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے: ”جو شخص حجر اسود کو ہاتھ لگائے تو گویا وہ اللہ تعالیٰ سے مصافحہ کر رہا ہے۔“ (رواہ ابن ماجہ ۲۹۵، الترغیب والترہیب: ۲۶۸) حجر اسود کو بوسہ دے کر طواف شروع کیا جاتا ہے، اگر بھیڑ کا موقع نہ ہو اور سہولت سے بوسہ لینا ممکن نہ ہو تو قریب جا کر بوسہ لیں، اور اگر بھیڑ زیادہ ہو تو دور ہی سے استلام کر لیں، اس سے بھی بوسہ کے برابر ثواب ملتا ہے۔

چاہ زمزم

حضرت ابراہیمؑ کے دو بیٹے تھے۔ حضرت اسحاقؑ، حضرت سارہؑ کے بطن سے تھے۔ اور حضرت اسماعیلؑ، حضرت حاجرہؑ کے بطن سے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ حضرت اسماعیلؑ کو مکہ کی وادی میں چھوڑ دو۔ اس حکم کی بجا آوری میں حضرت ابراہیمؑ اپنی بیوی حضرت حاجرہؑ اور حضرت اسماعیلؑ کو مکہ چھوڑنے کے لئے آئے۔ حضرت ابراہیمؑ اور ان کی بیوی حضرت حاجرہؑ اور حضرت اسماعیلؑ براق پر سوار ہو کر مکہ آئے۔ راستے میں جہاں کہیں پانی اور آبادی دیکھتے حضرت ابراہیمؑ وہاں رکنے کا ارادہ فرماتے۔ لیکن جبرائیلؑ فرماتے: ”یہ وہ جگہ نہیں ہے“۔ جب مکہ میں حضرت جبرائیلؑ نے براق کو اتارا تو حضرت ابراہیمؑ یہ دیکھ کر کہ یہاں نہ آبادی ہے نہ پانی پریشان ہوئے۔ لیکن حکم خداوندی ان کے سامنے اولین چیز تھی۔ اس لئے یہاں اتر گئے۔ کچھ دن حضرت ابراہیمؑ نے وہاں قیام کیا پھر حکم خداوندی حضرت حاجرہؑ اور حضرت اسماعیلؑ کو چھوڑ کر واپس شام چلے گئے۔

حضرت ابراہیمؑ کے جانے کے بعد حضرت حاجرہؑ کے پاس جب پانی ختم ہو گیا۔ تو وہ پریشان ہوئیں۔ اس پریشانی میں انہوں نے صفامروہ کی پہاڑی پر چکر لگانے شروع کئے۔ اس دوران حضرت جبرائیلؑ تشریف لائے۔ اور انہوں نے اللہ کے حکم سے حضرت اسماعیلؑ کی ایڑیوں کے نیچے سے پانی کا ایک چشمہ جاری کیا۔ حضرت حاجرہؑ نے بچے کو اس چشمے سے پانی پلایا اور خود بھی پی کر پیاس بجھائی۔ یہ آب زم زم تھا۔ آب زم زم کی یہ خاصیت ہے کہ یہ بھوک اور پیاس دونوں مٹاتا ہے اور جس نیت سے پیا جائے وہ نیت پوری ہوتی ہے۔ پانی دیکھ کر قافلے یہاں آ کر آباد ہوتے رہے آبادی بڑھتی رہی۔ حضرت حاجرہؑ اور حضرت اسماعیلؑ بھی یہاں رہتے رہے۔ حضرت اسماعیلؑ یہاں پر پلے بڑھے۔ پھر حضرت ابراہیمؑ کو خانہ کعبہ کی تعمیر کا حکم ہوا۔

حضرت اسحاقؑ کے بیٹے حضرت یعقوبؑ تھے۔ حضرت یعقوبؑ کا لقب اسرائیل تھا۔ حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹے تھے۔ یہ بنی اسرائیل کہلائے۔ پھر ان کی نسل اتنی بڑھی کہ یہ لوگ پورے حجاز میں پھیل گئے۔ ان کے بیٹے قیدار کی اولاد میں عدنان ہوئے۔ عدنان کے بیٹے کا نام معد اور پوتے کا نام نزار تھا۔ نزار کے چار بیٹے تھے۔ ان میں سے ایک کا نام مضر تھا۔ مضر سے الیاس، الیاس سے مدرکہ، مدرکہ سے خزیمہ، خزیمہ سے کنانہ، کنانہ سے نضر پیدا ہوئے۔ نضر کی نسل سے قریش بن مالک پیدا ہوئے۔ یہ فہر بن مالک بھی کہلائے۔ پھر قریش کی اولاد مختلف قبائل میں بٹ گئی۔ ان میں سے ایک کی اولاد قصی نے اقتدار حاصل کیا۔ قصی کے آگے تین بیٹے ہوئے۔ ان میں سے ایک عبد مناف تھے۔ جن کی اگلی نسل میں ہاشم پیدا ہوئے۔

ہاشم نے مدینہ کے ایک سردار کی لڑکی سے شادی کی۔ ان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام شیبہ تھا۔ یہ پیدا ہی ہوا تھا کہ ہاشم کا انتقال ہو گیا۔ ہاشم کے انتقال کے بعد ان کے بھائی مطلب کہہ کے حاکم ہوئے۔ ہاشم کا بیٹا مدینہ میں پرورش پاتا رہا۔ جب مطلب کو معلوم ہوا کہ وہ جوان ہو گیا ہے تو وہ بھتیجے کو لینے خود مدینہ گئے۔ اسے لے کر مکہ پہنچے تو لوگوں نے خیال کیا کہ یہ نوجوان ان کا غلام ہے۔ مطلب نے بتایا کہ ”یہ ہاشم کا بیٹا اور میرا بھتیجا ہے“۔ اس کے باوجود لوگوں نے اس کو غلام ہی کہنا شروع کر دیا اس طرح شیبہ کو عبدالمطلب کہا جانے لگا۔ انہیں عبدالمطلب کے ہاں ابوطالب، حمزہ، عبد اللہ، ابولہب، حارث اور عبد الرحمن پیدا ہوئے۔

عبدالمطلب کے تمام بیٹوں میں عبد اللہ سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔ اور عبد اللہ کے بیٹے ہمارے نبی حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ ہیں۔

آب زم زم کا کنواں جو حضرت اسماعیلؑ کے زمانے میں جاری ہوا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ خشک ہوتا رہا۔ اور پھر بالکل خشک ہو گیا۔ اسے جراثیم کے سردار مضاض نے پاٹ دیا تھا۔ بات یہ تھی کہ اس وقت قبیلہ جراثیم کے لوگ مکہ کے سردار تھے بیت اللہ کے نگران تھے۔ انہی میں سے کچھ لوگوں نے بیت اللہ کی بے حرمتی شروع کر دی۔ مضاض بن عمرو ان کے سردار تھا۔ وہ اچھا آدمی تھا۔ اس نے اپنے قبیلے کو بہت سمجھایا کہ بیت اللہ کی بے حرمتی نہ کرو۔ لیکن اس کے قبیلے کے لوگوں پر کوئی اثر نہ ہوا۔ جب مضاض نے دیکھا کہ قوم پر کوئی اثر نہیں ہو رہا۔ تو اس نے قوم کو چھوڑ کر جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے تمام مال و دولت، تلواریں اور زریں وغیرہ خانہ کعبہ سے نکال کر زم زم کے کنویں میں ڈال دیں اور مٹی سے اس کو پاٹ دیا۔ کنواں اس سے پہلے خشک ہو چکا تھا۔ اب اس کا نام و نشان بھی مٹ گیا۔

مدتوں یہ کنواں بند پڑا رہا۔ اس کے بعد بنو خزاعہ نے بنو جراثیم کو وہاں سے مار بھگا دیا۔ بنو خزاعہ اور قصص کی سرداری کا زمانہ اس حالت میں گزرا۔ کنواں بند رہا یہاں تک کہ قصا کے بعد عبدالمطلب کا زمانہ آ گیا۔

نبیہتی نے زہری سے روایت کیا ہے کہ عبدالمطلب کے تذکرے میں پہلا واقعہ یہ بیان ہوا ہے کہ اکثر قریش مکہ اصحاب فیل سے ڈر کر مکہ سے چلے گئے۔ مگر حضرت عبدالمطلب نے فرمایا: ”خدا کی قسم میں حرم سے ہرگز نہ نکلوں گا اور نہ خدا کے سوا کسی کی مدد چاہوں گا“۔ اس کے بعد وہ بیت اللہ کے پاس بیٹھ گئے۔ اور دعا کرنے لگے۔“

اے خدا! ہر ایک اپنے گھر کی حفاظت اور مدافعت کرتا ہے تو بھی اپنے گھر کی دشمنوں سے حفاظت فرما۔ پھر وہ صبر و استقامت کے ساتھ بیت الحرم میں ٹھہرے رہے حتیٰ کے بے شمار دیوبیکر ہاتھیوں والا لشکر حرم کی حفاظت کرنے والی چڑیوں کے ذریعے خس و خاشاک ہو گیا۔ (ہاتھیوں کا لشکر بائیل کی چھوٹی چھوٹی کنکریوں سے سنگسار کروا دیا گیا تمام ہاتھی اور ہاتھی سوار مارے گئے)۔ اس کے بعد قریش اپنے گھروں کو لوٹ آئے۔ اور عبدالمطلب کی عظمت اُن کے اس کردار کی وجہ سے دو چند ہو گئی۔

ابن اسحاق اور بیہقی نے حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عبدالمطلبؓ حجر اسود کے قریب سو رہے تھے کہ کسی نے ان سے کہا ”برہ“ کو کھودو۔ انہوں نے پوچھا ”مگر کہنے والا ان کے پاس سے چلا گیا۔ دوسرے دن جب وہ پھر اسی جگہ سوئے تو کسی نے ان سے کہا ”المضونہ“ کو کھودو۔ انہوں نے پوچھا ”مضونہ کیا ہے؟“ مگر وہ ان کے پاس سے چلا گیا۔ تیسرے دن جب وہ اسی جگہ سوئے تو کسی نے ان سے کہا ”طیبہ“ کو کھودو۔ انہوں نے پوچھا ”طیبہ کیا ہے؟“ مگر وہ ان کے پاس سے چلا گیا چوتھے دن وہ اسی جگہ پرسوئے تو کسی نے ان سے کہا ”چاہ زمزم کھودو“ انہوں نے کہا ”زمزم کیا ہے؟“ اس نے بتایا ”اس کا پانی نہ کم ہوگا نہ اپنی جگہ سے ہٹے گا۔“ جب حضرت عبدالمطلب بیدار ہوئے تو انہوں نے ”اللہ سے دعا کی کہ اے خدا مجھے اس کنویں کا مقام ظاہر فرما دے۔“

چنانچہ پھر خواب میں راہنمائی فرمائی گئی کہ تم اس پوشیدہ مقام کو کھودو جو ”فرث ادروم“ کے مابین مخفی ہے اور وہ غراب اعظم (کوئے) کے چونچ مارنے کی جگہ ہے۔ اور وہ جگہ قریۃ النمل میں سرخ پتھروں کے نیچے ہے۔

اس کے بعد عبدالمطلب اٹھ کر گئے۔ اور مسجد حرام میں بیٹھ کر بتائی ہوئی علامات کا انتظار کرنے لگے۔ اور مقام ”خروہ“ میں گائے ذبح کی۔ گائے کے ذبح کرتے ہوئے ابھی گائے میں کچھ جان باقی تھی کہ وہ ذبح کرنے والوں کے ہاتھوں سے چھوٹ گئی۔ اور پھر مسجد حرام کے نزدیک چاہ زمزم کے قریب آ کر گر گئی۔ اس کو وہیں مکمل طور پر ذبح کیا گیا، گوشت بنایا گیا اور اٹھایا گیا۔ کہ دفعۃً خون اور اوجھ پر ایک کوا آیا اور قریۃ النمل کی جگہ بیٹھا چونچ ماری (قریۃ النمل یعنی وہ جگہ جہاں چیونٹیوں نے اپنے گھر بنا رکھے تھے) یہ عمل دیکھ کر عبدالمطلب اٹھے اور اسی مقام پر کھدائی شروع کر دی۔

چاہ زمزم کی کھدائی کا کام بہت مشکل تھا۔ حضرت عبدالمطلب کے دس بیٹے تھے۔ حضرت عبدالمطلب نے اس وقت منت مانی کہ ”اے اللہ تو اس کھدائی کو ہمارے لئے آسان کر دے۔ اس آسانی کی وجہ سے میں اپنا ایک بیٹا قربان کر دوں گا۔“ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے کھدائی میں آسانی فرمادی۔ قریش آئے تو انہوں نے یہ سب کچھ دیکھا اور دریافت کیا ”عبدالمطلب یہ کیا کر رہے ہو؟“ عبدالمطلب نے فرمایا۔ ”میں اس کنویں کو کھود رہا ہوں جو پاٹ دیا گیا تھا۔“ حضرت عبدالمطلب نے اس کے گرد حوض بنایا۔ وہ حوض زمزم کے پانی سے بھر گیا۔ اس حوض سے حجاج پانی پینے لگے۔ یہ دیکھ کر قریش کے لوگ حسد کرنے لگے۔ حاسد لوگ رات کو اس حوض کو توڑ دیتے تھے۔ اور صبح کو عبدالمطلب اس کو درست کر دیا کرتے تھے۔ جب حاسدوں کی شرارتیں حد سے بڑھ گئیں تو عبدالمطلب نے اللہ سے دعا کی۔ جس کے جواب میں ان کو خواب میں بتایا گیا کہ ”ہم سے ان الفاظ میں دعا کرو۔ اے رب تعالیٰ! میں اس زمزم کے پانی کو نہانے والوں کے لئے حلال نہیں کروں گا۔ یہ پانی صرف پینے والوں کے لئے حلال ہے۔ یہ تیرا ہے۔ اور تو ہی اس کی حفاظت فرمانے والا ہے۔“

اس کے بعد وہ اٹھ کر گئے اور خواب کی عین ہدایت کے مطابق دعا کی اور اس بات کی منادی کروادی۔ اس کے بعد جس کسی نے زمزم کے حوض کو خراب کیا اللہ تعالیٰ نے اس کے جسم میں کوئی بیماری پیدا کر دی۔ بالآخر وہ حوض کے پانی کو خراب کرنے اور اس کے پانی میں غسل کرنے سے باز آ گئے۔

پھر تمام لوگ کہنے لگے ”اے عبدالمطلب اس پر ہمارا بھی حق ہے کیونکہ یہ کنواں ہمارے باپ اسماعیلؑ کے تصرف میں آیا تھا۔“ حضرت مطلب نہ مانے تو فیصلہ ہوا کہ شام میں ایک کاہنہ بنی ساعدی رہتی ہے۔ اس سے فیصلہ کروا تے ہیں۔ اب عبدالمطلب کے خاندان کے کچھ افراد اور قریش کے دوسرے قبائل میں سے ایک ایک فرد شام کے لئے قافلے کی صورت میں روانہ ہوا۔ راستہ میں ریگستان تھا۔ اتنے لمبے راستے کا اندازہ نہ تھا۔ ریگستان میں پہنچ کر پانی ختم ہو گیا۔ یہ لوگ مرنے کے قریب پہنچ گئے۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ سب مل کر ایک ایک گڑھا کھودتے ہیں جب ہم میں سے کوئی مرے تو باقی لوگ اسے گڑھے میں دفن کر دیں۔ اس طرح کم از کم سب لوگ ریگستان میں سڑنے سے بچ جائیں گے۔ جو آخری فرد بچے گا۔ وہ بے دفن رہ جائے۔ چنانچہ سب نے اپنے اپنے گڑھے کھود لئے۔ اس کے بعد ساتھیوں نے کہا کہ ”ایک کوشش اور کرتے ہیں۔“ عبدالمطلب نے ساتھیوں سے کہا ”پھر اٹھ کھڑے ہو۔“ چنانچہ وہ سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ جب حضرت عبدالمطلب کھڑے ہوئے تو ان کے پاؤں کے نیچے پانی تھا۔ انہوں نے سب کو پانی دکھایا۔ سب نے دیکھا اور زمین کو کھودا پھر اپنے اپنے پینے کے لئے پانی نکال لیا۔ سب لوگوں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ اپنے مشکیزوں میں بھی پانی بھرا۔ عبدالمطلب کے ہم سفر سارے ساتھی اس خدا ساز آب رسانی کی وجہ سے بہت متاثر ہوئے۔ انہوں نے کہا ”اے محترم ہاشمی سردار! اللہ نے آب زمزم کا فیصلہ آپ کے حق میں کر دیا ہے، آؤ

"حسن ظن" (اچھا گمان)

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں اور جب بھی وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوں۔ پس جب وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور جب وہ مجھے مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اُسے اُس سے بہتر فرشتوں کی مجلس میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب آتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب آتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آ جاتا ہوں۔" (متفق علیہ)

اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھا جائے۔ نیک اعمال کے ساتھ ہی حسن ظن بہترین حاصل ہے۔

اصول یہ ہے کہ

ہمارا گمان ہی درحقیقت ہماری تقدیر کا وہ خفیہ سافٹ ویئر (software) ہے جو خاموشی سے ہماری زندگی کے نتائج مرتب کرتا ہے۔ اگر ہم غور کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ہمارا ذہن ایک سپر کمپیوٹر کی طرح کام کرتا ہے۔ ہم جو پروگرام، جو سوچ، جو یقین اس میں انسٹال کریں گے وہی ہماری زندگی کا رزلٹ بن کر سامنے آ جائے گا۔

جدید نفسیات (N.L.P) ہمیں بتاتی ہے کہ "انسانی زندگی کا 95 فیصد کنٹرول ہمارے لاشعور کے پاس ہے۔ جو حقیقت اور تصور میں فرق نہیں جانتا۔" اگر ہم بار بار خود کو یہ پروگرام دیتے ہیں کہ میں ناکام ہوں یا حالات میرے بس میں نہیں ہیں تو ہمارا لاشعور اس کو سچ مان کر ویسے ہی حالات پیدا کر دیتا ہے۔ یہی وہ تصور ہے جسے اسلام نے "حسن ظن" کہا ہے۔

مندرجہ بالا حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "میں بندے کے گمان کے ساتھ ہوں۔ میں اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا وہ مجھ سے گمان رکھتا ہے۔" یعنی اگر ہم یہ گمان رکھیں گے کہ اس کام میں اللہ تعالیٰ میری مدد فرمائے گا یا اللہ تعالیٰ ہمیشہ میری مدد فرماتا ہے تو ہم کامیاب رہیں گے۔ کیونکہ اس طرح کائنات کے فیصلے بدلنا شروع ہو جاتے ہیں۔

نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کی سیرت طیبہ ہمیں اس ذہنی ری پروگرامنگ کے بہترین اصول سکھاتی ہے۔ مثلاً غزوہ خندق کی آزمائش کتنی سخت تھی۔ جب گرمی، بھوک اور خوف کے علاوہ دشمنوں کے حصار نے صحابہ کرامؓ کو گھیرا ہوا تھا۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ کے نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) صحابہ کرامؓ کو روم اور فارس کی فتوحات کا نقشہ بیان فرما رہے تھے۔ یہ محض تسلی نہیں تھی۔ بلکہ یہ سب کچھ بتا کر تصور خیر (visualization) کے ذریعے صحابہ کرامؓ کے مائنڈ سیٹ کو کامیابی پر پرومٹ کرنا تھا۔ پروگرام سیٹ کرنا تھا) تاکہ ان کا یقین حالات کی تنگی سے بلند ہو جائے۔ اس پروگرامنگ کو سیٹ کرنے کے لیے تکرار ہے۔ اس لئے کہ ذکر الہی منفی سوچوں کو ختم کر کے شکر گزاری کا نیا پروگرام انسٹال کرتا ہے۔

دوسرا اصول دعا پر یقین کا ہے کیونکہ جب دعا پختہ یقین کے ساتھ مانگی جاتی ہے تو وہ سیدھی لاشعور میں نقش ہو جاتی ہے۔

تیسرا اصول مثبت صحبت کا ہے کیونکہ اپنے دوست کے مائنڈ سیٹ سے بھی انسان متاثر ہوتا ہے اور ہمارے دوست کا مائنڈ سیٹ ہمارے مائنڈ سیٹ کو تغیر کرتا ہے۔ ایک سائل نے کسی بزرگ سے پوچھا "حضرت کیا چیز زیادہ اہم ہوتی ہے راستہ یا منزل؟" بزرگ نے غور سے سائل کے چہرے کی طرف دیکھا اور کہا "برخودار! زیادہ اہم نہ راستہ ہے نہ منزل۔۔۔ بلکہ زیادہ اہم تمہارا ہمسفر ہے۔ جب ساتھ چلنے والے ہی وفادار نہ ہوں تو میدان میں کھڑا ہوا شیر بھی کتوں سے بازی ہار جائے گا۔"

ہماری زندگی کے نتائج کسی اتفاق کا نام نہیں ہوتے بلکہ اُس گمان کی تخلیق ہوتے ہیں جو ہمارے باطن کے اندر پرورش پا رہا ہوتا ہے۔ جس لمحے شعور کے اندر یہ حقیقت بیدار ہو گئی کہ ہم اس زمین پر اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں۔ اُسی لمحہ کائنات کی ہر مادی قوت ہمارے ارادوں کے سامنے سرنگوں ہونے پر مجبور ہو جائے گی۔ کیونکہ جب حقیقت کی آواز بلند ہوتی ہے تو تمام جھوٹی آوازیں دب جاتی ہیں۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ شکوؤں اور کم ہمتی کے بوسیدہ نظام کو اپنے وجود سے گھرچ کر چھینک دیں۔ جو ہر وقت حالات کا رونا روتے رہتے ہیں وہ کبھی نہیں بدلتے۔ بدلتے وہ ہیں جن کا اللہ تعالیٰ کی رحمت پر گمان پہاڑوں سے زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ اب یہ ہمارے اوپر ہے، فیصلہ ہم نے کرنا ہے کہ ہم اپنے پرانے اور ناکام سافٹ ویئر کے ساتھ جینا چاہتے ہیں یا ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت پر یقین رکھتے ہوئے اپنی زندگی کا ایک نیا اور کامیاب

ویژن (vision) خود لکھنا چاہتے ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ اب بھی غفلت کے نیند سے جاگ جائیں اور اس نظام حق کی سر بلندی کے لیے سیدہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں جو نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے ہمیں دیا ہے۔ کیونکہ ہم وہ نہیں بننے جو ہم چاہتے ہیں بلکہ ہم وہ بننے ہیں جس پر ہمارا پختہ یقین ہوتا ہے۔

تمام انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے آزمائش میں مبتلا کیا ہے۔ ہمیں اُن کی زندگیوں میں صبر، استقامت، ہمت، بہادری عاجزی اور تقویٰ کا جو معیار نظر آتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین کی پختگی خاص طور پر نمایاں ہوتی ہے۔ اُن کا یقین کہ مدد آئے گی اور اللہ تعالیٰ ضرور اس آزمائش سے انہیں نکال دے گا ان کو ہر جگہ کامیاب کر دیتا ہے۔ ہمیں بھی یقین کی پختگی کے اس معیار کو اپنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہی سچی پیروی ہے۔

انبیاء کرام کو اپنی زندگیوں کا معیار بنانے والے ہی کامیابی کی راہ پر گامزن ہوتے ہیں، ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ لیکن تزکیہ نفس کے بغیر یہ حقیقت ظاہر نہیں ہوتی۔ دل کو نفس امارہ کے جال سے آزاد نہیں کریں گے تو شیطان کا ہی غلبہ رہے گا۔ یاد رکھیں! دلوں کو پاک کیے بغیر حقیقت ظاہر نہیں ہوتی اور حقیقت کو پانے کے لئے ہر وقت ذکر الہی کیا جاتا ہے۔ ہمیشہ اپنی سوچ اچھی رکھیں۔ اچھی سوچ وہ ہے جو صفات الہی کی جھلک رکھتی ہو۔ اچھی سوچ اور اچھی نیت رکھنے والوں کو سکون ڈھونڈنا نہیں پڑتا بلکہ ان کے دل ہمیشہ سے پرسکون رہتے ہیں۔ حقیقت شناس نظر ظاہر سے متاثر نہیں ہوتی۔

حضرت عبدالواحد بن زیدؒ کہتے ہیں کہ "میرا گزر ایک دن چین کے ایک راہب کے پاس سے ہوا، جو سر جھکائے، آنکھیں بند کیے ہوئے بیٹھا تھا۔ میں نے اسے راہب کہہ کر پکارا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ دوبارہ پھر میں نے کہا، راہب نے پھر کوئی جواب نہ دیا۔ تیسری مرتبہ میں نے ذرا زور سے اسے پکارا۔ اس پر سر اٹھا کر اس نے مجھے دیکھا اور کہا "میاں میں راہب نہیں ہوں۔ راہب تو وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔۔۔ اس کی تعظیم کرے۔۔۔ اس کی قضا پر راضی رہے۔۔۔ اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرے۔۔۔ اس کی عظمتوں کے ساتھ تواضع کرے۔۔۔ اپنے نفس کو اس کی قدرت کے حوالے کر دے۔۔۔ اس کی ہیبت سے ڈرے۔۔۔ اس کے عذاب میں تامل کرے۔۔۔ دن میں روزہ رکھے اور رات میں کھڑا رہے۔۔۔ دوزخ کی یاد اور اللہ تعالیٰ سے مانگنا اس کو سونے نہ دے۔۔۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھے۔ میں راہب نہیں ہوں میں تو ایک بولا کُتا ہوں۔ اپنے آپ کو اس عبادت خانے میں بند کر لیا ہے تاکہ لوگوں کو کاٹ نہ کھاؤں"۔ میں نے پوچھا "کس چیز نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے الگ کر رکھا ہے؟" اس نے کہا "برادر خلق کو جو اللہ تعالیٰ سے الگ کیا ہے تو وہ صرف دنیا کی محبت اور اس کی زینت نے کیا ہے۔ یہ دنیا ہی گناہوں اور معاصی کی جگہ ہے۔ ہوشیاروہ ہے جو دنیا کو اپنے دل سے نکال پھینکے۔ توبہ کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ اچھا گمان رکھے اور ایسی باتوں پر توجہ نہ دے جو بندے کو اللہ تعالیٰ سے دور کر دیں۔"

اسلامی نکتہ نظر گمان پر بہت پختہ ہے۔ ویسے بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری زندگی میں کئی ایسے مواقع آتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ سے دل سے کچھ مانگتے ہیں جبکہ ہمارے آس پاس والے لوگ یہ کہتے ہیں کہ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ لیکن ہم دل سے یقین رکھتے ہیں اور دعائیں بھی کرتے ہیں مالک تیرے لیے تو سب کچھ ممکن ہے تیرے لیے تو کچھ ناممکن نہیں۔ پھر ہماری دعا قبول ہو جاتی ہے۔ اس لیے کہ وہ صرف دعائیں تھی وہ یقین تھا۔۔۔ یہ کیا ہے؟؟؟ یہ ہے پختہ یقین۔۔۔۔۔

یہ ہے Law of Allah's mercy----law of attraction کہ جس نے رب سے جیسا گمان کیا اس کے رب نے ویسا ہی کر دکھایا۔ ہمارے دین میں اس کو "حسن ظن" کہتے ہیں۔ اس کو Law of expectation بھی کہتے ہیں کہ "جس چیز کا ہمیں گمان، توقع اور یقین ہو وہی ہماری زندگی میں داخل ہو جاتی ہے۔" اس کے لیے ہمارے نبی حضرت محمد (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوتا ہوں اگر وہ میرے بارے میں اچھا گمان رکھتا ہے تو اسے وہی ملے گا اور اگر برا گمان رکھتا ہے تو وہی پائے گا۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

در اصل یہ گمان رکھنا ایمان کی ایک حالت ہے اس کے نتیجے میں بندہ اپنے رب کے ساتھ ایک بھروسہ، ایک توکل قائم کر لیتا ہے۔ پھر ایسے بندے کا ظن، ظن نہیں رہتا بلکہ یقین بن جاتا ہے۔ ایک بھروسہ اور ایک اعتماد بن جاتا ہے۔ اس کا یقین توکل پر بڑھ جاتا ہے۔ اور یہ بھروسہ اُس تعلق پر منحصر ہوتا ہے جو اس بندے نے اپنے رب کے ساتھ قائم کر لیا ہے یعنی جیسا وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اُسی طرح کا وہ گمان رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اپنا تعلق ہر بندے کے ساتھ الگ الگ رکھتا ہے۔ اس لیے کہ۔۔۔۔۔

"بندگی جدا جدا ہے، معیت جدا جدا"۔ پھر دیکھئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "میں اپنے بندے کے ساتھ رہتا ہوں جب تک وہ میرا ذکر کرتا رہتا ہے"۔ یعنی ہم نشینی ہو جاتی

ہے۔ جب ہم نشینی ہو تو پھر یقین میں پختگی اور گمان میں تعلق شامل ہو جاتا ہے اور۔۔۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم نشینی کتنی بڑی سعادت ہے۔۔۔ اگر بندہ صرف ہم نشینی کے مفہوم کو سمجھ جائے تو دنیا اور دنیا کی ہر چیز کو چھوڑ دے اور صرف اُس ذات کی ہم نشینی میں گم ہو جائے۔ ہم نشینی کے لئے ذکر الہی کی تکرار، پہلے محبت۔۔۔۔۔ اور پھر عشق حقیقی کے درجے تک لے جاتی ہے۔ یہ عشق ہی تو ہے جو انسان کو توحید کی طرف لے جاتا ہے اور عشق کی ابتدائی سیڑھی ذکر ہے۔

میں تیرے ذکر کے زندان میں مقید ہو کر اک دیوان سخن ایسا قلم بند کروں

جو سنے اس میں تیرے دید کی خواہش جاگے جو پڑھے تیری اسیری کے بہانے ڈھونڈے

ہمارا یہ سفر طویل ہے، وقت محدود ہے، تجربہ ناپید۔۔۔ اس لیے ذکر اور صرف ذکر۔۔۔ تسبیح کے معنی وحدانیت کو وجود میں لانا ہے۔ اس لیے اچھا گمان یا حسن ظن وجود سے عدم کی طرف بڑھا دینے کا نام ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

قانون فطرت

ہم مسلمان ہیں۔ ایک دوسرے سے اخوت (بھائی چارہ) کے رشتے میں منسلک ہیں۔ یہ بھائی چارہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا قائم کیا ہوا ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کا ہر فعل فطرت کے مطابق ہے کیونکہ یہ وحی الہی کے تابع ہوتا ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ہمیں بھائی بھائی بنایا ہے۔

داؤد بن قیس رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں عامر بن کریم رحمۃ اللہ علیہ کے آزاد کردہ غلام ابوسعیدؓ سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔ ایک دوسرے کے لیے دھوکے سے قیمتیں نہ بڑھاؤ۔ ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو۔ ایک دوسرے سے منہ نہ پھيرو۔ تم میں سے کوئی دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے اور اللہ کے بندے بن جاؤ جو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے۔ نہ اس کی تحقیر کرتا ہے۔" پھر فرمایا "تقویٰ یہاں ہے اور آپ خاتم النبیین ﷺ نے اپنے سینے کی طرف تین بار اشارہ کیا۔ (پھر فرمایا) کسی آدمی کے برا ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔ ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔" (صحیح مسلم، حدیث نمبر 6541)

فطرت کے تین قوانین:-

1- پہلا قانون:- اگر کھیت میں دانہ نہ ڈالا جائے تو قدرت اسے گھاس پھوس سے بھر دیتی ہے۔ اسی طرح اگر دماغ کو اچھی فکروں سے نہ بھرا جائے تو کج فکری اسے اپنا مسکن بنا لیتی ہے یعنی اس میں صرف اٹلے سیدھے خیالات آتے ہیں اور وہ شیطان کا گھر بن جاتا ہے اور ہر نعمت پر شکرانے کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ یعنی کسی چیز کو سنوارنے کے لئے محنت کی ضرورت ہوتی ہے اور بگاڑنے کے لئے کسی قسم کی محنت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ خود بخود بگڑ جاتی ہے۔

2- دوسرا قانون:- جس کے پاس جو کچھ ہوتا ہے وہ وہی کچھ بانٹتا ہے۔

خوش مزاج انسان خوشیاں بانٹتا ہے۔

غم زدہ انسان غم بانٹتا ہے۔

عالم علم بانٹتا ہے۔

پرامن انسان امن و سکون بانٹتا ہے۔

خوف زدہ انسان خوف بانٹتا ہے۔

مثبت اور تعمیری انسان موٹیویشن (motivation) دیتا ہے۔

اس طرح سیاہ دل انسان و متعصب انسان تعصب اور نفرت بانٹتا ہے۔ ہمیں یہ سوچنا ہے کہ کہیں ہم سیاہ دل تو نہیں ہیں؟

3- تیسرا قانون:- ہمیں زندگی میں جو کچھ بھی حاصل ہوا ہے اسے ہضم کرنا سیکھیں۔

اس لیے کہ:

کھانا ہضم نہ ہونے پر بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

مال و دولت ہضم نہ ہونے کی صورت میں ریا کاری بڑھتی ہے۔

بات ہضم نہ ہونے پر جغلی اور غیبت بڑھتی ہے۔

تعریف ہضم نہ ہونے پر غرور میں اضافہ ہوتا ہے۔

مذمت کے ہضم نہ ہونے کی وجہ سے دشمنی بڑھتی ہے۔

غم ہضم نہ ہونے کی صورت میں مایوسی بڑھتی ہے۔

اقتدار اور طاقت ہضم نہ ہونے کی صورت میں معاشرے میں ظلم و بے راہ روی میں اضافہ ہوتا ہے۔

اس لیے ہم سب کو چاہیے کہ اخلاق اور احترام کو اپنے لیے لازم کر لیں تاکہ مندرجہ بالا بیماریوں سے بچ سکیں کیونکہ دنیا کا کوئی ڈاکٹر ان ٹانگوں کو ٹھیک نہیں کر سکتا جو دوسروں کے معاملے میں اڑائی جاتی ہیں اور ایسی ہی باتوں سے تمام برائیاں جنم لیتی ہیں۔

مندرجہ بالا حدیث کے پیش نظر ہمیں اس بات کا خیال رکھنا ہے کہ ایک شخص نے کلمہ پڑھا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ اس کے رسول ہیں۔ اب اس نے اقرار کر لیا اللہ کا اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کا۔ ایسا شخص جو ایمان لے آیا اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا ترجمہ: "اللہ ایمان والوں کا دوست ہے"۔ (سورہ البقرہ، آیت نمبر 257)

اس کے بعد وہ شخص اگر فوری طور پر مر گیا تو مرنے کے بعد جنت میں جائے گا۔

غور کریں، بہت غور کریں اب جو کلمہ گو ہے ہم اسے ایمان سے خارج نہیں کر سکتے۔ اس لیے کسی کو نہ کہیں کہ بے دین ہے۔۔۔ کسی کو نہ کہیں کہ منافق ہے۔۔۔ کسی کو نہ کہیں کہ بدعتی ہے۔۔۔ کسی کو نہ کہیں کہ شرک کرنے والا ہے۔۔۔ کسی کو نہ کہیں کہ کافر ہیں۔۔۔ ہم ہیں کون فتویٰ دینے والے؟؟؟

ہر ایسا شخص جو اللہ اور اس کے رسول کو مانتا ہے وہ ہمارا بھی دوست ہے۔ جب اللہ کا دوست ہے، اللہ کو مانتا ہے، اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کو مانتا ہے۔ بس اللہ کو ماننے والوں۔۔۔۔۔ اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ سے محبت رکھنے والوں۔۔۔۔۔ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کی اتباع کرنے والوں کی قدر کریں، وہ جہاں بھی ہیں اور جو کوئی بھی ہیں۔ دنیا کے سارے جھگڑے صرف اور صرف تعصب اور فرقہ بندی میں ہیں۔

خدا را! اس بات پر غور کریں کہ قدرت جب کبھی ہماری زندگی میں ایک اچھا موڑ ہمارے لیے واضح کرتی ہے تو تمام چھوٹی چھوٹی برائیاں اور تمام برے لوگوں کی حقیقت ہم پر ظاہر کر دیتی ہے۔ اب یہ ہمارا ظرف ہے کہ اس حقیقت کو لوگوں کی اصلاح کے لیے استعمال کرتے ہیں یا لوگوں کو لڑانے کے لیے اور فتنے برپا کرنے کے لیے؟ اس لیے کون اچھا ہے اور کون برا یہ فیصلہ کرنا ہمارا کام نہیں ہے۔ یہ جس کا کام ہے اس پر چھوڑ دیا جائے۔ اگر ہم یہ خیال کریں کہ سب اچھے ہیں تو ہمیں سب اچھے نظر آئیں گے۔ بس اپنے سوا ہر ایک کو اپنے سے اچھا خیال کر کے زندگی کے سفر کو طے کریں گے تو ہر معاملہ خوش اسلوبی سے حل ہو جائے گا۔

کسی بزرگ نے کیا خوب کہا ہے "فصل رنگ بدل لے تو کاٹ لولوگ رنگ بدل لیں تو چھوڑ دو"۔

کوئی کتنا بھی گنہگار کیوں نہ ہو اللہ اس کے لیے توبہ کا در، دعا کا راستہ اور رزق کا دروازہ کبھی بند نہیں کرتا۔ تو جب لوگوں کے معاملات بڑی عدالت کے زیر سماعت ہیں۔ وہ قادر مطلق بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ تو ہم کسی پر فتویٰ کیوں لگائیں جبکہ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ معافی اور توبہ کی توفیق مقدر والوں کو ملتی ہے۔ اور ندامت کے آنسو بہانے پر اللہ تعالیٰ 80 برس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

ایک مسلمان بھائی کو دوسرے مسلمان بھائی کے ساتھ تعلق کو کمزور کرنے والی چار چیزیں ہوتی ہیں:-

- 1- انا
- 2- اکڑ
- 3- تکبر
- 4- تعصب

ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش نہ کرنا۔۔۔ بس اپنی رائے کو مقدم رکھنے کی کوشش کرنا۔۔۔ دوسروں کی طرف سے غلطی تسلیم کرنے کے بعد بھی اپنے ہی کو ٹھیک

جاننا۔

یاد رکھیں! کہ خود کو غلط تسلیم کرنا آسان نہیں ہوتا۔ اگر کوئی غلطی تسلیم کر لے تو ہمیں چاہیے کہ فوراً اسے معاف کر دیں۔۔۔۔۔ اسے سمجھ جائیں۔۔۔ اس کی معافی کو قبول کر لیں اور پھر اللہ سے دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں آپس کے خود ساختہ فتنوں سے محفوظ رکھے اور ہماری راہنمائی فرمائے۔

ہماری انا، اکڑ، تکبر اور تعصب ہماری تمام تزکیوں کو ختم کر دیتے ہیں۔ ہمیں ان چاروں برائیوں کو جڑ سے اکاڑ پھینکنا ہے۔ اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ میں عملی طور پر اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہمارے پیارے نبی خاتم النبیین ﷺ نے ہمیں بھائی بھائی بنایا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کا طریقہ کار بھی ہمارے سامنے ہے۔

حدیث پر غور کرنے سے اچھی طرح معلوم ہو گیا کسی مسلمان کی تحقیر نہیں کرنی اور ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کی عزت کرنی ہے۔ اس لیے ہمیں کسی مسلمان پر اپنا فتویٰ صادر کرنے سے پہلے مندرجہ بالا حدیث کو ضرور پیش نظر رکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں مومن بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

جھوٹ کی حرمت

ارشاد الہی ہے:

- 1- "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور سچ بولنے والوں کے ساتھ رہو"۔ (سورہ توبہ، آیت 119)
 - 2- اور اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتوں کو پسند فرمایا اور قرآن پاک میں اُن کی تعریف فرمائی"۔ (سورہ احزاب، آیت 35)
 - 3- "وہ نہیں نکالتا کوئی بات مگر اس کے پاس ایک نگہبان (لکھنے کے لیے) تیار ہوتا ہے"۔ (سورہ ق، آیت 18)
 - 4- ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے "نہ پیروی کرو اُس چیز کی جس کا تمہیں علم نہیں"۔ (سورہ بنی اسرائیل، آیت 36)
- 1- حدیث: حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "بے شک سچائی نیکی کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی سچ بولتا رہتا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اُسے صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔ جھوٹ بدی کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور بدی دوزخ کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے"۔ (بخاری و مسلم)
- 2- حدیث: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "جس نے ایسا خواب بیان کیا جو اُس نے نہیں دیکھا (یا خواب کی سچائی کو چھپا کر جھوٹ شامل کیا) قیامت کے دن اُسے کہا جائے گا کہ وہ جو کہ دو دانوں کے درمیان گرہ لگائے لیکن وہ ایسا نہ کر سکے گا۔ اور جو شخص لوگوں کی باتوں کی طرف کان لگائے حالانکہ وہ لوگ اُسے ناپسند کرتے ہوں تو قیامت کے دن اُس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا"۔ (یعنی کان لگا کر جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بیان کرے گا)۔ (بخاری و مسلم)
- 3- حدیث: حضرت ابو محمد حسنؓ بن علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ فرمایا: "میں نے رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کی یہ حدیث یاد کی: "جس چیز میں تمہیں شک ہو اُسے چھوڑ دو اور وہ چیز اختیار کرو جس میں شک نہ ہو۔ بے شک سچائی اطمینان کا باعث ہے اور جھوٹ شک پیدا کرتا ہے"۔ (ترمذی)
- 4- حدیث: حضرت ابوسفیانؓ صخر بن حرب ہرقل کے قصہ والی حدیث میں مروی ہے کہ ہرقل نے ابوسفیان سے پوچھا وہ یعنی نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کیا حکم دیتے ہیں: "میں نے جواب دیا وہ (یعنی حضور پاک خاتم النبیین ﷺ) کہتے ہیں ایک اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اُس کا شریک نہ کرو۔ اور جو کچھ تمہارے آباؤ اجداد کہتے ہیں (کرتے ہیں) اُسے چھوڑ دو، وہ ہمیں نماز پڑھنے، سچ بولنے، پاکدامنی اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں"۔ (بخاری و مسلم)
- 6- حدیث: حضرت ابو خالد حکیم بن حزامؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "خریدنے اور بیچنے والا جب تک ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں انہیں اختیار ہے۔ اگر وہ سچ بولیں اور بات کی وضاحت کر دیں تو اللہ تعالیٰ اُن کے سودے میں برکت عطا فرمائے گا۔ اور اگر وہ جھوٹ بولیں اور بات کو چھپائیں تو ان کے سودے کی برکت ختم کر دی جائے گی"۔ (بخاری و مسلم)
- 8- حدیث: حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے جو اُس کی آنکھوں نے نہیں دیکھی (یعنی جھوٹے خواب لوگوں کو سنائے)۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو چیز اس نے نہیں دیکھی اس کے بارے میں کہے کہ وہ میں نے دیکھی ہے"۔ (بخاری)
- 9- حدیث: حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "میرے صحابہؓ میں سے کوئی شخص دوسرے صحابی کے بارے میں کوئی (معیوب، جھوٹ) بات مجھے نہ بتائے کیونکہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میں جب تمہارے پاس آؤں تو میرا سینہ صاف ہو"۔ (یعنی پیٹھ پیچھے کی بات نہ کی جائے) (ابوداؤد۔ ترمذی)

غصہ، کینہ و بغض

غصہ: غصہ شیطانی طریقے سے ناراضگی کا اظہار ہے۔ غصہ ایک بہت بڑی برائی ہے۔ غصہ شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار ہے جس سے شیطان بڑے بڑے لوگوں کو شکار کرتا ہے۔

کینہ: وہ غصہ اور نفرت ہے جو دل میں چھپی ہوئی ہوتی ہے۔

سورہ آل عمران آیت نمبر 134 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اور وہ ضبط کرنے والے ہیں غصہ کو، اور درگزر کرنے والے ہیں لوگوں سے اور اللہ محبت کرتا ہے (ایسے ہی) احسان کرنے والوں سے۔"

1- حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "بہادر وہ نہیں ہے جو مخالف کو پچھاڑ دے بلکہ بہادر وہ ہے جو غصہ میں اپنے آپ پر قابو رکھے اور غصہ کو پی جائے۔" (بخاری و مسلم)

2- حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ آپ خاتم النبیین ﷺ مجھے کچھ نصیحت کیجیے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اسے فرمایا "غصہ نہ کیا کر" اس نے پھر یہی سوال کیا آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "غصہ نہ کیا کر۔" اس نے پھر یہی سوال کیا آپ خاتم النبیین ﷺ نے پھر فرمایا "غصہ نہ کیا کر۔" (غالباً آپ خاتم النبیین ﷺ اس کے غصے سے واقف تھے)۔ (بخاری شریف)

3- حدیث: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "غصہ شیطان سے ہے اور شیطان آگ سے بنا ہے اور آگ پانی سے ٹھنڈی ہوتی ہے اس لیے جب کسی کو غصہ آئے تو اسے چاہیے کہ وہ وضو کرے۔" (مسند احمد، جلد 4 حدیث نمبر 4784)

غصہ کو پی جانا غصہ کو ختم کرنا ہے۔ لیکن غصہ کو دل میں رکھ کر خاموشی اختیار کرنا خطرناک ہے۔ اسی کا نام کینہ ہے اور کینہ اور جلن کو دل میں رکھ لینا اس کو "بغض" کا نام بھی دیا جاسکتا ہے۔ غصہ کو دل میں رکھنے سے یعنی کینہ، جلن اور بغض کو دل میں رکھنے سے مختلف قسم کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ مثلاً حسد، غیبت اور چغلی وغیرہ اور پھر آپس میں مختلف قسم کی رنجیدگیاں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔

غصہ دو قسم کا ہوتا ہے: 1- کڑوا غصہ 2- میٹھا غصہ

1- کڑوا غصہ: اس غصہ میں جوش ہوتا ہے۔ اُبال ہوتا ہے۔ اس میں بندہ چیختا چلاتا ہے، بُرا بھلا کہتا ہے۔ مار دھاڑ کرتا ہے۔ بعض اوقات گالی گلاچ بھی کرتا ہے۔ اور اس کے بعد آدمی ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور پھر "رات گئی بات گئی" والی بات ہو جاتی ہے۔ بلکہ مخالف اگر خاموش رہے تو کڑوے غصہ والے کو بعد میں شرمندگی ہوتی ہے۔ اور اکثر وہ مخالف سے معافی بھی مانگ لیتا ہے۔

2- میٹھا غصہ: اس غصہ میں انسان ابلتا نہیں ہے بلکہ ٹھنڈا ہی رہتا ہے۔ لیکن اس غصہ کو دل میں رکھ لیتا ہے۔ اسی غصہ کو "کینہ" کہا جاتا ہے۔ پھر یہ کینہ آہستہ آہستہ اس بندے پر وار کرتا رہتا ہے جس پر غصہ ہوتا ہے۔ پھر بندہ "حسد" کی بیماری میں مبتلا ہو جاتا اور غیبت اور چغلی کا ایک سلسلہ ہوتا ہے جو ختم ہی نہیں ہوتا اور پھر آپس کی رنجیدگیاں بڑھتی رہتی ہیں۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ مردوں کا غصہ کڑوا غصہ ہوتا ہے۔ غصہ آیا چیخے چلائے، مار پیٹ کی اور بس۔ جب غصہ ٹھنڈا ہوا تو معافی مانگ لی۔ غصہ ختم۔

لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ غصہ میں عورتیں مردوں سے کچھ کم نہیں ہیں۔ بلکہ آج کل تو اس میدان میں بھی یہ مردوں کو پیچھے چھوڑ چکی ہیں۔ عورتوں کا غصہ میٹھا غصہ ہوتا ہے۔ عورتوں کو غصے کے مواقع بھی زیادہ میسر آتے ہیں۔ میٹھا غصہ دیر پا ہوتا ہے۔ یعنی کینہ صرف ایک گناہ نہیں ہے بلکہ بہت سے گناہوں کی جڑ ہے۔ اس طرح میٹھے غصہ میں بظاہر دو عیب ہیں یعنی "غصہ اور کینہ" لیکن پھر اس کینہ سے ہی غیبت اور چغلی کی عادت ہو جاتی ہے اور پھر بندہ حسد جیسی بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس لیے

بہادر وہ ہے جو اپنے غصہ پر قابو پا کر اس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور ہر معاملے میں نرمی کو پسند کرتا ہے"۔ (بخاری و مسلم)

غصہ کا علاج:

- 1- غصہ کا فوری علاج "وضو" ہے۔ جب بے محل غصہ کی جھنجھلاہٹ آدمی پر سوار ہو جائے تو فوراً وضو کرے اس لیے کہ غصہ دلانے والا شیطان ہوتا ہے۔ شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے اور آگ پانی سے بجھ جاتی ہے اس لیے وضو غصہ کی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ (مسند احمد، جلد 4 حدیث نمبر 4784)
 - 2- ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ اگر کھڑے ہونے کی حالت میں غصہ آجائے تو بیٹھ جائیں اور اگر بیٹھنے سے بھی غصہ نہ اترے تو لیٹ جائے تاکہ غصہ ختم ہو جائے۔ (مشکوٰۃ جلد 3 حدیث نمبر 5114)
 - 3- غصہ میں اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پڑھنے سے غصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ، جلد 2 حدیث نمبر 2418)
 - 4- حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "جو استغفار کو اپنا معمول بنا لے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر تگ کی سے نکلنے کے اسباب پیدا فرما دیتا ہے اور اسے ہر دکھ سے نجات عطا فرماتا ہے"۔ (ابوداؤد)
- اس کا مطلب یہ ہوا کہ بندہ اگر استغفار کا معمول رکھے گا تو اسے جیسے ہی غصہ آئے گا منہ پر "استغفار اللہ" آئے گا اور اس کا غصہ اللہ کی طرف سے ختم ہو جائے گا۔ یعنی استغفر اللہ، استغفر اللہ، استغفر اللہ کا ورد شروع کر دیں۔ تو غصہ ختم ہو جائے گا۔

کینہ اور بغض رکھنے والے کے لیے وعید:

- 1- حدیث: حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ ماہ شعبان کی پندرہویں شب مخلوق کی طرف نزول فرماتا ہے اور مشرک اور کینہ پرور کے علاوہ سب کی بخشش فرما دیتا ہے" (الترغیب والترہیب جلد 3 ص 459۔ ابن ماجہ حدیث نمبر 1390)
- 2- حدیث: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ ماہ شعبان کی پندرہویں رات نزول اُجال فرماتا ہے اور اپنے بندوں میں سے دو کی بخشش نہیں فرماتا: 1- کینہ پرور 2- اور خود کشی کرنے والے کی" (الترغیب والترہیب جلد 2 ص 119 مسند احمد جلد 2 صفحہ 172)
- 3- حدیث: امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "جب ماہ شعبان کی نصف پندرہویں رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے پھر اپنے بندوں کی بخشش فرماتا ہے۔ سوائے مشرک اور اپنے بھائی سے کینہ رکھنے والے کے"۔ (الجامع شعب الایمان، بیہقی جلد 7 ص 413)
- 4- حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "ماہ شعبان میں نصف پندرہویں شب کو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے تمام اہل ایمان کی بخشش فرماتا ہے سوائے مشرک، کینہ پرور اور بغض رکھنے والے کے"۔ (مجمع الزوائد جلد 7 ص 65)
- 5- حدیث: حضرت ابو ثعلبہ الخضنیؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "جب ماہ شعبان کی پندرہویں رات آتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ مخلوق کی طرف نزول رحمت فرماتا ہے۔ اور ایمان والوں کی بخشش فرما دیتا ہے۔ کافروں کو مہلت دیتا ہے اور کینہ پروروں کو چھوڑ دیتا ہے۔ یعنی ڈھیل دیتا ہے جب تک کہ کینہ ترک نہیں کرتے یعنی کینہ سے اجتناب نہیں کرتے"۔ (الجامع شعب الایمان جلد 7 ص 414، الترغیب والترہیب جلد 3 صفحہ 461)
- 6- حدیث: ترجمہ: "حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا (شعبان کی پندرہویں رات) اس رات اللہ تعالیٰ چند لوگوں کی طرف نگاہ کرم نہیں فرماتا۔ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "وہ کون لوگ ہیں؟" عرض کیا: "مشرک، کینہ پرور، قطع جمی کرنے والا، ٹخنوں سے نیچے کپڑا (پاجامہ، شلوار، تہمند وغیرہ) لٹکانے والا، ماں باپ کو ستانے والا اور ہمیشہ شراب پینے والا"۔ (بیہقی فی شعب الایمان جلد 7 صفحہ 420، الترغیب والترہیب جلد 4 صفحہ 460، درمنثور جلد 7 صفحہ 403)

حسد

حسد کی تعریف:- حسد یہ ہے کہ کسی صاحب نعمت سے زوال نعمت کی آرزو کی جائے خواہ وہ نعمت دینی ہو یا دنیاوی۔ یعنی کسی کو کھاتا پیتا اور آسودہ حال دیکھ کر اپنا دل جلانا۔ اور اس کی نعمتوں کے زوال کی تمنا کرنا۔ اس خراب جذبے کا نام حسد ہے۔

قرآن پاک سورۃ النساء آیت نمبر 54 اَمْ يَخْسَدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۚ

ترجمہ:- "کیا حسد کرتے ہیں لوگوں سے اس نعمت پر جو عطا فرمائی ہے انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے۔"

حسد کا شرارتنا خطرناک ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کو بھی تلقین کی گئی کہ آپ خاتم النبیین ﷺ اس کے شر سے پناہ مانگیں۔

سورہ فلق آیت نمبر 5 وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۝

ترجمہ:- "اور (آپ خاتم النبیین ﷺ کیسے کہ میں پناہ مانگتا ہوں) حسد کرنے والے کے حسد سے۔"

حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو یا فرمایا جیسے آگ گھاس کو"۔ (ابوداؤد)

حسد کی قباحت: حسد باطنی بیماری ہے کہ اس کا بیمار دنیا میں تو چین پاتا ہی نہیں ہے آخرت میں بھی برباد ہوتا ہے یعنی اپنی اس بیماری سے اپنی آخرت کو بھی خراب کر لیتا ہے قرآن پاک کے بیان کردہ واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلا گناہ جو آسمان میں کیا گیا اور سب سے پہلا گناہ جو زمین میں کیا گیا وہ حسد ہی کی وجہ سے ہوا۔ (احیاء العلوم و تفسیر معارف القرآن 8/845 بحوالہ تفسیر قرطبی)

آسمان پر ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام سے حسد کیا۔ کہ میں آدم سے بہتر ہوں اور آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مردود اور ملعون قرار دیا گیا۔ زمین پر حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا یہ اس دنیا میں پہلا قتل تھا۔ اس کا قصہ یوں ہے کہ حضرت حوا علیہ السلام ہر مرتبہ دو جڑواں بچے جنم دیا کرتی تھیں۔ اس طرح ایک وقت میں ایک ساتھ پیدا ہونے والے بچے سگے بہن بھائی ہوا کرتے تھے۔ اس لیے ان کی آپس میں شادی نہیں ہو سکتی تھی۔ اس حساب سے قابیل کے ساتھ ہونے والی لڑکی اس کی سگی بہن تھی اور اس کی شادی قابیل سے نہیں ہو سکتی تھی۔ ہابیل نے اپنی شادی کا ارادہ قابیل کے ساتھ ہونے والی لڑکی سے کیا۔ تو قابیل نے کہا کہ اس سے میں شادی کروں گا۔ ہابیل نے کہا کہ یہ گناہ ہے اس لڑکی کی شادی تم سے نہیں ہو سکتی۔ وہ لڑکی بے حد حسین تھی۔ قابیل کو حسد نے مارا کہ اتنی خوبصورت لڑکی ہابیل کو نہیں ملنی چاہیے اور اس نے ہابیل کو قتل کر دیا۔ حسد اور حرص میں انسان اندھا اور بہرا ہو جاتا ہے۔ شیطان جب ان دونوں میں سے کسی ایک یا دونوں کا احساس کسی کے دل میں پاتا ہے تو اسے اس دل کے تباہ کرنے کا موقع مل جاتا ہے اور ایسے انسان کے دل کو گناہوں میں گھسیٹ لیتا ہے۔ روایت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جب چلنے کو تیار ہوئی تو ان کی نظر شیطان پر پڑی وہ بھی کشتی میں سوار ہو گیا تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اس سے کہا "تو یہاں کیوں آیا ہے؟" شیطان نے کہا اس لیے کہ یہ لوگ دل میں میرے ہمنوا رہیں یعنی باطن میں میرے کنبے پر عمل کریں اور ظاہر میں آپ کا کلمہ پڑھیں۔

حضرت نوح علیہ السلام نے کہا: "نکل مردود کہیں کے" شیطان نے کہا: "سنو میں تمہیں بتاتا ہوں (کام کی بات) دنیا میں لوگ پانچ عادات سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے تین میں آپ کو ابھی بتائے دیتا ہوں" فوراً وحی آئی "شیطان سے دو باتیں پوچھ لیں۔ باقی تین آپ کے لیے غیر متعلق ہیں"۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کہا: "دو باتیں بتادو"۔ شیطان نے کہا: "کہ ان میں سے ایک حسد ہے۔ یہ حسد ہی تھا جس کی وجہ سے میں بارگاہ الہی سے مردود اور ملعون ہوا۔ اور دوسری چیز حرص ہے۔ اگر آدم علیہ السلام جنت میں ہمیشہ رہنے کی حرص نہ کرتے تو انہیں جنت سے نہ نکالا جاتا"

حسد دوسروں کو اپنے سے کمتر دیکھنا چاہتا ہے۔ یہ کسی کا اچھا حال یا بلند اقبال دیکھ کر کبھی خوش نہیں ہوتا۔ حسد اور کینہ رکھنے والا آدمی ہنرمند کے کام میں نقص نکال کر اپنے دل کو سکون پہنچاتا ہے۔ یہ اپنی آگ کا ایندھن خود ہوتا ہے۔ جسے وہ خود اندر ہی اندر بھڑکاتا رہتا ہے۔ یہ ہمیشہ دوسرے کے نقصان کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ حسد دوسروں کے لیے بددعا کرتا ہے۔ حسد کو بددعا دینے کی ضرورت نہیں ہوتی وہ خود ہی اپنی لگائی ہوئی آگ میں جل نھن جاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت پر بغل کرنے والا ہوتا ہے۔ یہ خواجہ بندوں سے دشمنی کرتا رہتا ہے۔ حسد پر ہزار احسان کرو لیکن وہ پھر بھی دل سے دشمن ہی رہتا ہے۔ حسد کا دشمن اس کا اپنا حسد ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ اپنے دشمن حسد

کے ہاتھوں گرفتار رہتا ہے۔ حاسد دراصل وہ بد بخت ہے جو اپنے کئے کی سزا خود ہی کو دے رہا ہوتا ہے۔ یہ ایسے دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہے (حسد کے ہاتھوں) کہ وہ کہیں بھی چلا جائے اس کے عذاب سے نجات نہیں پائے گا۔ دنیا کے کسی حصہ میں بھی چلا جائے۔ یہ چین پا ہی نہیں سکتا۔ اُسے اپنے سوا ہر انسان میں عیب نظر آتا ہے اور کسی کی خوشی اُسے نہیں بھاتی۔ حاسد ہمیشہ غیبت سے کام لیتا ہے اس لیے کہ اس کی زبان مقابلہ کرنے میں لگتی رہتی ہے۔ مختصر یہ کہ حسد دل کی بیماریوں میں سب سے خبیث بیماری ہے۔ یہ نہایت ہی بُری بلا اور عظیم گناہ ہے۔ حسد کرنے والے کی ساری زندگی جلن اور گھٹن کی آگ میں جلتی رہتی ہے۔ اُسے چین اور سکون نصیب نہیں ہوتا۔

حاسد کی نظر بھی بہت بُری ہوتی ہے: (نظر بد)

حدیث: حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا: "اے محمد خاتم النبیین ﷺ کیا آپ خاتم النبیین ﷺ کو (بیماری کی) شکایت ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا میں اللہ کے نام سے آپ کو دم کرتا ہوں۔ ہر اُس شے سے جو آپ کو تکلیف پہنچائے۔ اور ہر نفس اور ہر حسد کرنے والی آنکھ کے شر سے اللہ تعالیٰ آپ خاتم النبیین ﷺ کو شفا عطا فرمائے۔ میں اللہ کے نام سے آپ خاتم النبیین ﷺ کو دم کرتا ہوں۔" (مسلم)

حدیث: حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "ایک دوسرے کے ساتھ بغض نہ رکھو اور نہ ایک دوسرے سے حسد کرو اور نہ ایک دوسرے سے دشمنی کرو اور نہ قطع تعلق کرو۔ اور اے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ اور کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان کے ساتھ تین دن سے زیادہ تعلقات منقطع رکھے۔" (بخاری و مسلم)

اللہ تعالیٰ سورہ الاحزاب آیت نمبر 58 میں فرماتا ہے:

ترجمہ: "اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایذا دیں بغیر کسی جرم کے جو ان سے سرزد ہوا ہو، وہ (بڑے ہی) بہتان اور صریح گناہ کا بو جھاٹھاتے ہیں۔"

سورہ الحجرات آیت نمبر 10 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ترجمہ: "بیشک تمام اہل ایمان بھائی بھائی ہیں۔"

سورہ المائدہ آیت نمبر 56 میں فرمایا: "اور جو اللہ اور اس کے رسول (خاتم النبیین ﷺ) اور مسلمانوں کو اپنا دوست بنائے تو بیشک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے،"

اگر ذرا سا بھی غور کریں تو ہم دیکھیں گے کہ قرآن پاک سورہ النساء آیت نمبر 54 میں فرمان الہی ہے:

ترجمہ: "کیا حسد کرتے ہیں لوگوں سے اُس نعمت پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اُن کو دی ہے۔"

حسد اس لیے بہت بڑا گناہ ہے کہ حسد کرنے والا گویا اللہ تعالیٰ کے دینے پر اعتراض کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی حکمت پر اعتراض بہت ہی بڑا گناہ ہے۔

حسد کا علاج:

- 1- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حسد کا علاج استغفار کا اور فرمایا ہے (طبرانی)
- 2- امام غزالیؒ ارشاد فرماتے ہیں "حسد قلب کی بیماریوں میں سب سے بڑی بیماری ہے۔ اور اس کا علاج یہ کہ حسد کرنے والا ٹھنڈے دل سے کہے کہ میرے حسد کرنے سے اُس کا کچھ بگڑ بھی نہیں سکتا۔ بلکہ میرے حسد کرنے کا نقصان دین اور دنیا میں مجھ ہی کو پہنچ رہا ہے۔ اور میں خواہ مخواہ ہی دل کی اس جلن میں مبتلا ہوں۔ میں حسد کرتا ہوں اور قیامت کے دن میری نیکیاں اُس کو مل جائیں گی جس سے میں حسد کر رہا ہوں۔ تو میری تمام نیکیاں تو برباد ہو گئیں۔ پھر یہ خیال کرے کہ میں جس پر حسد کر رہا ہوں یہ نعمتیں اللہ تعالیٰ نے اُسے دی ہیں تو کیا میں اللہ تعالیٰ کے دینے پر ناخوش ہوں یا اُس کے دینے پر اعتراض کر رہا ہوں یا اُس کی بانٹ مجھے پسند نہیں؟ اگر اُس کے دینے پر اعتراض کر رہا ہوں تو اس طرح تو میں اپنا دین اور ایمان خراب کر رہا ہوں۔ یہ سوچ کر پھر اپنے دل میں اس خیال کو جمائے کہ اللہ تعالیٰ علیم اور حکیم ہے جو شخص جس چیز کا اہل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ وہی چیز اُس کو عطا فرماتے ہیں۔ جس سے میں حسد کر رہا ہوں چونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان نعمتوں کا اہل تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہ نعمتیں اُسے عطا فرمادی ہیں۔ اور میں چونکہ ان نعمتوں کا اہل نہیں تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ نعمتیں نہیں دی ہیں اس طرح حسد کا مرض دل سے نکل جائے گا اور حاسد کو حسد کی جلن سے نجات مل جائے گی۔" (احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 196)

جنت البقیع میں آسودہ خاک ہستیاں

1- حضرت عثمانؓ بن عفان (تیسرے خلیفہ)	2- حضرت فاطمہؓ (نبی پاک خاتم النبیین ﷺ کی صاحبزادی)	3- حضرت رقیہؓ (نبی پاک خاتم النبیین ﷺ کی صاحبزادی)	4- حضرت زینبؓ (نبی پاک خاتم النبیین ﷺ کی صاحبزادی)
5- حضرت ام کلثومؓ (نبی پاک خاتم النبیین ﷺ کی صاحبزادی)	6- حضرت ابراہیمؓ (نبی پاک خاتم النبیین ﷺ کی صاحبزادی)	7- حضرت عائشہؓ بنت ابوبکرؓ (ازواج مطہرہ)	8- حضرت حفصہؓ بنت عمرؓ (ازواج مطہرہ)
9- حضرت زینبؓ بنت خزیمہ (ازواج مطہرہ)	10- حضرت ریحانہؓ بنت زید (ازواج مطہرہ)	11- حضرت ماریہ قبطیہؓ (ازواج مطہرہ)	12- حضرت زینبؓ بنت جحش (ازواج مطہرہ)
13- حضرت سودہؓ بنت زمعہ (ازواج مطہرہ)	14- حضرت ام حبیبہؓ (ازواج مطہرہ)	15- حضرت صفیہؓ بنت جحش (ازواج مطہرہ)	16- حضرت جویریہؓ بنت حارث (ازواج مطہرہ)
17- حضرت ام سلمہؓ (ازواج مطہرہ)	18- حضرت حسنؓ (نبی پاک خاتم النبیین ﷺ کے نواسے)	19- حضرت زین العابدینؓ (حضرت حسینؓ کے بیٹے)	20- حضرت عباسؓ (نبی پاک خاتم النبیین ﷺ کے چچا)
21- حضرت عقیلؓ ابن ابی طالب (حضرت علیؓ کے بڑے بھائی)	22- حضرت عبداللہ ابن جعفر طیار ابن ابی طالب (حضرت علیؓ کے بھتیجے)	23- حضرت امام محمد باقرؓ (حضرت زین العابدینؓ کے بیٹے)	24- حضرت امام جعفر صادقؓ (حضرت امام محمد باقرؓ کے بیٹے)
25- حضرت اسماعیلؓ بن صادق (حضرت امام جعفر صادقؓ کے بیٹے)	26- حضرت حلیمہ سعدیہؓ (نبی پاک خاتم النبیین ﷺ کی رضاعی ماں)	27- حضرت فاطمہؓ بنت اسد (حضرت علیؓ کی والدہ)	28- حضرت ام البنینؓ (زوجہ حضرت علیؓ)
29- حضرت ارویؓ بنت کریم (حضرت عثمانؓ کی والدہ)	30- جنابہ صفیہؓ بنت عبدالمطلب (نبی پاک خاتم النبیین ﷺ کی پھوپھی)	31- جنابہ عاتکہؓ بنت عبدالمطلب (نبی پاک خاتم النبیین ﷺ کی پھوپھی)	32- حضرت عثمان بن مظعونؓ انصاری (پہلے مدفون انصاری)
33- حضرت سعد بن ابی وقاصؓ (نبی پاک خاتم النبیین ﷺ کی ماموں زاد بھائی)	34- حضرت ابو ہریرہؓ	35- سیدنا سعید بن وقاصؓ	36- سیدنا سعید بن عاصؓ

37- سیدنا اسامہ بن زیدؓ	38- حضرت سعد بن معاذؓ	39- حضرت اسعد بن زرارہؓ (دوسرے مدفون انصاری)	40- حضرت عبداللہ بن مسعودؓ
41- حضرت سعید خدریؓ	42- حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ	43- حضرت مقداد بن اسودؓ	44- حضرت ابوسفیانؓ (8 ہجری فتح مکہ پر اسلام قبول کیا)
45- حضرت امام نافعؓ	46- حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ (عشرہ مبشرہ)	47- حضرت سعید بن زیدؓ (عشرہ مبشرہ)	48- حضرت سعد بن معاذؓ (صحابی)
49- حضرت سعید بن مسیبؓ (تابعی، فقہائے مدینہ)	50- حضرت عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعودؓ (تابعی، فقہائے مدینہ)	51- حضرت عروہ بن زبیرؓ (تابعی، فقہائے مدینہ)	52- حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ (تابعی، فقہائے مدینہ)
53- حضرت ابوبکر بن عبدالرحمنؓ (تابعی، فقہائے مدینہ)	54- حضرت ابان بن عثمانؓ (تابعی، فقہائے مدینہ)	55- حضرت سالم بن عبداللہؓ (تابعی، فقہائے مدینہ)	56- حضرت خارجہ بن زید بن ثابتؓ (تابعی، فقہائے مدینہ)
57- حضرت سلیمان بن یسارؓ (تابعی، فقہائے مدینہ)	58- حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوفؓ (تابعی، فقہائے مدینہ)	59- حضرت مالک بن انسؓ (فقہ مالکی کے بانی و فقیہ مسلم)	

عراق میں آسودہ خاک ہستیاں

1- حضرت علیؓ شیر خدا	11- حضرت حرؓ	21- حضرت ابوعبیدؓ	31- حضرت حمزہ بن عباسؓ
2- حضرت امام حسینؓ	12- حضرت سیدہ کثوم بنت علیؓ	22- حضرت سیدہ بی بی ام حبیبہؓ	32- حضرت دانیالؓ
3- حضرت سعیدہ بنت امام حسینؓ	13- حضرت شیت علیہ السلام	23- حضرت ایوب علیہ السلام	33- حضرت مسلم بن عقیلؓ
4- حضرت سکینہ بنت امام حسینؓ	14- حضرت یوشع علیہ السلام	24- حضرت صالحہ علیہ السلام	34- حضرت عبداللہ جابرؓ
5- حضرت سیدہ بنت زینبؓ	15- حضرت سہروردیؓ	25- حضرت امام ابو یوسفؓ	35- حضرت امام موسیٰ کاظمیؓ
6- حضرت یمنیؓ	16- حضرت عبدالقادر جیلانیؓ	26- حضرت عابدؓ	36- حضرت امام باقرؓ
7- حضرت غمشاہ عمرؓ	17- حضرت غازی عباسؓ علمدار	27- حضرت امام محمد عسکریؓ	37- حضرت عابد بن امام رضاؓ
8- حضرت جنید بغدادیؓ	18- حضرت عمیر بن زیادؓ	28- حضرت عبداللہ بن جابرؓ انصاری	
9- حضرت امام ابوحنیفہؓ	19- حضرت امام زادہ احمدؓ	29- حضرت صالح بن عبدالقادر جیلانیؓ	
10- حضرت معصومہ فاطمہ بنت امام موسیٰ کاظمیؓ	20- حضرت سلیمان فارسیؓ	30- حضرت رقیہ بنت امام حسینؓ	

حروف مقطعات (نورانی حروف)

حروف مقطعات کیا ہیں؟ قرآن حکیم میں 114 سورتیں ہیں، جن میں سے 29 سورتوں کی شروعات مختلف مفرّد حروف اور کلمات سے ہوتی ہے جیسا کہ اَلَمْ، یس، طٰ، نّ وغیرہ، ان کو حروف مقطعات کہتے ہیں۔

حروف مقطعات کی اقسام: حروف مقطعات پانچ طرح کے ہیں:

ایک حرفی: یہ تین سورتوں میں ہیں، جیسا کہ نّ، ق اور ص۔
 دو حرفی: یہ دو سورتوں میں ہیں جیسا کہ اَلَمْ، یس، طٰ، طس وغیرہ۔
 تین حرفی: یہ تیرہ سورتوں میں ہیں جیسا کہ اَلَمْ، طسّم، الرّ، عسقّ وغیرہ۔
 پانچ حرفی: یہ بھی دو سورتوں میں ہیں جیسا کہ کھیعصّ، حمّ عسقّ۔

حروف مقطعات:

اَلَمْ	اَلَمْصّ	الرّ	اَلَمْزّ	کھیعصّ
طٰه	طسّم	طسّ	یسّ	صّ
حمّ	حمّ عسقّ	قّ	نّ	آمین

فضائل حروف مقطعات: حروف مقطعات نور ہیں۔ جہاں نور آتا ہے وہاں اندھیرے چھٹ جاتے ہیں۔ ظلمتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ حروف مقطعات ساتھی ہیں۔ جہاں ساتھی ہوتا ہے، وہاں تنہائی نہیں ہوتی، تنہا شخص پر دشمن حملہ کرتا ہے۔ حروف مقطعات ایک فوج ہے اور یہ خدائی فوج ہے۔ آسمانی فوج ہے۔ جس کے ساتھ عرش فوج ہو وہ کبھی تنہا نہیں ہوتا اور وہ کبھی غیر مطمئن نہیں ہوتا۔ وہ ہمیشہ مطمئن ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ کوئی ہے جو اس کے ایک ایک پل کو سنبھال رہا، سنوار رہا اور ایک ایک پل کا ساتھ دے رہا۔ حروف مقطعات منس و مددگار ہے۔ پھر ایک پکار پر حروف مقطعات ایک ایسا ریشمی دھاگہ اور رسہ ہے جس کی معاونت انسان کی زندگی میں راحت اور سکون بخشتی ہے۔ یہ سفر کا ساتھی ہے، یہ تنہائیوں کا منس اور مددگار ہے۔ یہ اولاد سے زیادہ آپ کو آخرت اور دنیا میں ساتھ دینے والا ہے۔ حروف مقطعات بھول نہیں سکتے، فراموش نہیں کر سکتے، اس سے زندگی کے دن رات ہمیشہ جڑے رہیں اور زندگی کے دن رات ہمیشہ آباد و شاد رہیں۔ حروف مقطعات زندگی ہیں۔ راحت ہے، بخشش ہے، عافیت ہے، عطا ہے، عرش نور ہے، عرش فوج ہے، عرش خزانہ ہے، اللہ کی نظر ہے، اس کے حبیب (خاتم النبیین ﷺ) کا ساتھ ہے۔ تمام کائنات کی نیک ارواح اس سب کی طرف متوجہ ہوتی ہیں۔ نیک جنات اس کے مددگار ساتھی بن جاتے ہیں اور فرشتے فوج و فوج اتر کر اس کو ہر پل روح اور سانس بخشتے ہیں۔

حروف مقطعات خفیہ خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ سر بستہ رازوں میں سے ایک راز ہے، یہ وہاں شاعر ہے، یہ ذوق شوق کا ساتھی ہے، یہ زندگی میں امید ہے، یہ جوانی کی حفاظت ہے، یہ بڑھاپے کا عصا ہے، یہ وقار ہے، سر بلندی کا عروج ہے، گلے کا سحر، سروں کا تاج ہے۔ جس نے حروف مقطعات کو اپنی زندگی میں شامل کیا کبھی مایوس نہیں ہوگا۔ یہ پل پل کی آس ہے، پل پل کی امید ہے، راحت ہے، عافیت ہے، عطا ہے، شفقت ہے۔ جس کے پاس حروف مقطعات ہیں یا اس کا نقش ہے اس کی طرف میلی نظر اٹھانے والی خالی جائے گی۔ اگر زیادہ اٹھے گی تو واپس جائے گی۔ اس کی طرف تیر کبھی نشانے پر نہیں لگے گا۔ ہر حاسد کا حسد، کینہ پروری اور ظالم کے ظلم کے تیر کبھی نہیں لگتے بلکہ کائنات کا انوکھا نظام ہے کہ آج تک کبھی کسی نے تیر کو پلٹنے نہیں دیکھا۔ حروف مقطعات کی طاقت اور ڈھال وہ چیز ہے جو تیر کو پلٹا دیتی اور تیر کو لوٹا دیتی ہے۔

حروف مقطعات کو قدر کی نظر سے دیکھیں۔ عظمت کی نگاہ دیں، وقار اور شان و شوکت اور توجہ دیں۔ روح کی دنیا آباد اور شاد کر لیں۔ من کی دنیا کے ساتھ دل لگائیں اور یہ سب حروف مقطعات کی برکت سے ہوگا۔ آپ کا گھر ویران ہے، اجڑ گیا ہے، اولاد کی وجہ سے، بے روزگاری، تنگدستی، مشکلات، مسائل، ناکامیاں، پریشانیاں آپ کی زندگی کا ساتھی بن گئے ہیں۔ آپ آخری درجہ میں اجڑ گئے ہیں۔ کونے کونے سے آوازیں آتی ہیں سانسوں کی، آہوں کی، سرسراہٹ کی، آہٹ کی، خون کے چھینٹے، پانی کے قطرے، کپڑے پھٹ جاتے ہیں، پڑے پڑے جل جاتے ہیں۔ جگہ جگہ آگ بھڑکتی ہے، نفرتوں کی انتہا، جالے، مکڑیاں، الو۔۔۔ گھر جانے کو دل نہیں

چاہتا، باہر رہیں تو سکون، گھر جائیں تو بے سکونی۔۔۔ اس اجڑے اور ویران گھر کو اگر آباد کرنا چاہتے ہیں، شادمانی، خوشیاں، منگلیں، آسیں، امیدیں، راحتیں اگر گھر میں لانا چاہتے ہیں تو حروف مقطعات کو اپنی زندگی میں روشن دلیل بنائیں۔ سچی راہیں بنائیں اور سچا راستہ بنائیں۔ آپ دنیا کے کامیاب لوگ ہوں گے جو اس پل میں اور ہر پل میں حروف مقطعات کا ساتھ لے کر چلیں گے۔

تنہا زندگی گزارنا اچھا نہیں، بیٹا ہو یا بیٹی، آنچل ہو یا آنگن، سر ہو یا دھڑ، زر اور زن، زمین ہو یا ورثہ۔ یہ کبھی اکیلا اچھا نہیں۔ ان سب پر حروف مقطعات کی چھتری، چھاؤں، راحت بھرا سایہ، میٹھی دنیا لازم ہے۔ اب سے پہلے حروف مقطعات قرآن میں پڑھے تھے۔ اب اس کی تاثیر کو آزمائیں۔ اس کی طاقت کو جاگتی آنکھوں سے دیکھیں۔ اس کے زندہ کرشمات روشن آنکھوں سے سچی دلیلیں پورے نظام سے دیکھیں اور دیکھتے رہیں۔ ہم سوچ نہیں سکتے کہ ہم کتنی ترقی کر سکتے ہیں، کتنا عروج پا سکتے ہیں۔۔۔ اپنی محرومیوں سے نکل سکتے ہیں۔ ہماری گلیاں بند ہیں، ہمارے راستے تنگ ہیں، زندگی مایوسیوں اور نہ امیدوں میں اور موت کا انتظار ہے۔ بلکہ رات اس نیت سے سوتے ہیں کہ ہم سو فیصد صبح نہیں اٹھیں گے۔ نہ ایسی زندگی چاہیے نہ ایسے دن رات چاہیے، نہ ایسا پل چاہیے، نہ ایسے لمحات چاہیے، کیوں گھبراتے ہیں؟؟؟ کیوں مایوس ہوتے ہیں؟؟؟ پھر قرآن اور قرآن میں حروف مقطعات کس لئے ہیں؟؟؟ کیا قرآن کے نہ ماننے کے لیے؟؟؟ کیا رب کا انکار کرنے والوں کے لیے؟؟؟ کیا اس کے نبی (خاتم النبیین ﷺ) کے منکروں کے لیے؟؟؟ ہرگز نہیں! حروف مقطعات ہمارے لئے ہیں۔ جادو شریروں یا جنات شدید ہوں۔ واقعات درواقعات ہو رہے ہیں۔

یہ غربت، یہ تنگدستی، یہ فکر کے مارے ہوئے چہرے۔۔۔ جنہیں دو وقت کا کھانا پیٹ بھر کر، جی بھر کر کبھی نصیب نہیں ہوا تھا۔ انہیں عروج کیسے ملا؟ بخت و جمال انہیں کس طرح نصیب ہوا؟ انہیں علم نہیں تھا۔ قرآن کے رازوں سے ان کا رابطہ ہو گیا ہے، قرآن کی راز بھری زندگی اور حیرت انگیز جہان یعنی حروف مقطعات سے ان کا واسطہ پڑ گیا ہے۔ مایوسی اس جہان کا حصہ نہیں آس ہی آس ہے۔ امید ہی امید، جذبہ ہی جذبہ، وقار ہی وقار اور یہ سب حروف مقطعات میں ہے۔ اور یہ سب حروف مقطعات کی زندگی ہے۔ تو پھر آج کے بعد حروف مقطعات اپنی نسلوں کو روشد دیں، انہیں عزت دیں اور نسلوں کو اس کی اہمیت اور وقار دلانیں۔ بس اعتماد اور اعتقاد شرط ہے۔

ہم حروف مقطعات سے دوستی کریں اور حروف مقطعات کی پناہ لیں۔ حروف مقطعات کی چھاؤں لیں، حروف مقطعات کی چھتری لیں اور حروف مقطعات کا سایہ لیں۔ حروف مقطعات کی ڈھال لیں۔ حتیٰ کہ اس کی پناہ میں اپنی نسلوں کو چھپا لیں اور اپنی نسلوں کو اس میں بہت زیادہ محفوظ کر لیں، ہر دشمن کا شر، ہر حاسد کا حسد، ہر زندگی کی مایوسی ہمیں اگر ویران کرنا چاہتی ہے، پریشان کرنا چاہتی ہے اور سب کچھ چھیننا چاہتی ہے تو وہ کچھ نہیں چھین سکے گا، نامراد اور مایوس ہوگا، ویرانی اس شخص کا مقدر ہوگی جو آپ کو ستائے گا۔ حروف مقطعات ایک ڈھال ہے، ایک طاقت ہے، ایک صحت ہے، ایک توانائی ہے، ایک دوست ہے، ایک ہم نشین ہے، ایک اہم راز ہے اور ایک طاقتور تھپتھپا اور ڈھال ہے، زندگی کی راہیں بہت کانٹے دار ہیں۔ ان میں پھولوں کی پیتیاں چاہتے ہیں اور پھول بکھیرنا چاہتے ہیں تو آئیں ہم اپنے ساتھ زندگی کا ایک سچا ساتھی لے لیں اور وہ ہیں حروف مقطعات۔۔۔۔ جنات اس کے سامنے عاجز ہیں۔ جادو اس کے تابع ہے، اس کے سامنے چل نہیں سکتا۔۔۔ کالے جنات اس کے نام سے ڈرتے ہیں بلکہ کانپتے، دہکتے اور لرزتے ہیں۔ زندگی خوش ہوتی ہے۔ حروف مقطعات کو دیکھ کر اور زندگی نڈھالی سے نکل کر اور بہترین خوشحالی کی راہوں پر چلتی ہے۔

اپنی زندگی کو سچے مقاصد کی طرف بڑھائیں اور سچے مقاصد لے کر چلیں اور وہ مقصد قرآن ہے۔ پھر قرآن کی آیات ہیں اور قرآن کی آیات کا نچوڑ حروف مقطعات ہیں۔ حروف مقطعات زندگی، دولت، عزت، راحت اور سکون۔۔۔ عرش کا عرشی راز ہے۔ سات زمینوں کے نیچے بھی حروف مقطعات کے راز موجود ہیں۔ جو صرف نیک جنات کو معلوم ہیں کیونکہ کالے جنات کو حروف مقطعات اپنی زندگی کے قریب نہیں آنے دیتے، انہیں پتہ ہے کہ حروف مقطعات انہیں جلا کر رکھ کر دیں گے اور خاکستر کر دیں گے۔ حروف مقطعات کے اس نقش سے دوستی کریں اور ان لفظوں سے محبت، ان لفظوں سے پیار کریں۔ ان پر اعتماد ہو اور سچا اعتماد ہو، جب سچا اعتماد بڑھتا جائے گا اور روشنی کی کرنیں اڈتیں چلی آئیں گی تو سارے دکھ ڈھلتے جائیں اور دھلتے جائیں گے۔ سیاہیاں مٹ جائیں گی، حروف مقطعات بارش ہے جس کا ہر قطرہ سیاہی کو دھو دیتا ہے۔ کالے جادو کو مٹا دیتا ہے۔۔۔ کالی زندگی کو بہاد دیتا ہے اور زندگی میں روشنیاں اور سکون بکھیر دیتا ہے۔

حروف مقطعات کو فریم کرنا اگر گھر میں لگائیں، بیڈروم میں لگائیں، صبح اٹھتے ہی ان حروف کو پڑھ کر دعا کریں، گھر سے باہر جانے والے دروازے کے اوپر لگائیں، باہر جاتے ہوئے پڑھ کر دعا کر کے جائیں، گھر واپس آنے پر ایسی جگہ لگائیں کہ گھر میں داخل ہوتے ہیں ان پر نظر پڑے، پڑھ کر داخل ہوں، اس کے علاوہ رات سوتے وقت ہر حاجت کے وقت، ہر پریشانی میں، ہر مصیبت میں، ہر بلا میں پڑھ کر دعا کریں۔ گھر میں سکون اور برکت کے لیے دن میں کئی بار پڑھ کر دعا کریں۔ ان شاء اللہ کرم ہوگا۔

حروف مقطعات سے علاج

حروف مقطعات جو سورتوں کے شروع میں آئے ہیں وہ یہ ہیں:- اَلَمْ، اَلْمَصّ، اَلرّ، کَہِیْعَصّ، طُہ، طُسّم، طُسّ، یسّ، صّ، حَمّ، حَمَعَسَقّ، ق، نّ

جن میں یہ حروف آئے ہیں:- الف، ہا، صاد، سین، کاف، عین، طا، ق، ر، نون، میم، ل، با
ان کو حروف نورانی کہتے ہیں اور ہر ایک حرف کے ساتھ اسماء الہیہ کو تعلق ہے۔ مثلاً

- 1- الف --- اللہ، احد، اول، اخر 2- ہا --- ہادی 3- صاد --- صمد 4- سین --- سمیع، سبوح، سلام
- 5- کاف --- کریم 6- عین --- علیم، عزیز، عنایت 7- طا --- طیب 8- ق --- قیوم
- 9- ر --- رحمن، رحیم 10- نون --- نور، نافع 11- میم --- مالک، یوم الدین، ملک الملک
- 12- ل --- لطیف 13- یا --- یوم

ان حروف نورانی کو لکھ کر اپنے مال و متاع یا کھیت یا گھر وغیرہ میں رکھیں ہر بلا سے محفوظ رہیں گے۔

آسیب کا علاج:- جس شخص کو پرانا آسیب یا جن ہو تو درج ذیل حروف مقطعات پڑھ کر دم کریں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْمَصّ - طُہ - طُسّم - کَہِیْعَصّ - یسّ وَالْقُرْآنِ الْحَکِیْمِ - حَمّ - عَسَقّ - ق - نّ -
وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ

مرگی والے کو لکھ کر پہنا جائے۔ بیکار آدمی روزگار کے لئے گلے میں باندھے:-

اَلَمْ - اَلَمْ - اَلْمَصّ - اَلرّ - اَلرّ - کَہِیْعَصّ - طُہ - طُسّ - طُسّم - یسّ - صّ - حَمّ - عَسَقّ - ق - نّ - وَالْقَلَمِ
وَمَا یَسْطُرُوْنَ

آشوب چشم کا علاج:- نوچندی ہفتہ (اسلامی مہینہ کا پہلا ہفتہ) میں لکھ کر دھو کر پینے سے سال بھر آشوب چشم سے محفوظ رہے گا۔

اَلَمْ - اَلَمْ - اَلْمَصّ - اَلرّ - اَلرّ - کَہِیْعَصّ - طُہ - طُسّم - طُسّ - یسّ - صّ - ق - نّ

داڑھ کے درد کے لئے:- امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے حکایت نقل کی ہے کہ:

بصرہ میں ایک شخص داڑھ کیلتا تھا اور بتانے سے بچل کرتا تھا مرتے وقت اس نے بتلایا کہ وہ یہ ہے:

اَلْمَصّ - کَہِیْعَصّ - حَمَعَسَقّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اُسْکُنْ اَیَّهَا الْوُجُعُ بِالَّذِیْ اِنْ یَّشَآءِ یُسْکِنِ الرِّیَاحَ فِیْظَلِّلَنَّ
رَوَ اِکْدَعَلٰی ظَہْرَہْ وَلَہٗ مَا سَکَنَ فِی الْیْلِ وَالتَّہَارِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ
پڑھ کر دم کر دیں یا لکھ کر پلا دیں۔

اقوال زریں

- 1- جو لوگ صفوں کو پورا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل کرتا ہے اور اللہ کے فرشتے ان کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اور جو شخص صف میں خالی جگہ بھر دے تو اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس کا ایک درجہ بلند فرمائے گا۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 995)
- 2- فجر کی نماز کے بعد 10 مرتبہ چوتھا کلمہ پڑھنے سے تمام دن شیطان کے نقصان سے بچ سکتے ہیں۔ (مسند الشامیین للطبرانی 1/371)
- 3- بستر پر لیٹتے وقت اَسْتَغْفِرُ اللہَ الَّذِیْ لَا اِلَہَ اِلَّا ہُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اُتُوْبُ اللہَ بِہِ پڑھنے والے کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح: 2404)
- 4- جو آدمی صبح اور شام تین بار یہ ذکر کرتا ہے رَضِیْتُ بِاللہِ رَبًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّہِ ﷺ تو اللہ تعالیٰ پر حق ہو جاتا ہے کہ وہ اس کو روز قیامت راضی کرے۔ (مسند احمد، حدیث نمبر 5498)
- 5- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حضرت معاذؓ کو نماز کے بعد یہ دعا پڑھنے کی تاکید فرمائی اَللّٰهُمَّ اَعِنِیْ عَلٰی ذِكْرِکَ وَ شُکْرِکَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِکَ (سنن ابی داؤد: 1522)
- 6- عشرہ ذی الحجہ کے (ابتدائی) دس دنوں سے بڑھ کر کوئی دن ایسا نہیں جس کی عبادت اللہ کو زیادہ محبوب ہو، ان ایام میں سے ہر دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور ان کی ہر رات کا قیام لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہے (جامع ترمذی، جلد اول حدیث نمبر 758) اور عرفہ (جس دن حج ہوتا ہے) کے دن کا روزہ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ مٹا دیتا ہے۔ (جامع ترمذی، جلد اول حدیث نمبر 749)
- 7- حج میں مال خرچ کرنا جہاد میں مال خرچ کرنے سے سات سو حصے ثواب میں زائد ہے۔ (مسند احمد، حدیث نمبر 4061)
- 8- جس نے عرفہ کے دن اپنی زبان، کان اور آنکھوں کو قابو میں رکھا تو ایک عرفہ سے دوسرے عرفہ تک اس کے تمام گناہ بخش دیئے گئے۔ (شعب الایمان)
- 9- سورہ فاتحہ کی مثل کوئی سورہ تورات، انجیل، زبور اور قرآن پاک میں نہیں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ”سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی آخری آیات کی مثل کوئی چیز میرے علاوہ کسی پیغمبر کو نہیں دی گئی“۔ (مشکوٰۃ المصابیح، حدیث نمبر 204)
- 10- جس نے ہر رات سورہ ملک پڑھی اسے عذاب قبر نہ ہوگا۔ (المستدرک، سنن الترمذی)
- 11- تمام اعمال سے بہتر، اللہ کی نگاہ میں پاکیزہ تر، درجوں کو دوسرے تمام اعمال سے زیادہ بلند کرنے والا، راہ خدا میں سونا اور چاندی خرچ کرنے اور جہاد سے بھی زیادہ بہتر عمل ذکر الہی ہے۔ (جامع ترمذی، حدیث نمبر 3377- سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 3790)
- 12- بہترین دعا عرفہ کے دن میدان حج میں کی جانے والی دعا ہے۔ (جامع ترمذی، حدیث نمبر 3585)
- 13- مہمان نوازی تین دن ہے اس کے بعد صدقہ ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر 6019)
- 14- رزق میں برکت اور عمر میں زیادتی صلہ رحمی سے ہوتی ہے۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر 6523- صحیح بخاری، حدیث نمبر 5986)
- 15- نماز، روزہ اور صدقہ سے زیادہ ثواب آپس میں صلہ کرانے کا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، حدیث نمبر 5038)
- 16- تنہا سفر میں جو خرابیاں ہیں اگر تم کو معلوم ہو جائیں تو کوئی شخص تم میں سے رات کو تنہا سفر نہ کرے۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر 2998)
- 17- میزان اعمال کو خیرات کے وزن سے بھاری کرو۔ (حضرت علیؓ)
- 18- دوسروں کے ساتھ احسان کرو تو اس کو خفی رکھو اور کوئی تمہارے ساتھ احسان کرے تو اس کو ظاہر کرو۔ (حضرت علیؓ)
- 19- کسی بھی مشکل کو دور کرنے کے لیے 7 بار سورہ مزمل روز پڑھیں۔
- 20- حضرت بایزید بسطامیؒ نے فرمایا ”کوئی گناہ انسان کو اس قدر نقصان نہیں پہنچا سکتا جتنا ایک مسلمان بھائی کو بے عزت کرنا“۔
- 21- ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامیؒ سے لوگوں نے پوچھا فرض کیا ہے؟ اور سنت کیا ہے؟ آپؒ نے جواب دیا کہ ”اللہ تعالیٰ کی محبت فرض ہے اور دنیا کو ترک کر دینا سنت“۔ ہے۔
- 22- حضرت یحییٰ بن معاذؒ نے کہا ”جس قدر کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، خلقت اس قدر اس سے ڈرتی ہے اور جس قدر کوئی اللہ کے ساتھ مشغول ہوتا ہے، خلقت اس قدر اس کے کاموں میں مشغول ہوتی ہے“۔
- 23- صادق وہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسا فرشتہ مقرر ہو جو نماز کے وقت اسے نماز میں مشغول کرے اور اگر سویا ہوا ہو تو اسے جگا دے۔

مُصَنَّفہ کی تمام کُتُب

عبدیت کا سفر ابدیت کے حصُول تک	مقصدِ حیات	خاتم النبیین ﷺ محبوبِ ربِّ العلمین مُحسِنِ انسانیت (۲۰۱)	خاتم النبیین ﷺ محبوبِ ربِّ العلمین
فلاح	راہِ نجات	مُختصراً قُرآنِ پاک کے علوم	تعلُّق مع اللہ
تُو ہی مجھے مِل جائے (جلد.۲)	تُو ہی مجھے مِل جائے (جلد.۱)	ثواب و عتاب	اہل بیت اور خاندانِ بنو اُمیہ
عشرہ مبشرہ اور آئمہ اربعہ	کتاب الصلوٰۃ و اوقات الصلوٰۃ	اولیاء کرام	مختصر تذکرہ صحابہ کرام مختصر تذکرہ انبیاء کرام
عقائد و ایمان	اسلام عالمگیر دین	آگہی	حیاتِ طیبہ
تصوُّف یا رُوحانیت (جلد.۲)	تصوُّف یا رُوحانیت (جلد.۱)	کتابِ آگاہی (تصحیح العقائد)	دینِ اسلام (بچوں کے لئے)